ذخیرۃ الجنان
فی
فہم القرآن
افادات
شیخ الحدیث والتفسیر
رحمہ اللہ علیہ
مولانا محمد سرفراز خان صفدر
ناشر
میر محمد لقمان برادران
سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

سورۃ الانفال، سورۃ التوبہ

(مکمل)

جلد............۸

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑ والی گکھڑ گوجرانوالہ پاکستان

نام کتاب	----	ذخیرۃ الجنان فی فہم القرآن ﴿الانفال، التوبہ مکمل﴾
افادات	----	شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم
مرتب	----	مولانا محمد نواز بلوچ مدظلہ، گوجرانوالہ
نظر ثانی	----	مولانا علامہ زاہد الراشدی
سرورق	----	محمد خاور بٹ، گوجرانوالہ
کمپوزنگ	----	محمد صفدر حمید
تعداد	----	گیارہ سو (۱۱۰۰)
طبع	----	سوئم
قیمت	----	
طابع وناشر	----	لقمان اللہ میر اینڈ برادرز، سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ملنے کے پتے

۱) والی کتاب گھر، اردو بازار گوجرانوالا

۲) جامع مسجد شاہ جمال، جی ٹی روڈ گکھڑ گوجرانوالا

۳) مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور

اہلِ علم سے گزارش

بندۂ ناچیز امام المحدثین مجدد وقت شیخ الاسلام حضرت العلام محمد سرفراز خان صفدر دام مجدھم علینا کا شاگرد بھی ہے اور مرید بھی۔

اور محترم لقمان اللہ میر صاحب حضرت اقدس کے مخلص مرید اور خاص خدام میں سے ہیں۔

ہم وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے جایا کرتے ہیں۔ خصوصاً جب حضرت شیخ اقدس کو زیادہ تکلیف ہو تو علاج معالجہ کے سلسلے کے لیے اکثر جانا ہوتا ہے۔ جانے سے پہلے ٹیلیفون پر رابطہ کر کے اکٹھے ہو جاتے۔ ایک دفعہ جاتے ہوئے میر صاحب نے کہا کہ حضرت نے ویسے تو کافی کتابیں لکھیں ہیں اور ہر باطل کا رد کیا ہے مگر قرآن پاک کی تفسیر نہیں لکھی تو کیا حضرت اقدس جو صبح بعد نمازِ فجر درس قرآن ارشاد فرماتے ہیں وہ کسی نے محفوظ نہیں کیا کہ اسے کیسٹ سے کتابی شکل سے منظر عام پر لایا جائے تاکہ عوام الناس اس سے مستفید ہوں۔ اور اس سلسلے میں جتنے بھی اخراجات ہونگے وہ میں برداشت کرونگا اور میرا مقصد صرف رضائے الٰہی ہے، شاید یہ میرے اور میرے خاندان کی نجات کا سبب بن جائے۔ یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مقدر فرمائی تھی۔

اس سے تقریباً ایک سال قبل میر صاحب کی اہلیہ کو خواب آیا تھا کہ ہم حضرت شیخ اقدس کے گھر گئے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حضرت کیلوں کے چھلکے لیکر باہر آ رہے ہیں۔ میں

نے عرض کیا حضرت مجھے دیدیں میں باہر پھینک دیتی ہوں۔حضرت نے وہ مجھے دیدیئے اور وہ میں نے باہر پھینک دیئے۔(چونکہ حضرت خواب کی تعبیر کے بھی امام ہیں۔)

میں نے مذکورہ بالا خواب حضرت سے بیان کیا اور تعبیر پوچھنے پر حضرت نے فرمایا کہ میرا یہ جو علمی فیض ہے اس سے تم بھی فائدہ حاصل کروں گے، چنانچہ وہ خواب کی تعبیر تفسیر قرآن ''ذخیرۃ الجنان'' کی شکل میں سامنے آئی۔

میر صاحب کے سوال کے جواب میں مَیں نے کہا اس سلسلے میں مجھے کچھ معلوم نہیں حضرت اقدس سے پوچھ لیتے ہیں۔چنانچہ جب گکھڑ حضرت کے پاس پہنچ کر بات ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ درس دو تین مرتبہ ریکارڈ ہو چکا ہے اور محمد سرور منہاس کے پاس موجود ہے ان سے رابطہ کرلیں۔اور یہ بھی فرمایا کہ گکھڑ والوں کے اصرار پر میں یہ درسِ قرآن پنجابی زبان میں دیتا رہا ہوں اس کو اُردو زبان میں منتقل کرنا انتہائی مشکل اور اہم مسئلہ ہے۔

اس سے دو دن پہلے میرے پاس میرا ایک شاگرد آیا تھا اس نے مجھے کہا کہ میں ملازمت کرتا ہوں تنخواہ سے اخراجات پورے نہیں ہو پاتے، دورانِ گفتگو اس نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایم۔اے پنجابی بھی کیا ہے۔اس کی یہ بات مجھے اس وقت یاد آگئی۔میں نے حضرت سے عرض کی کہ میرا ایک شاگرد ہے اس نے پنجابی میں ایم۔اے کیا ہے اور کام کی تلاش میں ہے، میں اس سے بات کرتا ہوں۔

حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہے۔ہم حضرت کے پاس سے اٹھ کر محمد سرور منہاس صاحب کے پاس گئے اور ان کے سامنے اپنی خواہش رکھی انھوں نے کیسٹیں دینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔کچھ کیسٹیں ریکارڈ کرانے کے بعد اپنے شاگرد

ایم۔اے پنجابی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ کام رکھا اُس نے کہا کہ میں یہ کام کر دونگا، میں نے اسے تجرباتی طور پر ایک عدد کیسٹ دی کہ یہ لکھ کر لاؤ پھر بات کریں گے۔ دینی علوم سے ناواقفی اس کیلئے سدِّ راہ بن گئی۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور عربی عبارت سمجھنے سے قاصر تھا۔ تو میں نے فیصلہ کیا کہ یہ کام خود ہی کرنے کا ہے میں نے خود ایک کیسٹ سنی اور اُردو میں منتقل کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت نے اس میں مختلف مقامات میں سے پڑھ کر اظہارِ اطمینان فرمایا۔ اس اجازت پر پوری تن دہی سے متوکل علی اللہ ہو کر کام شروع کر دیا۔

میں بنیادی طور پر دنیاوی تعلیم کے لحاظ سے صرف پرائمری پاس ہوں، باقی سارا فیض علماءِ ربانیین سے دورانِ تعلیم حاصل ہوا۔ اور میں اصل رہائشی بھی جھنگ کا ہوں وہاں کی پنجابی اور لاہور، گوجرانوالہ کی پنجابی میں زمین آسمان کا فرق ہے لہذا جہاں دشواری ہو وہاں حضرت مولانا علامہ زاہد الراشدی، مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری مدیر: ''بینات'' کراچی اور دیگر صاحبِ علم حضرات سے رجوع کرتا ہوں اور اگر کہیں زیادہ ہی الجھن بن جائے تو براہِ راست حضرت اقدس سے رابطہ کر کے تشفی کر لیتا ہوں کیونکہ بعض مقامات ایسے بھی آتے ہیں جہاں حضرت اقدس کے بغیر مسئلہ حل ہو ہی نہیں سکتا۔

اور اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ اس بات کو بھی ملحوظِ خاطر رکھیں کہ یہ چونکہ عمومی درس ہوتا تھا اور یادداشت کی بنیاد پر مختلف روایات کا ذکر کیا جاتا تھا اس لئے ضروری نہیں ہے کہ جو روایت جس کتاب کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے وہ پوری روایت اسی کتاب میں موجود ہو۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ روایت کا ایک حصہ ایک کتاب میں ہوتا ہے جس کا حوالہ دیا گیا ہے مگر باقی تفصیلات دوسری کتاب کی روایت بلکہ مختلف روایات

میں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبویؐ کے اساتذہ اور طلبہ اس بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لئے ان دروس میں بیان کی جانے والی روایات کا حوالہ تلاش کرتے وقت اس بات کو ملحوظ رکھا جائے۔

میں کیسٹ سے تحریر کرنے کے بعد مسودہ اپنے بڑے بھائی لیفٹیننٹ حبیب اللہ خان کے پاس بھیجتا ہوں جن کا تعلق آرمی میں شعبۂ تعلیم ہی سے ہے۔ ان کے راہنمائی کے بعد مسودہ نظر ثانی کے لئے علامہ زاہد الراشدی صاحب (جو حضرت کے بڑے فرزند اور مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے شیخ الحدیث ہیں) کے پاس بھیجتا ہوں۔ اس کے بعد یہ مسودہ کمپوزنگ کیلئے جاتا ہے اور تصحیح اغلاط کے بعد پھر یہ مسودہ دوبارہ علامہ زاہد الراشدی کے پاس جاتا ہے ان کے مطالعہ اور تصدیق کے بعد یہ مسودہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ ہم سارے انسان ہیں اور نسیان سے مرکب ہیں غلطیاں ممکن ہیں۔ خصوصاً بندۂ ناچیز ان سب حضرات سے علم عمل اور عمر میں چھوٹا ہے لہذا تمام خامیوں، کمزوریوں کی نسبت صرف میری طرف ہی کی جائے اور ان غلطیوں سے مطلع کیا جائے تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح ہو سکے۔

العارض

محمد نواز بلوچ

فارغ التحصیل مدرسہ نصرۃ العلوم و فاضل وفاق المدارس العربیہ، ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر
سورۃ الانفال

(مکمل)

جلد............۸

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑوالی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗٓ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ○ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ○ کَمَآ اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکٰرِھُوْنَ ○ یُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ کَاَنَّمَا یُسَاقُوْنَ اِلَی الْمَوْتِ وَھُمْ یَنْظُرُوْنَ ○

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ سوال کرتے ہیں آپ سے غنیمتوں کے بارے میں قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ آپ کہہ دیں غنیمتیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیلئے ہیں فَاتَّقُوا اللّٰہَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ

بَیۡنِکُمۡ اور درست کرو آپس کے معاملات کو وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗۤ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ اگر ہو تم مومن اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ پختہ بات ہے مومن الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وہ لوگ ہیں کہ جس وقت ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ خوفزدہ ہو جاتے ہیں دل ان کے وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُہٗ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں زَادَتۡہُمۡ اِیۡمَانًا تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں وَّعَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ اور وہ مومن اپنے رب پر توکل کرتے ہیں الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وہ لوگ قائم کرتے ہیں نماز کو وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ اور جو ہم نے ان کو روزی دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا یہی لوگ ہیں مومن پکی بات ہے لَہُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ان کیلئے درجے ہیں ان کے رب کے ہاں وَمَغۡفِرَۃٌ اور بخشش ہے وَّرِزۡقٌ کَرِیۡمٌ اور رزق ہوگا عمدہ کَمَاۤ اَخۡرَجَکَ رَبُّکَ جیسے نکالا تجھ کو تیرے پروردگار نے مِنۡۢ بَیۡتِکَ تیرے گھر سے بِالۡحَقِّ حق کے ساتھ وَاِنَّ فَرِیۡقًا مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اور بیشک ایک گروہ ایمان والوں میں سے لَکٰرِہُوۡنَ البتہ اس کو ناپسند کرتا تھا یُجَادِلُوۡنَکَ فِی الۡحَقِّ جھگڑتے ہیں وہ آپ کے ساتھ حق کے بارے میں بَعۡدَ مَا تَبَیَّنَ بعد اس کے کہ بات واضح ہو چکی ہے کَاَنَّمَا یُسَاقُوۡنَ اِلَی الۡمَوۡتِ گویا کہ وہ چلائے جا رہے ہیں موت کی طرف وَہُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ اور وہ دیکھ رہے ہیں۔

کوائفِ سورۃ اور غزوہ بدر :

اس سورۃ کا نام انفال ہے اور پہلی آیت کریمہ ہی میں انفال کا لفظ موجود ہے اسی سے سورۃ کا نام انفال ہے۔ سورۃ فاتحہ کے بعد اس کا آٹھواں نمبر ہے اور نزول کے اعتبار سے اٹھاسیواں (۸۸) نمبر ہے۔ ستاسی (۸۷) سورتیں اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں۔ یہ سورۃ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی ہے اس کے دس رکوع اور پچھتر (۷۵) آیات ہیں۔ اس سورۃ میں غزوہ بدر کے واقعات کا ذکر ہے چونکہ یہ پہلا غزوہ تھا اس لئے بعض مسائل کا علم بعض حضرات کو نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرما کر ان مسائل سے آگاہ کیا۔ یہی اس کا شانِ نزول ہے۔ بدر دراصل ایک آدمی کا نام تھا بدر بن قیس بن صبا۔ اس نے اس مقام پر ایک کنواں کھودا تھا تو کنویں کا نام اس شخص کے نام پر بدر پڑ گیا پھر سارے علاقے کو بدر کا علاقہ کہا جاتا تھا۔ یہ غزوہ ۲ ھ ۱۷ رمضان المبارک جمعہ کے دن پیش آیا۔ اَنفال جمع ہے نفل کی، نفل کے معنیٰ زائد کے ہیں، جو نماز فرضوں سے سے زیادہ ہوتی ہے وہ نفل کہلاتی ہے اور مال غنیمت کو نفل کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی مقصد سے زائد ہوتا ہے کہ جہاد میں اصل مقصد تو اعلائے کلمۃ اللہ ہے۔ تو نفل کے معنیٰ مال غنیمت کے ہیں اور مال غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو کافروں کے ساتھ جہاد کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے اس مال کے پانچ حصے کیے جاتے ہیں پانچواں حصہ خُمس کہلاتا ہے۔ وہ خمس آنحضرت ﷺ کے غریب رشتہ داروں کیلئے اور عام مساکین اور یتیموں اور نادار لوگوں کیلئے ہوتا تھا باقی چار حصے مجاہدین پر تقسیم ہو جاتے تھے اور مسلمانوں کیلئے سب سے بہتر کمائی مال غنیمت ہے کیونکہ جہاد کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے اور جہاد بہت بلند عمل ہے۔ یہ لڑائی کیوں ہوئی اس کے اسباب یا نتیجے ان کا ذکر آگے آرہا ہے اس لڑائی میں مسلمان کل تین سو تیرہ تھے تین سو بارہ صحابہ کرامؓ اور

تیرھویں آنحضرت ﷺ تھے اور تعجب کی بات یہ ہے کہ تین سو تیرہ کے پاس صرف آٹھ تلواریں چھ زرہیں، ستر اونٹ اور دو گھوڑے ہیں اور لباس کی یہ حالت تھی کہ کسی کے پاس پگڑی ٹوپی تھی اور کوئی ننگے سر تھے اور کسی کے پاس جوتا تھا اور کئی ننگے پاؤں تھے اس گرمی اور دھوپ میں اور مقابلے میں ایک ہزار آدمی اور ان کے پاس ہر طرح کا اسلحہ تلواریں، نیزے، تیر کمان، زرہیں، خود اور وافر مقدار میں اونٹ گھوڑے اور خچر تھے اور آپ پہلے اللہ تعالیٰ کا ارشاد پڑھ چکے ہیں کہ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ''اور البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کر چکا بدر میں اور تم کمزور تھے۔'' ستر کافر مارے گئے، ستر گرفتار ہوئے اور باقی دوڑ لگا گئے یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تھی ورنہ تین سو تیرہ کی ایک ہزار کے ساتھ کیا نسبت ہے، آٹھ تلواروں کی ایک ہزار تلوار کے ساتھ کیا نسبت ہے۔ صرف چودہ مسلمان شہید ہوئے، آٹھ مہاجر اور چھ انصار میں سے۔ مال غنیمت میں اونٹ، گھوڑے، تلواریں، خود (لوہے کی ٹوپی کو کہتے ہیں)، زرہیں اور جو کچھ بھی اس زمانے میں ان کے پاس تھا، حاصل ہوا۔ کچھ حضرات لڑائی میں تھے اور کچھ حضرات ان کی خدمت پر خیموں میں کھانا پکانا، کپڑے دھونا اور دیگر سامان کی حفاظت کر رہے تھے اور یہ کہ جب ان کی باری آنی تھی انھوں نے بھی لڑنا تھا۔

مال غنیمت کے بارے میں اختلاف ہوا اور جب آدمی زیادہ ہوں تو قدرتی طور پر اختلاف رائے ہو جاتا ہے۔ لڑنے والوں کا خیال یہ تھا کہ چونکہ ہم لڑے ہیں اس لئے مالِ غنیمت ہمارا حق بنتا ہے اور جو حضرات انتظامات پر مامور تھے انھوں نے کہا کہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں لہذا ہمارا بھی حق بنتا ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اختلاف کی کیا ضرورت ہے آنحضرت ﷺ موجود ہیں ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ حضرت مال غنیمت کس کا حق بنتا ہے؟

صرف لڑنے والوں کا حق ہے یا جو پیچھے اونٹوں، گھوڑوں اور گدھے کی حفاظت پر مامور تھے اور کھانے پکانے پر مامور تھے اور زخمیوں کی مرہم پٹی وغیرہ کر رہے تھے ان کا بھی حق بنتا ہے۔اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا......

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ سوال کرتے ہیں آپ سے غنیمتوں کے بارے میں قُلْ آپ کہہ دیں اَلْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ غنیمتیں اللہ تعالیٰ کیلئے اور اس کے رسول کیلئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت اور اس کے رسول کے کنٹرول میں ہیں فَاتَّقُوا اللّٰهَ پس ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ اور درست رکھو آپس کے معاملے کو، اختلاف پیدا نہ کرو۔مالِ غنیمت کا کیا کرنا ہے؟ اس کا حکم دسویں پارے کی ابتداء میں آئے گا۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ "اور اچھے طریقے سے جان لو کہ بیشک جو تم نے حاصل کیا ہے غنیمت میں سے پس بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے اس کا پانچواں حصہ ہے اور اس کے رسول کیلئے اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے قرابت داروں کیلئے اور یتیموں کیلئے اور مسکینوں کیلئے اور مسافروں کیلئے ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر۔" وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اگر ہو تم مومن۔

علاماتِ مومنین:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ پختہ بات ہے مومن وہ لوگ ہیں کہ جس وقت ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا خوفزدہ ہو جاتے ہیں دل ان کے رب تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کی وجہ سے۔

طبعی خوف منافیٔ ایمان نہیں

تھا ایسے موقع پر کچھ حضرات طبعی طور پر لڑائی کو پسند نہیں کرتے تھے اور طبعی طور پر ایسی چیزوں سے گریز کرنے سے ایمان پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ کئی دفعہ سن چکے ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاتھ میں جو لاٹھی ہے اس کو ڈال دو جب اس کو ڈالا تو وہ سانپ بن کر دوڑنے لگی موسیٰ علیہ السلام نے دوسری طرف دوڑ لگا دی کیونکہ سانپ موذی شی ہے اور موذی شی سے بچنا بہت ضروری ہے پیغمبر سے بڑھ کر کسی کا ایمان قوی نہیں ہوتا مگر طبعاً اس سانپ سے ڈرے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَخَفْ خوف نہ کر اس پر ہاتھ رکھ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ہم اس کو پہلی حالت میں بدل دیں گے تو طبعاً لڑائی سے ڈرنا، دشمنوں سے ڈرنا، جیسے سانپ سے ڈرنا، جو ڈر کی چیز ہے یہ ایمان کے خلاف نہیں ہے۔ تو کچھ حضرات لڑائی کو پسند نہیں کرتے تھے اس کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ جیسے نکالا تجھ کو تیرے پروردگار نے تیرے گھر سے جو مدینہ طیبہ میں تھا حجرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بِالْحَقِّ حق کے ساتھ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ اور بیشک ایک گروہ ایمان والوں میں سے البتہ اس کو ناپسند کرتا تھا طبعاً چاہتے تھے کہ لڑائی کی نوبت نہ آئے يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ جھگڑتے ہیں وہ آپ کے ساتھ حق کے بارے میں بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ بعد اس کے کہ بات واضح ہو چکی ہے کہ لڑائی ضرور پیش آئے گی كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ گویا کہ وہ چلائے جا رہے ہیں موت کی طرف یعنی یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کو موت کی طرف چلایا جا رہا ہے وَهُمْ يَنظُرُونَ اور وہ دیکھ رہے ہیں موت کو آنکھوں سے یعنی بعض ایسے گھبرائے ہوئے تھے کہ گویا موت سامنے کھڑی ہے۔

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ○ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ○ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اور جس وقت وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ دو گروہوں میں سے ایک کا اَنَّهَا لَكُمْ کہ بیشک وہ تمہارا ہے وَتَوَدُّوْنَ اور تم پسند کرتے تھے اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ بیشک جو کانٹے والا نہیں ہے تَكُوْنُ لَكُمْ وہ تمہارا ہو جائے وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اور ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ کہ ثابت کردے حق کو اپنے فیصلوں کے ساتھ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ اور جڑ کاٹ دے کافروں کی لِيُحِقَّ الْحَقَّ تاکہ ثابت کردے حق کو وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ اور مٹادے باطل کو وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ اور اگرچہ مجرم

ناپسند کریں اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ جس وقت تم مدد طلب کرتے تھے اپنے رب سے فَاسْتَجَابَ لَکُمْ پس اس نے تمہاری دعا قبول کر لی (یہ فرماتے ہوئے) اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ بیشک میں تمہاری مدد کرونگا ایک ہزار فرشتوں کیساتھ مُرْدِفِیْنَ جو آگے پیچھے قطار میں آئیں گے وَمَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی اور نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے یہ فرشتون کی امداد کو مگر خوشخبری وَلِتَطْمَئِنَّ بِہٖ قُلُوْبُکُمْ اور تا کہ تمہارے دل مطمئن ہوں وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ اور نہیں ہے مدد مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

ماقبل سے ربط اور سببِ بدر :

غزوہ بدر کا ذکر چلا آ رہا ہے مکہ مکرمہ میں قابلِ کاشت زمین نہیں تھی پہاڑ ہی پہاڑ ہیں روحانی برکات بہت تھیں مگر ظاہری اسباب نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی روزی کا ذریعہ یہ بنایا تھا کہ یہ لوگ سال میں دو تجارتی سفر کرتے تھے رِحْلَۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ایک گرمیوں میں اور دوسرا سردیوں میں، گرمیوں میں شام کا سفر کرتے تھے اور سردیوں میں یمن کے علاقے کا سفر کرتے تھے۔ اگرچہ اکثریت کافروں اور مشرکوں کی تھی مگر کعبۃ اللہ کا احترام ان لوگوں کے دلوں میں تھا وہ جب سنتے کہ مکہ مکرمہ سے آئے ہیں تو کعبۃ اللہ کی نسبت سے ان کا بڑا احترام کرتے، بڑی قدر کرتے ان کی مہمانی کرتے، کھانا مفت کھلاتے، چارپائیاں دیتے، رہائش دیتے، ان سے چیزیں مہنگی خریدتے کہ برکت والی ہیں اور ان کو چیزیں سستی دیتے ان دو سفروں میں ان کا سال کا خرچہ پورا ہو جاتا تھا۔

غزوۂ بدر کا سبب یہ بنا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی اکثریت (مشرکین مکہ کی سختیوں سے تنگ آکر) مدینہ منورہ ہجرت فرما گئی انصاف کا تقاضہ تو یہ تھا کہ کافر اب ان کا پیچھا چھوڑ دیتے کیونکہ وہاں سے کافی دور چلے گئے ہیں۔ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے تین سو گیارہ میل دور ہے جو اس زمانے میں اونٹوں پر دس دن کا سفر تھا مگر کافروں نے پیچھا نہ چھوڑا اور شرارتوں سے باز نہ آئے مدینہ طیبہ کے قریب چراہ گاہیں تھیں جہاں لوگ اپنے مویشی جانور چراتے تھے ان میں سے ایک چراہ گاہ میں بیت المال کے اونٹ چر رہے تھے حضرت یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں کے نگران تھے ان کے ساتھ دو چار [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ [illegible] سودا سلف لینے مدینہ طیبہ گئے ہوئے تھے۔ کُرز ابن جابر فہری کافر لشکر لیکر آیا حضرت یسار کو موقع پر قتل کر دیا اور اونٹ لے کر چلا گیا مسلمانوں کے پاس یہی سرمایہ تھا آنحضرت ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے سنا، بڑے پریشان ہوئے اور ابھی جہاد کی اجازت بھی نہیں ملی تھی حکم تھا کُفُّوْا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ہاتھ روکے رکھو اور عبادت میں مشغول رہو۔ تو کافر شرارتوں سے باز نہ آئے اور مسلمانوں کے خلاف منصوبے بناتے رہتے تھے چنانچہ مشرکین مکہ نے "دار الندوہ" جو ان کا دار تھا۔ یہ جگہ پہلے مسجد حرام سے باہر تھی مگر اب مسجد حرام میں شامل ہو گئی ہے تو دار الندوہ میں انھوں نے میٹنگ کی، کہنے لگے کہ محمد یہاں سے چلے گئے ہیں اور ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہیں کہ ہمیں نظر نہیں آتے لیکن یاد رکھو ہم نے جو کچھ ان کے ساتھ کیا ہے وہ اسکو بھول نہیں سکتے آج نہیں کل سہی دو چار سال تک یہ زندہ رہا تو یہ فوج جمع کر کے ہم پر حملہ آور ہوگا اور ہماری بیخ کنی کر دے گا، ہم کو مٹا دے گا۔ یہاں تو ہم روکاوٹیں ڈالتے تھے لوگوں کو اس کے قریب نہیں آنے دیتے تھے

وہاں تو ہر کاروبار لوٹنے والا بھی کوئی نہیں ہے اور لوگ ان کے ساتھ ملتے جارہے ہیں لہذا اس پر غور کرو اس کیلئے ایک تجویز ہے اس پر سب لوگ عمل کریں وہ تجویز یہ ہے کہ ایک دفعہ شام کا جو تجارتی سفر ہو، چاہے کوئی خود جائے یا کسی کو مضاربت پر بھیجے وہاں پر سامان پہنچے پر جو نفع حاصل ہو اور وہاں سے سامان لا کر مکہ مکرمہ پہنچنے پر جو نفع حاصل ہو وہ تو سارا ہم چندے میں پیش کریں گے اور مسلمانوں کے خلاف ہتھیار خریدیں گے چونکہ اسلام کے خلاف ان کے دلوں میں نفرت تھی لہذا تمام نے اس تجویز پر اتفاق کیا چنانچہ ایک ہزار آدمیوں پر مشتمل ایک قافلہ تیار کیا گیا اس قافلے کے امیر ابوسفیان تھے کیونکہ وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے بعد میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو گئے۔ ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار کا سامان تھا آج کل کے حساب سے یوں سمجھو کہ تین کروڑ کی مالیت کا سامان تھا یہ قافلہ شام پہنچا اپنا سامان بیچا، نفع کمایا اور وہاں سے سامان خرید کر واپس چل پڑے اور مسلمانوں کو ان کے منصوبے کی اطلاع ہو گئی کہ ہمارے خلاف یہ کاروائی کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیت جہاد بھی اس وقت نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو لڑنے کی اجازت دی گئی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن کیساتھ کافر لڑتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ مظلوم ہیں اور یہ بات کہ مسلمان تھوڑے ہیں تو فرمایا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرٌ [پ۱۷/حج ۳۹] ''بیشک اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے''۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ سامان ہمارے خلاف خرچ ہونا ہے لہذا اس کا راستہ روکنا چاہئے تیاری کر کے باہر تشریف لائے ادھر مکے والوں کو علم ہو گیا کہ ہمارے قافلے پر حملہ کر رہے ہیں وہ بھی تیاری کر کے آ گئے۔ ابوسفیان بڑے چالاک اور ہوشیار آدمی تھے انہوں نے معروف راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا اور بچ بچا کر قافلہ مکے پہنچا دیا

مسلمان اس راستے کو پہنچ ہی نہ سکے مسلمان جب نکلے تو رب تعالیٰ نے پہلے ہی فرمادیا کہ دو قافلے ہیں ایک ابوسفیان کا قافلہ جس میں ساٹھ آدمی اور ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار سے زیادہ کا سامان ہے اور دوسرا وہ قافلہ جو مکہ مکرمہ سے ابوجہل کی قیادت میں مسلح ہو کر آرہا ہے اوران کی تعداد ایک ہزار تھی۔فرمایا ان دو میں سے ایک کے ساتھ ضرور تمہاری ٹکر ہوگی، اس کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں......

وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ اور جس وقت وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک کا کہ بیشک وہ تمہارا ہے وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ تَکُوْنُ لَکُمْ اورتم پسند کرتے تھے بیشک جو کانٹے والا نہیں ہے وہ تمہارا ہو جائے۔ابوسفیان والا قافلہ کہ ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھے کہ شوکہ کا معنیٰ کانٹا بھی ہوتا ہے اور ہتھیار بھی ہوتا ہے وَیُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ اور ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے کہ ثابت کردے حق کو اپنے فیصلوں کے ساتھ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ اور جڑ کاٹ دے کافروں کی لِیُحِقَّ الْحَقَّ تاکہ ثابت کردے حق کو وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ اور مٹادے باطل کو وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِمُوْنَ اوراگر چہ مجرم ناپسند کریں اس کو۔بدر مدینہ منورہ سے بسوئے مکہ مکرمہ ۸۰ میل کے فاصلے پر ہے کافر وہاں پہنچ گئے محلِ وقوع کے اعتبار سے جو اچھی جگہ تھی اور وہاں پانی کے ایک دو چشمے بھی تھے اس پر قبضہ کرلیا مسلمانوں کیلئے بڑی پریشانی تھی کیونکہ آدمیوں، اونٹوں، گھوڑوں اور خچروں کیلئے پانی کی ضرورت ہے اس کے بغیر گذارہ نہیں ہے۔آنحضرت ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جمعرات کو وہاں پہنچے عشاء کی نماز پڑھائی، حالات دیکھ کر ایک سرخ رنگ کا چمڑے کا خیمہ تھا اس میں رُو رُو کر گڑ گڑا کر دعا کی کہ اے پروردگار! یہ جو میرے ساتھ ہیں یہ میری پندرہ سال کی محنت ہے اگر آج یہ

سارے ختم ہو گئے تو قیامت تک تیرا صحیح نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا اے پروردگار یہ بے سہارا ہیں ان کا سہارا تیرے سوا کوئی نہیں ہے یہ بھوکے پیاسے ہیں ان کو کھلانے پلانے والا صرف تو ہی ہے۔ آپ ﷺ رو رہے اور دعائیں کر رہے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیمے سے باہر تھے برداشت نہ کر سکے اندر داخل ہوئے کہنے لگے حضرت آپؐ نے بڑی آہ وزاری کی ہے اب بس کریں آنحضرت ﷺ خیمے سے باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ آیت کریمہ تھی سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ یہ شکست کھائیں گے اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے جمعہ کا دن تھا صبح کو معرکہ ہوا مسلمان تین سو تیرہ اور ان کے پاس آٹھ تلواریں، چھ زرہیں، دو گھوڑے، ستر اونٹ تھے اور کافر ایک ہزار اور ان کے پاس ایک ہزار تلوار اور دوسرے ہتھیار بھی تھے بظاہر کوئی مقابلہ نہیں تھا اس موقع پر مسلمانوں نے دعائیں کیں اس کا ذکر ہے......

نصرت خداوندی :

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ جس وقت تم مدد طلب کرتے تھے اپنے رب سے فَاسْتَجَابَ لَکُمْ پس اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول کر لی یہ فرماتے ہوئے اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ بیشک میں تمہاری مدد کروں گا ایک ہزار فرشتوں کیساتھ جو آگے پیچھے قطار میں آئیں گے۔ اس مقام پر ایک ہزار کا ذکر ہے اور دوسرے مقام پر تین ہزار اور پانچ ہزار کا ذکر ہے۔ محدثین عظام مفسرین کرام اس کی اس طرح تطبیق دیتے ہیں کہ مسلمان تین سو تیرہ تھے اور مقابلے میں ایک ہزار کافر تھے پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتے نازل کرنے کا وعدہ فرمایا کہ وہ تمہاری مدد کریں گے مگر چونکہ کافر مسلمانوں سے تین گناہ زیادہ تھے اسلئے اللہ تعالیٰ نے مزید مسلمانوں کی تسلی کیلئے فرمایا کہ تین ہزار فرشتے

اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ○ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ کُلَّ بَنَانٍ ○ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ○ ذٰلِکُمْ فَذُوْقُوْهُ وَاَنَّ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ ○

اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ جس وقت طاری کی تم پر اللہ تعالیٰ نے اونگھ اَمَنَةً مِّنْهُ امن دلانے کیلئے اپنی طرف سے وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً اور نازل کیا اس نے تم پر آسمان کیطرف سے پانی لِّیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ تاکہ تم کو پاک کرے اس پانی کے ذریعے وَیُذْهِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ اور تاکہ دور کر دے تم سے شیطان کا وسوسہ وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ اور تاکہ مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ اور تاکہ ثابت رکھے اس کے ذریعے سے تمہارے قدموں کو اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ جس وقت وحی کی تیرے

رب نے فرشتوں کو اَنِّیْ مَعَکُمْ بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پس ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ عنقریب میں ڈالوں گا ان لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہیں رعب فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ پس مارو تم ان کی گردنوں پر وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ اور مارو ان میں سے ہر ہر پورے پر ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اسلئے کہ بیشک انھوں نے مخالفت کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو شخص مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ پس چکھو تم مزا اس کا وَاَنَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابَ النَّارِ اور بیشک کافروں کیلئے دوزخ کا عذاب ہے۔

غزوہ بدر کا ذکر چلا آرہا ہے۔ کافر وہاں پہلے پہنچ گئے اور پانی کے چشموں پر قبضہ کر لیا آنحضرت ﷺ ساتھیوں کے ہمراہ جب وہاں پہنچے تو ایک جگہ کا انتخاب فرمایا کہ یہاں پر پڑاؤ ڈالو یہاں ہم نے اپنا مورچہ قائم کرنا ہے۔

حضرت خبابؓ ابن منذر کا مشورہ :

حضرت خباب ابن منذر انصاری ؓ جنگی امور کے بڑے ماہر تھے انھوں نے دیکھا کہ جس جگہ کا آپ ﷺ نے انتخاب کیا ہے وہ جنگی نقطہ نظر سے مفید نہیں ہے تو عرض کیا کہ حضرت جس جگہ کا آپ ﷺ نے انتخاب فرمایا ہے کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ اس جگہ تم نے اپنا مورچہ قائم کرنا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، رب تعالیٰ کا یہ حکم نہیں ہے

رب تعالیٰ کا تو یہ حکم ہے کہ تم جہاد کرو آگے علاوہ بریں مشورہ طلب امر یہ ہے کہ ہم نے کیسے لڑنا ہے۔ کہنے لگے حضرت فنِ جنگی نقطہ نظر سے یہ جگہ مفید نہیں ہے چند قدم ہٹ کر ایک جگہ بتائی وہ اونچا ٹیلہ تھا اور ریت پڑی تھی عرض کیا حضرت یہ جگہ جنگی لحاظ سے بڑی مفید ہے کیونکہ مخلص اور تجربہ کار تھے آنحضرت ﷺ نے ان کی بات مان لی اور آنحضرت ﷺ لوگوں کی صحیح بات مان لیتے تھے اور باقی صحابہ کرام ؓ نے بھی اتفاق کیا وہاں پہنچنے پر چند پریشانیاں پیش آئیں کہ پانی پاس نہیں تھا ستر اونٹ، دو گھوڑے تھے اور آنحضرت ﷺ سمیت تین سو تیرہ آدمی تھے پانی سب کی ضرورت تھی پھر تمام کے تمام نمازی تھے وضو کیلئے بھی پانی درکار تھا اور وہاں جو تھوڑا بہت پانی تھا اس پر کافروں کا قبضہ تھا۔

حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَجْرِیْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَی الدَّمِ "جہاں تک انسان کے بدن میں خون گردش کرتا ہے شیطان کی گردش بھی وہاں تک ہوتی ہے۔" تو شیطان نے فوراً دل میں وسوسے ڈالنے شروع کیے کہ اگر تم سچے ہوتے تو پانی سے محروم کیوں ہوتے اور ریت میں تمہارے پاؤں کیوں دھنستے؟ بعض کے دلوں میں شیطان نے یہ وسوسے ڈالے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحمت نازل فرمائی بارش ہوئی انھوں نے حوض بنا کر پانی جمع کر لیا اور ریت جم گئی جیسے سڑک بنی ہوئی ہے اور کافر پست جگہ پر تھے وہاں پانی جمع ہو گیا اور کیچڑ بن گیا کہ ان کا چلنا پھرنا مشکل ہو گیا اور کافروں کی شکست کا ایک ظاہری سبب یہ بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اس مشکل گھڑی میں اونگھ طاری کر دی حضرت شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ فرماتے ہیں کہ میدانِ جنگ میں نیند رحمٰن کی طرف سے ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے اور پڑھتے پڑھاتے وقت نیند کا آجانا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں [illegible]

اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جس وقت طاری کی اللہ

تعالیٰ نے تم پر اونگھ اَمَنَۃً مِّنْهُ امن دلانے کیلئے اپنی طرف سے وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ اور نازل

کیا اللہ تعالیٰ نے تم پر مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً آسمان کی طرف سے پانی لِّیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ تاکہ تم کو

پاک کرے اس پانی کے ذریعے کہ وضو کر سکو، غسل کر سکو وَیُذْهِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ

الشَّیْطٰنِ اور تاکہ دور کر دے تم سے شیطان کا وسوسہ جو شیطان نے ڈالا تھا کہ اگر تم سچے

ہوتے تو پانی سے محروم نہ ہوتے وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ اور تاکہ مضبوط کر دے تمہارے

دلوں کو کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری غیبی مدد فرمائی۔ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ اور تاکہ ثابت رکھے اس

کے ذریعے سے تمہارے قدموں کو۔ ریت بیٹھ گئی سڑک کی طرح پکی ہو گئی کہ جس پر تم

تمہارے پاؤں رکھتے تھے اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَةِ جس وقت وحی کی حکم بھیجا

تیرے رب نے فرشتوں کو کہ پہلے ایک ہزار فرشتوں کا وعدہ فرمایا پھر تین ہزار کا اور یہ بھی

فرمایا کہ اگر کافر کافروں کی مدد کیلئے آئے تو پانچ ہزار فرشتے بھیج دونگا مگر نہ وہ آئے نہ پانچ

ہزار فرشتے نازل ہوئے، تین ہزار نازل ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور فرمایا اَنِّیْ

مَعَکُمْ میں تمہارے ساتھ ہوں، میری مدد تمہارے ساتھ ہے فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس

ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں تمہارا مومنوں کے درمیان رہنا ان کی ثابت

قدمی کا ذریعہ ہے سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ عنقریب میں ڈالوں گا ان

کے دلوں میں جو کافر ہیں رعب۔

عزائم مشرکین

مشرکین جب مکہ مکرمہ سے چلے تھے تو گانے والی عورتیں ساتھ لیکر آئے تھے

ڈھول بجاتے بھنگڑے ڈالتے ہوئے اور اونٹوں پر شراب کی بوتلیں لادی ہوئیں تھیں کہ ہم مسلمانوں کو ختم کرنے کے بعد شراب پئیں گے اور آس پاس کے قبائل کی شراب سے دعوت کریں گے اور ان کو اونٹ ذبح کر کے کھلائیں گے کہ اونٹ بھی وافر مقدار میں لیکر آئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی بدر کے مقام پر خوب درگت بنائی فرشتوں کو حکم دیا فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ "اَعْنَاق" عُنُق کی جمع ہے اس کا معنی ہے گردن۔ پس مارو تم ان کافروں کی گردنوں پر وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ "بنان" بَنَانَةٌ کی جمع ہے بمعنی پورا۔ اور مارو تم ان میں سے ہر ہر پورے پر کہ ان کی انگلیوں کے پورے نہ رہیں تاکہ نہ تلوار چلاسکیں نہ تیر چلاسکیں، بیکار ہو جائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں نے لڑائی میں باقاعدہ شرکت کی تھی۔

بدر میں ملائکہ کی شرکت :

حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ رشتے میں آنحضرت ﷺ کے ماموں لگتے تھے اور مسلمان ہونے میں ان کا تیسرا نمبر ہے۔ وہ خود فرماتے ہیں اَنَا ثَالِثُ الْاِسْلَامِ میں اسلام میں تیسرا ہوں۔ بخاری شریف کی روایت کا خلاصہ ہے اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ ان میں سے ایک جبرائیل تھے اور دوسرے میکائیل تھے اور یاد رکھنا! کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور جنات کو اختیار دیا ہے کہ يَتَشَكَّلُ بِاَشْكَالٍ مُّخْتَلِفَةٍ وہ مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔ انسانی شکل اختیار کر لیں، سانپ کی شکل اختیار کر لیں، گھوڑے بھینس وغیرہ کی شکل اختیار کر لیں فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ انسانی شکل میں آسکتے ہیں۔ چنانچہ ایک موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس ایک عام آدمی کی شکل میں آئے اور آپ ﷺ کے گھٹنوں کیساتھ گھٹنے ملا کر بیٹھ گئے اور سوالات شروع

کردیئے۔ جس وقت وہ چلے گئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب بھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آتے میں ان کو پہچان لیتا اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ ھٰذِہِ الْمَرَّۃَ مگر اس دفعہ میں ان کو نہیں پہچان سکا بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سوال کرنے والے جبرائیل علیہ السلام تھے آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ دحیہ ابن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ان کو اتنا بھی خیال نہیں آرہا کہ آپ ﷺ کو قید کر کے بیٹھا ہے جب وہ چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ حضرت، دحیہ نے آپ کا بڑا وقت لیا ہے آپ ہنس پڑے فرمایا تو نے دیکھا تھا عرض کیا جی ہاں! فرمایا وہ دحیہ نہیں تھے وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ حضرت دحیہ ابن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ ایک نوجوان اور خوبصورت صحابی تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کبھی کبھی ان کی شکل میں آتے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو اختیار دیا ہے انسانی شکل اختیار کرنے کا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جبرائیل علیہ السلام کو بدر میں گھوڑے پر سوار دیکھا انھوں نے کافر کے کندھے پر کوڑا مارا وہ الٹ کر نیچے گر پڑا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام جس گھوڑے پر سوار تھے اس کا نام حیزوم تھا۔ ایک صحابی نے آپؐ سے عرض کیا حضرت! میں نے ایک بندے کو دیکھا کہ وہ جس کو چابک مارتا تھا وہ نیچے گرتے ہی مرجاتا تھا اور کہتا تھا اَقْدِمْ حَیْزُوْم حیزوم آگے بڑھ، آپؐ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ لہذا جو حضرات یہ فرماتے ہیں کہ بدر کے موقع پر فرشتوں نے باقاعدہ جنگ میں حصہ لیا تھا وہ صحیح کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تیرے رب نے فرشتوں کو حکم دیا کہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھو میں عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دونگا پس تم کافروں کی گردنیں مارو ذٰلِکَ

بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یہ اسلئے کہ انھوں نے مخالفت کی ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور جو شخص مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ پس بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ بدر کے موقع پر کیسی سزا دی کہ ستر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے اور باقی بھاگ گئے اور ان میں سے ایسے بھی تھے جو چھ ماہ تک گھر سے باہر نہیں نکلے شرم کے مارے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ پس چکھو تم مزا اس ذلت کا جو اللہ تعالیٰ نے کمزوروں کے ہاتھوں دکھائی ہے اور اس پر بس نہیں ہے یاد رکھو! وَاَنَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ اور بیشک کافروں کیلئے دوزخ کا عذاب ہے۔ اللہ بچائے اور محفوظ رکھے۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ ۝ وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاْوٰہُ جَھَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ ۪ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی ۚ وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْہُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ ذٰلِکُمْ وَاَنَّ اللّٰہَ مُوْھِنُ کَیْدِ الْکٰفِرِیْنَ ۝ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَکُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَھُوْا فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ تُغْنِیَ عَنْکُمْ فِئَتُکُمْ شَیْئًا وَّلَوْ کَثُرَتْ وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جس وقت تم مقابلہ کرو ان لوگوں سے جو کافر ہیں زَحْفًا میدان جنگ میں فَلَا تُوَلُّوْھُمُ الْاَدْبَارَ پس نہ پھیرو تم ان کی طرف پشتیں وَمَنْ یُّوَلِّھِمْ یَوْمَئِذٍ دُبُرَہٗۤ اور جس نے پھیری اس دن اپنی پشت اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ مگر یہ کہ وہ پینترہ بدلتا ہے لڑائی کیلئے اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَۃٍ یا ملنے والا ہے کسی جماعت کیساتھ فَقَدْ

بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ پس تحقیق وہ لوٹا ہے اللہ تعالیٰ کا غضب لیکر وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ اور ٹھکانہ اس کا دوزخ ہے وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور وہ برا ٹھکانہ ہے فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ اور نہیں پھینکی آپ نے ریت جس وقت آپ نے ریت پھینکی وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکی وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ اور تاکہ انعام دے مومنوں کو اپنی طرف سے بَلَآءً حَسَنًا اچھا انعام اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے ذٰلِكُمْ یہ بات تو ہو چکی وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ کمزور کرنے والا ہے کافروں کی تدبیر کو اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا اگر تم فیصلہ چاہتے ہو فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ پس تحقیق تمہارے پاس فتح آچکی ہے وَاِنْ تَنْتَهُوْا اور اگر تم باز آجاؤ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ تو وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ اگر تم پلٹ کر آؤ گے تو ہم بھی پلٹ کر آئیں گے وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا اور ہرگز نہ کام دے گا تم کو تمہارا گروہ کچھ بھی وَّلَوْ كَثُرَتْ اور اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں کیساتھ ہے۔

جہاد میں کامیابی کے ذرائع :

عالم اسباب میں جو چیزیں جہاد کی کامیابی کا ذریعہ ہیں اللہ تعالیٰ نے وہ تمام چیزیں قرآن پاک میں بیان فرمائی ہیں۔ مثلاً یہ کہ کامیابی کیلئے مجاہدین کا متحد ہونا ضروری

ہے اختلاف کا بہت برا نتیجہ نکلتا ہے۔ چوتھے پارے میں ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا "اور مظبوطی سے پکڑلو اللہ تعالیٰ کی رسی کو سارے کے سارے۔" اور دوسری چیز اسلحہ کی تیاری ہے اس کا ذکر ان آیات میں ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ [پارہ:۱۰] "اور تیار کرو تم دشمن کے مقابلے مین ہتھیار جتنی تمہارے پاس طاقت ہے۔" تیسری چیز میدان میں ڈٹ کر لڑنا ہے پشت نہیں پھیرنی اس کا ذکر آج کی آیات میں ہے۔ مسلمانوں نے جس قدر جہاد کیا ہے اور لڑائیاں لڑی ہیں الحمد للہ نہایت بہادری کے ساتھ لڑی ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کافروں کی تعداد تم سے دُگنی ہے کہ مسلمان ایک ہزار ہیں اور کافر دو ہزار ہیں تو پشت پھیرنا کبیرہ گناہ ہے اور اگر دوگناہ سے کافر زیادہ ہوں تو پشت پھیرنا گناہ تو نہیں ہے لیکن اگر ہمت کر کے لڑتے رہیں تو بہادری اور عزیمت ہے۔ موتہ کے مقام پر تین ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ کافروں سے مقابلہ کیا اور قادسیہ کے مقام پر صرف ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار کا مقابلہ کیا، حدیقۃ الموت کے مقام پر حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے تنہا چالیس ہزار کا مقابلہ کیا۔ ایمان بڑی قوت ہے اگر مومن صحیح معنٰی میں مومن ہو۔ افغانستان میں جہاد کیلئے ہمارے ساتھی یہاں سے لاٹھیاں لیکر جاتے تھے افغان جہاد لاٹھیوں سے شروع ہوا ہے چنے اور گڑ ساتھ لیا اور ڈنڈا پکڑا اور افغانستان جہاد کیلئے چل پڑے۔ شروع شروع میں ان کے پاس بندوقیں بھی نہیں تھیں لیکن آج دنیا ان کا سکہ مانتی ہے اور دنیائے کفر ان سے خوف زدہ ہے چین اور امریکہ پریشان ہیں کہ یہ طالبان ہم پر نہ چھا جائیں۔ ایمان بڑی قوت ہے۔ اور جہاد کیلئے ضروری ہے صفوں میں اتحاد، اسلحہ کی تیاری ۔ ۔ ۔ت کے مطابق اور میدان میں ڈٹ کر لڑنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا جس

وقت تم مقابلہ کرو ان لوگوں سے جو کافر ہیں میدان جنگ میں فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ پس نہ
پھیرو تم ان کی طرف پشتیں وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ اور جس نے پھیری اس دن اپنی
پشت۔ اس کا حکم آگے آرہا ہے کہ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ پس تحقیق وہ لوٹا اللہ تعالیٰ کا
غضب لیکر وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ اور ٹھکانہ اس کا دوزخ ہے وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور وہ برا ٹھکانہ
ہے۔ میدانِ جنگ سے پشت پھیرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن اگر سچے دل سے توبہ
کرے گا تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادے گا اسی طرح طاقت کے ہوتے ہوئے حق بیان نہ کرنا
کبیرہ گناہ ہے جیسے شراب پینا کبیرہ گناہ ہے لیکن اگر سچے دل سے توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ
معاف کردے گا۔ تو میدانِ جنگ سے پشت پھیرنا کبیرہ گناہ ہے مگر دو صورتیں مستثنیٰ ہیں
اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ مگر یہ کہ وہ پینترہ بدلتا ہے لڑائی کیلئے۔ داؤ لگاتے ہوئے کہ کوئی سکیم
ذہن میں آئی ہے پیچھے ہٹتا ہے تو جائز ہے۔ مثلاً کافروں کا مورچہ بڑا مضبوط ہے اور وہ
جب تک اس مورچے میں ہیں کامیابی مشکل ہے تو مجاہدین آپس میں مشورہ کرتے ہیں کہ
اس طرح کریں کہ ہم اپنے مورچے سے نکل کر دوڑ لگادیں تا کہ وہ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ
مقابلے سے عاجز آ کر دوڑ رہے ہیں اپنے مورچے سے نکل کر ہمارے پیچھے دوڑیں اور
جونہی وہ مورچے سے باہر نکلیں تو مڑ کر ان پر حملہ کردو۔ اب دیکھو! جب مجاہدین اپنے
مورچے سے نکل کر دوڑیں تو کافروں کی طرف پشت ہوگی مگر یہ پشت کرنا میدانِ جنگ
سے بھاگنے کیلئے نہیں ہے بلکہ لڑائی کیلئے ایک داؤ اور تدبیر ہے لہذا یہ جائز ہے اَوْ
مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ یا ملنے والا ہے کسی جماعت کیساتھ۔ اس کو اس طرح سمجھو کہ کسی محاذ پر
مجاہدین کی حالت کمزور ہو اور فوجی نقطہ نگاہ سے وہاں نقصان کا زیادہ خطرہ ہو اور دوسرے
ساتھی دوسرے محاذ پر ہیں تو کمزور محاذ کو چھوڑ کر دوسرے ساتھیوں کے ساتھ جاملیں تو یہ بھی

جائز ہے اگرچہ بظاہر انھوں نے پشت پھیری ہے لیکن بھاگنے کیلئے نہیں، پشت اس لئے پھیری ہے کہ یہاں نقصان زیادہ تھا اور دوسرے مورچے میں جا کر ساتھیوں کی مدد کی ہے۔ ان دوصورتوں کے علاوہ پشت پھیرنا کبیرہ گناہ ہے اور اس کیلئے وعید ہے جو ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ کا غضب لیکر لوٹا اور ٹھکانہ اس کا جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

ٹینکوں کی جنگِ عظیم اور کیپٹن زبیری :

ٹینکوں کی سب سے بڑی جنگ ہٹلر کے زمانے میں عالمین کے مقام پر ہوئی تھی اور اس کے بعد ۱۹۶۵ء میں چونڈہ کے مقام پر ہوئی تھی۔ چونڈہ کے محاذ پر کیپٹن ایس-ایس زبیری تھا۔ اس کے پاس سو جوان اور تین چھوٹے ٹینک تھے اور مقابلے میں ٹینکوں کی قطاریں تھیں کیپٹن ایس-ایس زبیری نے مرکز سے رابطہ کیا اور صورتِ حال سے آگاہ کیا اور پوچھا کہ میرے لئے کیا حکم ہے؟ مرکز نے کہا کہ جوانوں کو نہ مروا واپس آجا۔ اس نے کہا کہ بحیثیت مسلمان ہونے کے میرا دل اس کو گوارا نہیں کرتا کہ میں پشت پھیروں اور یہ آیت پڑھی کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ [پ: ۲] " بہت دفعہ ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب آئیں ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔" مرکز نے حملہ کرنے کی اجازت دیدی۔ چوبیس گھنٹے لڑائی ہوئی سو جوانوں نے تین ہزار کا مقابلہ کیا ہزاروں ٹینک اڑائے خود بھی شہید ہو گئے لیکن فتح پائی۔ توپوں کی گرج سے یہاں ہماری کھڑکیاں ہلتی تھیں۔ ایمان کی بڑی طاقت ہے۔ بدر کے مقام پر جب مسلمان اور کافر آمنے سامنے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ایک مٹھی ریت کی بھر کر شَاهَتِ الْوُجُوه اَیْ قَبُحَتِ الْوُجُوه اے اللہ کافروں کے چہروں کو برباد کردے یہ کہہ کر کافروں کی طرف پھینکی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سب کافروں کی آنکھوں

میں ریت پہنچادی چاہے وہ آگے تھے یا پیچھے، دائیں تھے یا بائیں تھے وہ آنکھیں ملتے رہے اور مسلمانوں نے حملہ کردیا۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں ...... فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا ہے کہ آٹھ تلواریں ایک ہزار پر غالب آئیں تین سو تیرہ ایک ہزار پر غالب آئے تصور میں بھی نہیں آسکتا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اور نہیں پھینکی آپ نے ریت جب آپ نے ریت پھینکی اور لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ آپ کا اتنا کام تھا کہ ریت کی مٹھی کافروں کی طرف پھینکیں باقی سب کی آنکھوں میں پہنچانا کہ دور ہوں یا نزدیک، آگے ہوں یا پیچھے وہ رب تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ ظاہر بات ہے ایک مٹھی ریت کی کہاں تک جاسکتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کا کام تھا کہ اس نے سب کی آنکھوں تک پہنچائی وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا اور تاکہ انعام دے اللہ تعالیٰ مومنوں کو اچھا انعام، اچھی آزمائش، اچھا احسان اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ ذٰلِكُمْ یہ جو کچھ ہم نے کیا یہ اسی طرح ہوا۔ یہ بات تو ہو چکی وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ کمزور کرنے والا ہے کافروں کی تدبیر کو۔ کافروں کی تدبیر کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو کمزور کر دیتا ہے۔

غزوہ بدر سے پہلے کافروں کی قیادت ابو جہل کے پاس تھی وہ ان کا قائد تھا مکہ مکرمہ سے نکلنے سے پہلے رات کو اس نے دعا کی اَللّٰهُمَّ اَهِنْ مَنْ قَطَعَ الرَّحْمَ اے اللہ جو قطع رحمی کرتا ہے اس کو ختم کردے س، اس کو ہلاک کردے۔ وہ اپنے زعم میں یہ سمجھتے تھے کہ کلمہ پڑھنے والے قطع رحمی کرتے ہیں اور بیوقوف یہ نہ سمجھے کہ ہم جو کلمے کی مخالفت کرنے والے ہیں ہم قطع رحمی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور وہ ہلاک ہوا۔

رب تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَ كُمُ الْفَتْحُ اے کافرو! اگر تم فیصلہ چاہتے ہو فتح کی دعا کرتے ہو پس تمہارے پاس فتح آچکی ہے۔ یہ طنز اور استہزاء ہے وَاِنْ تَنْتَهُوْا اور اگر تم مسلمانوں کے مقابلے سے باز آجاؤ گے فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ تو وہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ اگر تم پلٹ کر آؤ گے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کیلئے تو ہم بھی پلٹ کر آئیں گے ان کی مدد کیلئے کہ فرشتے بھیجیں گے اور یاد رکھو وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا اور ہرگز نہ کام دے گا تم کو تمہارا گروہ کچھ بھی وَّلَوْ كَثُرَتْ اور اگرچہ وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔ جس کثرت پر تمہیں گھمنڈ ہے یہ تمہارے کچھ بھی کام نہ آئے گی اسلئے کہ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ مومنوں کیساتھ ہے اور اس کی مدد اور نصرت مومنوں کے شامل حال ہوگی۔

✿✿✿✿✿

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ اور نہ اعراض کرو اس سے وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ حالانکہ تم سنتے ہو وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا نہ ہو جاؤ تم ان لوگوں کی طرح جو کہتے ہیں سَمِعْنَا ہم نے سن لیا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ حالانکہ وہ نہیں سنتے اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ بیشک بدترین جانور اللہ تعالیٰ کے ہاں الصُّمُّ الْبُكْمُ بہرے ہیں گونگے ہیں الَّذِيْنَ

لَا یَعْقِلُوْنَ وہ جو عقل سے کام نہیں لیتے وَلَوْ عَلِمَ اللّٰہُ فِیْھِمْ خَیْرًا اور اگر اللہ تعالیٰ جانتا ان کے اندر خیر لَّاَسْمَعَھُمْ تو ان کو سنا دیتا وَلَوْ اَسْمَعَھُمْ اور اگر اب ان کو سنائے گا لَتَوَلَّوْا تو البتہ وہ روگردانی کریں گے وَّھُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور وہ اعراض کرنے والے ہیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو جو ایمان لائے ہو اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ حکم مانو! اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا اِذَا دَعَاکُمْ جس وقت وہ تمہیں بلائیں لِمَا یُحْیِیْکُمْ اس چیز کی طرف جو تم کو زندگی دے وَاعْلَمُوْٓا اور جان لو اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ بیشک اللہ تعالیٰ رکاوٹ ڈال دیتا ہے آدمی اور اس کے دل کے درمیان وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ اور بیشک تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے وَاتَّقُوْا فِتْنَۃً اور بچو تم اس فتنے سے لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّۃً نہ پہنچے گا ان لوگوں کو تم میں سے جو ظالم ہیں خاص طور پر وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

ماقبل سے ربط :

اس سے پہلے رکوع میں غزوۂ بدر کا ذکر تھا اور یہ غزوہ کفر اور اسلام کے درمیان پہلا مقابلہ تھا۔ مسلمان جب مدینہ طیبہ سے بدر کی طرف روانہ ہوئے تو یہود و نصاریٰ اور منافقین ان کا مذاق اُڑاتے تھے اور آوازیں کستے اور ایک، دوسرے کی طرف اشارہ کر کے کہتا کہ یہ کہاں جا رہے ہیں؟ دوسرا کہتا ہے دشمنوں کا سر اتارنے کیلئے جا رہے ہیں یہ ان کو قید [illegible] آئیں گے عجیب طرح سے تمسخر کرتے اور کہتے غَرَّ ھٰٓؤُلَآءِ دِیْنُھُمْ ان کو ان

کے دین نے دھوکے میں ڈالا ہوا ہے۔مگر جب اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تو ان کے ہوش وحواس اُڑ گئے۔کامیابی کا بنیادی راز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری تھی کہ اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کامیابی عطا فرمائی اور آئندہ بھی کامیابی اطاعت اور فرمانبرداری سے ہی ہوگی۔لہذا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی کہ رب تعالیٰ جو فرمائیں وہ کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تمہاری کامیابی اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ربط، تعلق اور فرمانبرداری ہو اور آنحضرت ﷺ کی فرمانبرداری ہو مَنْ اَطَاعَ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ جس نے اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وَلَاتَوَلَّوْا عَنْہُ اور نہ اعراض کرو اس سے وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ حالانکہ تم سنتے ہو۔تمہیں اچھی طرح علم ہے کہ نجات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہے وَلَاتَکُوْنُوْا اور نہ ہو جاؤ کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا ان لوگوں کی طرح جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا وَھُمْ لَایَسْمَعُوْنَ حالانکہ وہ حقیقت میں نہیں سنتے۔ان ظاہری کانوں سے سنا تو کیا سنا کہ دل کے کانوں سے نہ سنا کہ قبول نہ کیا تو ظاہری کانوں سے سننے کا کیا فائدہ؟ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے متعلق فرمایا ہے صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں۔اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ سارے کافر بہرے، گونگے اندھے ہیں کوئی نہیں بولتا، کوئی نہیں سنتا، کوئی نہیں دیکھتا ہر آدمی سمجھتا ہے کہ یہ مراد نہیں ہے بلکہ صُمٌّ کا مطلب ہے کہ حق کی بات نہیں سنتے بُکْمٌ کا معنی ہے کہ حق کی بات ان کی زبان سے نہیں نکلتی عُمْیٌ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہیں ویسے ان کو آسمان، زمین، پہاڑ وغیرہ سب کچھ نظر آتا ہے۔فرمایا اِنَّ

شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ ''دَوَاب'' ''دَابَّۃ'' کی جمع ہے زمین پر چلنے پھرنے والی چیز۔ انسان پر بھی بولا جاتا ہے کہ وہ بھی زمین پر نقل وحرکت کرتا ہے۔ معنیٰ ہوگا بیشک بدترین جانور اللہ تعالیٰ کے ہاں اَلصُّمُّ الْبُکْمُ جو بہرے ہیں حق کونہیں سنتے ، گونگے ہیں حق بات نہیں کہتے اَلَّذِیْنَ لَایَعْقِلُوْنَ وہ لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ بس عقل اور مَت ان کی ماری ہوئی ہے۔ اس وقت یہودی اور عیسائی دنیا کی عقلمند قوم سمجھی جاتی ہے اور ان کا بھی خیال ہے کہ ہم سے زیادہ عقلمند اور کوئی نہیں ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان سے بڑا بیوقوف بھی کوئی نہیں ہے۔ مثلاً عیسائیوں سے کہو کہ ایک دو ہوتا ہے اور دو ایک ہوتے ہیں تو کہیں گے نہیں ایسا نہیں ہوتا، اچھا ایک چار ہوتا ہے اور چار ایک ہوتا ہے، کہیں گے نہیں ! یہ نہیں ہو سکتا اور اگر کہو کہ ایک تین اور تین ایک بن جاتا ہے تو کہیں گے ہاں بن جاتا ہے۔

اقانیمِ ثلاثہ :

عیسائیوں کا نظریہ ہے کہ خدائی نظام تین سے چلتا ہے۔

1)...... اللہ تعالیٰ 2)...... جبرائیل علیہ السلام 3)...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام

ان کو وہ اقانیمِ ثلاثہ کہتے ہیں۔ اقانیم جمع ہے اُقْنُوم کی اور اُقْنُوم کا معنیٰ ہے رکن ، یہ تین خدائی کے ارکان ہیں۔ ان سے کہو کہ اس سے شرک لازم آتا ہے اور یہ نظریہ عقیدۂ توحید کے خلاف ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں تین ایک ہوتے ہیں۔ بیوقوفو! عقل کی بات کرو۔ جب ایک دو نہیں ہو سکتا، ایک چار نہیں ہو سکتا، دو ایک نہیں ہو سکتے ، چار ایک نہیں ہو سکتے تو تین ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟ عقل ماری گئی ہے پھر ان سے پوچھو کہ جبرائیل علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مخلوق ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جب تک جبرائیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا تھا، عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا نہیں کیا تھا زمین آسمان بنائے ، چاند ، سورج

،ستارے وغیرہ اکیلے پروردگار نے بنائے تو جبرائیل علیہ السلام درمیان میں کیسے آگئے ؟
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے نظامِ کائنات چلتا تھا یا نہیں؟ چلتا تھا سب مانتے
ہیں کہ چلتا تھا تو خدائی ارکان تو پورے نہیں ہوئے تھے یہ کیسے چلتا تھا۔ اکیلا خدا چلاتا تھا تو
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ میں کون سی کمی آگئی ہے کہ اب وہ اکیلا
نہیں چلا سکتا اور ان کا محتاج ہو گیا ہے معاذ اللہ تعالیٰ۔ وران کا ایک گروہ حضرت جبرائیل
علیہ السلام کی جگہ تیسرا رکن حضرت مریم علیہا السلام کو مانتا ہے۔ تو یہ تین ان کے نزدیک ایک ہیں
اور ایک تین ہے اور توحید میں کوئی فرق نہیں آیا یہ کون سی منطق ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ
جب لوگوں کی عقل ماری جائے تو پھر ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور ان کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ
عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ آپس میں گڈ مڈ ہیں۔ ظاہری طور پر عیسیٰ علیہ السلام اور اندر اللہ تعالیٰ
ہے۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ بقول تمہارے جب عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لٹکایا گیا تو ان کے
اندر اللہ تعالیٰ تھا اس کو بھی سولی پر لٹکا دیا گیا اگر ایسا ہوا تو پھر ان کیساتھ اللہ تعالیٰ بھی ختم ہو
گیا معاذ اللہ تعالیٰ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اس وقت اندر سے نکل گیا تو پھر گڈ مڈ تو نہ ہوئے لیکن
لَا یَعْقِلُوْنَ وہ عقل سے کام نہیں لیتے وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِیْهِمْ خَیْرًا اور اگر اللہ تعالیٰ جانتا ان
کے اندر خیر۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا کہ ان کے دلوں میں خیر ہے لَّاَسْمَعَهُمْ تو ان
کو سنا دیتا۔ ایسا سناتا کہ اس کے بعد وہ قبول کر لیتے لیکن ان کے دلوں میں خیر ہی نہیں ہے
کہ انھوں نے خیر اور نیکی کا ارادہ ہی نہیں کیا کہ ایمان قبول کر لیں وَلَوْ اَسْمَعَهُمْ اور اگر
اب ان کو سنائے گا لَتَوَلَّوْا البتہ وہ روگردانی کریں گے حق کی بات سے وَّهُمْ
مُّعْرِضُوْنَ اور وہ اعراض کرنے والے ہیں حق کو قبول کرنے سے۔ جب ان کے دلوں
میں صفائی نہیں تو رب تعالیٰ جبراً تو کسی کو ہدایت نہیں دیتا ایمان کیلئے تو صاف دل چاہئے

اور اس دولت کیلئے محنت چاہئے کہ ایمان بہت بڑی دولت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں
یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ حکم مانو! اللہ تعالیٰ کا
وَلِلرَّسُوْلِ اور رسول ﷺ کا اِذَا دَعَاکُمْ جس وقت وہ تمہیں بلائے لِمَا یُحْیِیْکُمْ اس چیز
کی طرف جو تمہیں زندگی دے۔ وہ دین اسلام شریعت ہے جو حیات بخشتا ہے اس کے
ذریعے تم دنیا میں کامیابی حاصل کرو گے اور آخرت کی ہمیشہ کی زندگی پاؤ گے اس چیز کی
تمہیں دعوت دیتے ہیں جو تمہاری حقیقی زندگی کا باعث ہے وَاعْلَمُوْآ اور جان لو اَنَّ اللّٰہَ
یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِہٖ بیشک اللہ تعالیٰ رکاوٹ ڈال دیتا ہے آدمی اور اس کے دل
کے درمیان۔ اللہ تعالیٰ رکاوٹ کس طرح ڈالتا ہے؟ اچھی طرح سمجھ لیں اور یہ تفسیر تقریباً
تمام تفسیروں میں منقول ہے کہ آدمی سچے دل سے ایمان قبول کرے اور نیک اعمال سر
انجام دے تو اللہ تعالیٰ ایمان اور نیک اعمال کی برکت سے کفر اور معصیت کے درمیان
رکاوٹ پیدا فرمادیتے ہیں کہ آدمی کفر کی طرف اور گناہ کی طرف مائل نہیں ہوگا اور اگر کوئی
بد بخت کفر پر اور گناہ پر ڈٹ گیا کہ ان کو چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کفر اور ایمان
کے درمیان رکاوٹ پیدا فرمادیتے ہیں، معصیت اور نیکی کے درمیان رکاوٹ پیدا فرما
دیتے ہیں کہ وہ کفر اور گناہوں کی نحوست کے وجہ سے ایمان اور نیکی کے قریب نہیں آئے گا
نیک اعمال اور ایمان کی توفیق نہیں ہوگی۔

حضرت نانوتویؒ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت یہ فرمائیں کہ ہم جو نمازیں
پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں ان کے قبول ہونے کی کوئی علامت ہے کہ ہمیں معلوم ہو
جائے کہ ہماری نماز اور روزہ قبول ہو گئے ہیں حضرت نے فرمایا ایک نماز پڑھنے کے بعد
اخلاص کیساتھ دوسری نماز کے پڑھنے کی توفیق ہوگئی تو سمجھو کہ پہلی قبول ہوگئی، ایک روزہ

رکھنے کے بعد دوسرا روزہ رکھنے کی توفیق ہوگئی تو سمجھ لو کہ پہلا روزہ قبول ہوگیا ہے۔ وَاَنَّـهٗ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ اور بیشک تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

وبالِ فتنہ :

آگے حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَاتَّقُوْا فِتْنَةً اور بچو تم اس فتنے سے کہ اس فتنے کا وبال لَّاتُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً نہ پہنچے گا ان لوگوں کو جو تم میں سے ظالم ہیں خاص طور پر بلکہ وہ دوسروں کو بھی پہنچے گا۔ کرنے والوں پر اس وجہ سے کہ انھوں نے گناہ کیا ہے اور دوسروں پر اس وجہ سے کہ انھوں نے گناہ سے روکا نہیں ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے آنحضرت ﷺ نے مثال کے ذریعے اس بات کو سمجھایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ مثلاً ایک جہاز ہے جس کی تین منزلیں ہیں نیچے والی منزل والوں کو پانی کی ضرورت پیش آئی انھوں نے اوپر والی منزل والوں سے پانی مانگا انہوں نے انکار کیا اور اوپر جا کر ڈول کے ذریعے بھی پانی نہ لینے دیا تو نچلے طبقے والوں نے کہا کہ پھر ہم سوراخ کر کے پانی حاصل کریں گے کیونکہ ہماری ضرورت ہے لیکن انھوں نے نہ مانا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ نچلے طبقے والے سوراخ کر کے سمندر کا پانی اندر آنے دیں اور دوسرے ان کو نہ روکیں تو صرف وہ طبقہ تباہ ہوگا یا سارا جہاز؟ عرض کیا گیا سارا جہاز تباہ ہو گا۔

فرمایا اسی طرح سمجھو کہ دین کی کشتی میں ایک شخص گناہ کے ذریعے سوراخ کرتا ہے اور دوسرے اس کو نہیں روکتے تو سارے غرق ہوں گے صرف گناہ کرنے والا ہی غرق نہیں ہوگا اس کے گناہ کا وبال سب پر پڑے گا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو بدی کو دیکھے اس کو ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے روکنے کی طاقت ہے اگر ہاتھ سے

روکنے کی طاقت نہیں ہے تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے کی طاقت نہیں ہے تو دل سے برا سمجھے۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ دنیا میں بھی دیتا ہے اور آخرت میں بھی دے گا۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○

وَاذْكُرُوْٓا اور یاد کرو اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ جس وقت تم تھوڑے تھے مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ کمزور سمجھے جاتے تھے زمین میں تَخَافُوْنَ تم ڈرتے تھے اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ اس بات سے کہ تمہیں اچک لیں گے لوگ فَاٰوٰكُمْ پس اللہ تعالیٰ نے تم کو ٹھکانہ دیا وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ اور تمہاری تائید کی اپنی مدد کیساتھ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور تمہیں رزق دیا پاکیزہ چیزوں کا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکریہ ادا کرو يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو جو ایمان لائے ہو لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ نہ خیانت کرو اللہ سے اور رسول سے وَتَخُوْنُوْٓا

اَمٰنٰتِکُمْ اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں سے وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ حالانکہ تم جانتے ہو

وَاعْلَمُوْٓا اور تم جان لو اَنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ پختہ بات ہے تمہارے

مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں وَاَنَّ اللّٰہَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ اور بیشک اللہ

تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اِنْ

تَتَّقُوا اللّٰہَ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا بنا دے گا

تمہارے لئے فیصلہ کن بات وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ اور مٹا دے گا تمہاری

خطاؤں کو وَیَغْفِرْ لَکُمْ اور بخش دے گا تمہارے گناہ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

انسان پر مختلف حالتیں آتی رہتی ہیں۔ کبھی غمی کی حالت ہوتی ہے کبھی خوشی کی، کبھی بیماری اور کبھی تندرستی کی، کبھی مالی فراخی اور کبھی تنگدستی کی حالت ہوتی ہے۔ صحیح معنیٰ میں انسان وہ ہے کہ وہ کسی حالت کو نہ بھولے فراخی آئی ہے تو تنگدستی کا زمانہ نہ بھولے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس نے تنگدستی کے بعد فراخی عطا فرمائی ہے۔ بیماری کے بعد تندرستی آئی ہے تو بیماری کے زمانے کو نہ بھولے اور یاد کرے کہ ایک وقت تھا کہ میں چل پھر نہیں سکتا تھا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے صحت عطا فرمائی ہے اب میں چل پھر سکتا ہوں۔ تو صحیح معنیٰ میں انسان وہ ہے جو ہر حال میں خدا کا شکر ادا کرے۔ دہلی کا آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر مرحوم کہتا ہے......

؎ ظفر اسکو آدمی نہ جانیے گا گو ہو وہ کیسا ہی فہم و ذکا

جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

جو آدمی عیش میں خدا کو بھول جائے اور طیش میں آپے سے باہر ہو جائے وہ انسان نہیں حیوان ہے بلکہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔

صحابہ کرامؓ کی مکی زندگی :

صحابہ کرامؓ کی جو مکی زندگی تھی نبوت کے پہلے تیرہ سال، وہ بڑی آزمائش والی زندگی تھی اللہ تعالیٰ وہ زندگی یاد کراتے ہیں۔ فرمایا..... وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ اور یاد کرو تم جس وقت تم تھوڑے تھے مکہ مکرمہ میں مُسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ کمزور سمجھے جاتے تھے زمین میں تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ تم ڈرتے تھے اس بات سے کہ تمہیں اچک لیں گے لوگ۔ ہر وقت خدشہ ہوتا تھا کہ کافر لوگ ہمیں قتل کر دیں گے اور کئی صحابی شہید بھی کیے گئے۔ مردوں میں حضرت حارث ابن ابی حالہ یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے تھے پہلے خاوند سے۔ ایک موقع پر کافروں نے آنحضرت ﷺ کو گھیرا ہوا تھا شہید کرنے کیلئے، ان میں جوان خون تھا میدان میں نکل آئے، کہنے لگے کون ہوتا ہے ہمارے ابا جان سے ٹکر لینے والا؟ کافروں نے آنحضرت ﷺ کو تو چھوڑ دیا اور ان کو اسی مقام پر شہید کر دیا اور عورتوں میں حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت یاسرؓ کی بیوی اور حضرت عمارؓ کی والدہ، ابو جہل نے نازک مقام پر برچھی مار کر ان کو شہید کر دیا اور دوسرے صحابہ کے ساتھ بڑی بڑی زیادتیاں ہوئیں ہیں۔ رب تعالیٰ وہ حالت یاد کراتے ہوئے فرماتے ہیں فَاٰوٰىكُمْ پس اللہ تعالیٰ نے تم کو ٹھکانہ دیا مدینہ منورہ میں کہ اب تمہاری پوزیشن مستحکم ہو گئی ہے وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ اور تمہاری تائید کی اپنی مدد کیساتھ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور رزق دیا تمہیں پاکیزہ چیزوں سے۔ مکہ مکرمہ میں روحانی برکات تو بہت ہیں بیت اللہ کی وجہ سے اور آنحضرت ﷺ کے مَوْلِدْ (جائے پیدائش) ہونے کیوجہ سے، لیکن

ظاہراً تو پہاڑ ہی پہاڑ ہیں اور مدینہ طیبہ کا علاقہ زرخیز ہے۔چشمے ہیں،کنویں ہیں،باغات ہیں،کھیت ہیں۔لوگ بڑے آسودہ تھے۔فرمایا لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم شکریہ ادا کرو رب تعالیٰ کا کہ ہم پہلے کیسی حالت میں تھے اور رب تعالیٰ نے ہم پر کتنا کرم فرمایا ہے۔

آیت کا شانِ نزول اور غزوہ خندق :

۵ ھ میں غزوۂ خندق پیش آیا حملہ آور کافروں کی تعداد تقریباً چوبیس ہزار تھی اور مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی کافی دنوں تک محاصرہ رہا لیکن کافروں کی دال نہ گلی اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی تندو تیز ہوا مسلط فرمائی کہ ان کو زیروزبر کر کے رکھ دیا یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تھی۔غزوۂ خندق میں یہود بنو قریظہ کا بھی بڑا دخل تھا یہ مدینہ طیبہ میں بڑا طاقتور گروہ تھا مدینہ منورہ شہر اور اس کے اطراف میں ان کے بڑے مظبوط قلعے تھے۔جب مشرکین ہزیمت اٹھا کر بھاگے تو یہ کہنے لگے کہ اب ہم مسلمانوں کیساتھ لڑیں گے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ غزوۂ خندق سے فارغ ہوئے تو اپنا ہتھیار،زرہ اور خود اتارا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا حضرت آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں ہم نے تو ابھی نہیں اتارے آپ نے فرمایا کہ ابھی لڑائی باقی ہے؟ فرمایا...... ہاں!بنو قریظہ کا فیصلہ کرنا ہے۔آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ چلو بنو قریظہ کا محاصرہ کرو چنانچہ ان کیساتھ مقابلے کیلئے نکلے اکیس دن تک محاصرہ رہا جب اللہ تعالیٰ کی نصرت مسلمانوں کے شاملِ حال ہوئی یہودیوں کی ہمت پست ہوئی انھوں نے صلح کا پیغام بھیجا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے متعلق جو فیصلہ معاذ بن سعدؓ کریگا وہ تمہیں قبول کرنا پڑے گا۔حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا یہود کیساتھ تجارتی لین دین تھا اور انہیں کے محلّہ میں رہتے تھے وہ ان پر اعتماد کرتے تھے۔

یہودیوں نے مشورہ کیلئے ان کو بلایا کہ ہمیں بتاؤ کہ سعد بن معاذ کا فیصلہ قبول کر لینا چاہئے یا نہیں؟ تو انھوں نے زبان سے تو کچھ نہ کہا ہاتھ سے گردن کی طرف اشارہ کیا کہ تمہارے متعلق یہ فیصلہ ہوگا کہ تمہیں قتل کیا جائے گا اور یہ توریت کا فیصلہ تھا اور آج بھی توریت میں موجود ہے کہ کوئی قوم تمہارے ساتھ لڑے اور تمہیں ان پر فتح حاصل ہو جائے تو نوجوانوں کو قتل کر دو اور عورتوں اور بوڑھوں کو قید کر لو۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ یہ اشارہ کرنے کے بعد پریشان ہو گئے کہ میں نے خیانت کی ہے قبل از وقت ان کو بتلا دیا کہ تمہارے متعلق کیا فیصلہ ہونا ہے۔ وہاں سے گھر آئے اور بیوی سے کہا مجھے اس ستون سے باندھ دو۔ مسجد نبوی میں آج بھی وہ ستون موجود ہے اور '' اُسْتُوَانَه تَوبه '' کے نام سے مشہور ہے۔ بیوی نماز کے وقت کھول دیا کرتی اور پھر باندھ دیا کرتی۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہیں فرمائیں گے میں نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔

روایات میں چھ دن کا ذکر بھی آتا ہے اور سات دن کا بھی، انھوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے نہیں کھولیں گے اس وقت تک میں یہیں رہوں گا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی ہے اس موقع پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ نہ خیانت کرو اللہ سے اور رسول ﷺ سے وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ یہ جملہ بھی لا کے تحت داخل ہے۔ اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں سے۔ تم امین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ تھے تم نے خیانت کی ہے وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ حالانکہ تم جانتے ہو کہ خیانت بہت بری چیز ہے پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیساتھ وَاعْلَمُوْٓا اور جان لو اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ پختہ بات ہے تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔ بیشک تمہارا گھر ان کے محلے میں ہے تمہارے اہل و

عیال وہاں ہیں مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کیساتھ خیانت بہت بڑا جرم ہے۔ سات دن کے بعد ان کی توبہ قبول ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے ان کو اپنے ہاتھ مبارک سے کھولا جس ستون کیساتھ انھوں نے اپنے آپ کو باندھا تھا وہ تو لکڑی کا تھا آج اس کی جگہ سنگِ مرمر کا بنا ہوا ستون ہے وَاَنَّ اللّٰهَ عِندَهٗ اَجرٌ عَظِيمٌ اور بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔ بدر کے موقع پر تقویٰ، پرہیزگاری اعلیٰ درجے کی تھی، اطاعت اور فرمانبرداری تھی انتہائی بہادری کا جذبہ تھا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی اب آئندہ کیلئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوۤا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اِن تَتَّقُوا اللّٰهَ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے اس کی نافرمانی اور عذاب سے ڈراتے رہے يَجعَل لَّكُم فُرقَانًا بنادے گا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے فیصلہ کن بات کہ فیصلہ تمہارے حق میں کرے گا جیسے بدر میں فیصلہ تمہارے حق میں کیا وَيُكَفِّر عَنكُم سَيِّاٰتِكُم اور مٹادے گا تمہاری خطائیں یعنی صغیرہ گناہ وَيَغفِر لَكُم اور بخش دے گا تمہارے گناہ جو کبیرہ ہیں مگر وہ نہیں جو حقوق العباد ہیں اور وہ گناہ جن کی قضا ضروری ہے کہ یہ توبہ سے معاف نہیں ہوتے مثلاً نماز روزے کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے، توبہ سے معاف نہیں ہوگا جب تک ان کی قضا نہیں لوٹائی جائے گی۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے توبہ سے معافی نہیں ہوگی جب تک ادا نہیں کی جائے گی۔ ہاں! شراب پی لی، میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر لی وغیرہ جو گناہ ہیں توبہ سے اللہ تعالیٰ معاف کردے گا وَاللّٰهُ ذُو الفَضلِ العَظِيمِ اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے، بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔ سب رحمتیں اور مہربانیاں اسی کے پاس ہیں۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ ؕ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِمْ اٰیٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ ھٰذَآ ۙ اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَاِذْ قَالُوا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ ؕ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ اور جس وقت خفیہ تدبیر کی آپ کے متعلق الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ان لوگوں نے جو کافر تھے لِیُثْبِتُوْکَ تاکہ آپ کو گرفتار کریں اَوْ یَقْتُلُوْکَ یا آپ کو قتل کردیں اَوْ یُخْرِجُوْکَ یا آپ کو جلا وطن کردیں وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ اور وہ تدبیریں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کرتا ہے وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِمْ اٰیٰتُنَا اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری آیتیں قَالُوْا کہتے ہیں قَدْ سَمِعْنَا تحقیق ہم نے سن لیا لَوْ نَشَآءُ اگر ہم چاہیں لَقُلْنَا مِثْلَ ھٰذَآ تو ہم

بھی اس جیسی آیات کہہ سکتے ہیں اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ نہیں ہے یہ قرآن مگر پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں وَ اِذْقَالُوا اور جس وقت کہا انہوں نے اَللّٰھُمَّ اے اللہ! اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ اگر یہ قرآن حق ہے مِنْ عِنْدِکَ تیری طرف سے فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ پس برسادے پتھر ہم پر آسمان کی طرف سے اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یا لے آ ہمارے پاس درد ناک عذاب وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ سزا دے انکو کہ آپ ان میں موجود ہوں وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینے والا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔

اس سے پہلے ذکر ہوا تھا کہ وَاذْکُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ اور اس وقت کو یاد کرو جب تم تھوڑے تھے، کمزور سمجھے جاتے تھے زمین پر اور ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک لیں گے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ٹھکانہ دیا مدینہ طیبہ میں اور تمہاری تائید کی اپنی نصرت کیساتھ۔

مدینہ طیبہ ہجرت کرنے کی علت اور سبب :

آج کی آیات میں مدینہ طیبہ جانے کی علت اور سبب بیان فرماتے ہیں کہ آپ وہاں کیوں تشریف لے گئے؟ آنحضرت ﷺ کو نبوت ملے تیرہ سال ہو چکے تھے۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں جس ہمت اور بہادری کیساتھ تبلیغ کی دنیا میں اس کی مثال ملنا بہت مشکل ہے۔ مولانا حالی مرحوم نے کیا ہی خوب کہا ہے......

؎ وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی

عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

آپ ﷺ کی تبلیغ کے اثرات دور دور تک پہنچ چکے تھے۔ مکہ مکرمہ میں کچھ سعادت مند اسلام سے مستفید ہوئے آس پاس جو قبیلے آباد تھے ان میں اسلام پھیلا جس طرف سے لوگ آتے وہ بتلاتے کہ فلاں جگہ کلمہ پڑھنے والے موجود ہیں، فلاں جگہ موجود ہیں۔ اس چیز نے کافروں کو انتہائی پریشان کیا کہ ہم نے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو تکالیف بھی بڑی پہنچائیں ہیں، راستہ بھی بڑا روکا ہے، آنے جانے والوں کو بھی اس کے قریب نہیں جانے دیتے تھے۔ تین سال تک شعب ابی طالب میں نظر بند بھی رکھا اور اس کے باوجود اس کے نظریات پھیلتے جا رہے ہیں اور اس کی جماعت بڑھتی جا رہی ہے لہذا اس کے متعلق سوچا جائے۔ ابو جہل اور نظر ابن حارث پیش پیش تھے انہوں نے ایک رات متعین کی کہ فلاں رات کو تمام قبیلوں کے سردار دارالندوہ میں جمع ہوں۔ دَارُ النَّدوہ مشورے کے گھر کو کہتے ہیں۔ تمام مکہ والے وہاں جمع ہو کر مشورہ کرتے تھے۔

اس دفعہ کا ایجنڈا یہ تھا کہ تمام قبیلوں کے صرف سردار مشورے میں شریک ہوں اور کوئی اس دعوت نامے کی خلاف ورزی نہ کرے۔ سب حاضر ہوں سب کے نام لکھ کر چوکیدار کے حوالے کر دیئے گئے کہ ان کے علاوہ کوئی شخص اندر نہ آئے چوکیدار سب کو جانتا تھا چنانچہ وہ اپنے اپنے وقت پر آتے رہے اور یہ نام دیکھ کر اندر بھیجتا رہا جس وقت سارے آ گئے اور دروازہ بند کرنے لگا تو ایک بڑی بزرگ شکل اور عجیب وضع قطع والا، اچھے قد و قامت والا شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں بھی اندر جانا چاہتا ہوں چوکیدار نے کہا کہ تم اپنا تعارف کراؤ تا کہ میں اندر سے پوچھ لوں اس نے کہا کہ میں نجد کا سردار ہوں اور تمہارا اہم خیال ہوں چوکیدار نے اندر جا کر بتایا کہ نجد کا سردار ہے اور وہ اندر آنا چاہتا ہے اس کے

بارے میں کیا ہدایت ہے؟ انہوں نے کہا کہ اس کو آنے دو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وہ اندر آ کر خاموشی کیساتھ بیٹھ گیا، دروازہ بند کر دیا گیا اور مشورہ شروع ہو گیا ابو جہل نے کھڑے ہو کر کہا اے سردارانِ قریش! تم سب اس بات کو سمجھتے ہو کہ محمد (ﷺ) کا جو طریقہ ہے اس نے ہمارے سینے جلا کر رکھ دیئے ہیں اس کے متعلق تم نے آج آخری فیصلہ کر کے اٹھنا ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے؟ اس نے پر جوش تقریر کر کے لوگوں کے جذبات ابھارے تو کچھ لوگ کھڑے ہو گئے کہ ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو نظر بند کر دو کچھ نے ان کی تائید کی ابو جہل کھڑا ہوا کہنے لگا میں تمہاری رائے کی قدر کرتا ہوں مگر یہ حربہ تو ہم استعمال کر چکے ہیں تین سال تم نے ان کو نظر بند رکھا مگر ان تین سالوں میں بھی لوگ اس کے پاس آتے رہے اور اس کی تبلیغ جاری رہی۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ان نظر بندی کے دنوں میں مسلمان ہوئے لہذا جس چیز کا ایک مرتبہ تجربہ ہو جائے تو اسکو دوبارہ آزمانے کا کیا فائدہ؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنی رائے واپس لیتے ہیں ہمیں سمجھ آگئی ہے کہ نظر بندی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کچھ اور لوگ اٹھے کہنے لگے ان کو جلا وطن کر دو نہ ہمیں نظر آئیں اور نہ ہم ان کو نظر آئیں جہاں چاہے اپنا کام کرے۔ کچھ لوگوں نے ان کی بھی تائید کی کہ یہ رائے صحیح ہے۔ ابو جہل نے کھڑے ہو کر کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ تمہارے حوش وحواس کہاں چلے گئے ہیں یہاں تم نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اس کے باوجود ان کا دین پھیلا کہ لِسَانِ محمد ﷺ اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ " آپ کی زبان شہد سے زیادہ میٹھی ہے۔" ناواقف لوگوں میں جا کر تبلیغ کریں گے وہاں فوراً اثر ہو گا وہاں ان کا مقابلہ کرنے والا بھی کوئی نہیں ہو گا جماعت اکٹھی کر کے تم پر حملہ کرے گا اور تمہاری کھوپڑیاں پیس دیگا تحریک پیش کرنے والوں نے کہا کہ ہمیں بات سمجھ آگئی ہے ہم اپنی تحریک واپس لیتے ہیں۔ کچھ اور لوگ اٹھے اور کہنے

لگے کہ اب آخری صورت یہی ہے کہ ان کو قتل کرو اور قتل کی صورت یہ ہو کہ ہر قبیلے کا ایک آدمی قتل میں شریک ہو تا کہ بنو ہاشم مقابلہ نہ کر سکیں اور اگر بالفرض دیت دینی پڑے تو سب پر تقسیم ہو جائے کسی ایک پر بوجھ نہیں ہوگا (دیت سو اونٹ تھی) اس تجویز پر سب کا اتفاق ہو گیا وہ آدمی جو نجد سے آیا تھا کہنے لگا تم نے جو کچھ تجویز کیا ہے ٹھیک ہے میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں ہم نے بھی سنا ہے کہ آدمی بڑا خطرناک ہے۔ یہ ابلیس لعین تھا جو انسانی شکل میں آیا تھا ان کی حوصلہ افزائی کیلئے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کو شہید کرنے کیلئے رات بھی متعین ہوگئی اور آدمی بھی متعین ہو گئے اور انہوں نے اس رات کو آنحضرت ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ تلواریں، نیزے، تیر کمان ان کے پاس تھے کہ جونہی دروازہ کھولے گا یکبارگی حملہ کرنا ہے جب سحری کا وقت ہوا تو جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ دشمنوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا ہے اور قتل کے درپے ہیں آپ ان کی پرواہ نہ کریں رب تعالیٰ آپ کا محافظ ہے آنحضرت ﷺ نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر تشریف لائے۔

سیرت ہشام وغیرہ کتابوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اونگھ مسلط فرما دی کوئی کھڑا سو رہا ہے، کوئی بیٹھا سو رہا ہے آنحضرت ﷺ نے ان کے سروں پر تھوڑی تھوڑی گردو غبار ڈالی اور تشریف لے گئے۔ فجر کے وقت انہوں نے اندر جا کر تلاشی لی تو آپ ﷺ وہاں موجود نہیں تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہلِ خانہ موجود تھے افراتفری پھیل گئی کہ ہوا کیا؟ بعد میں تحقیق کی تو معلوم ہوا ابو بکر بھی گھر سے غائب ہیں۔ مشرکین مکہ نے اعلان کیا کہ جو شخص ان کو زندہ لائے یا سر کاٹ کر لائے ایک ایک کے بدلے سو سو اونٹ دیا جائے گا یہ حضرات غارِ ثور میں جا کر چھپ گئے۔ صبح ہوئی تو کافروں پر عجیب قسم کی قیامت برپا تھی

اِدھر اُدھر بھاگے، تلاش کیا، واویلا کیا، ماہر کھوجی تلاش کر کے لائے چنانچہ کھوجی کھوج لگا کر قدموں کے نشان دیکھتے غارِ ثور کے پاس پہنچے کہنے لگے کہ یہاں تک ان کے نشان ہیں خیال ہے کہ اس غار میں ہونگے اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اس نے مکڑی کو حکم دیا کہ غار کے منہ پر جالا بُن دے اس نے جالا بن دیا سب کھوجی کے پیچھے پڑ گئے کہ تیری عقل ماری گئی ہے اگر اس کے اندر جاتے تو جالا اس طرح ہوتا؟ اللہ تعالیٰ کی شان کہ مکڑی کا جالا جس کے متعلق فرمایا اَوْھَنَ الْبُیُوْتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوْت "تمام گھروں سے بودا گھر مکڑی کا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے اس سے مضبوط قلعے کا کام لے لیا۔ تین دن تین راتیں آنحضرت ﷺ غار میں رہے اور حضرت صدیق اکبرؓ کے غلام حضرت عامر ابن فہیرہؓ ان کو دودھ وغیرہ پہنچاتے رہے اور حضرت صدیق اکبرؓ کے بیٹے عبداللہؓ رات کو مکے والوں کی ساری رپورٹ اور خبریں پہنچاتے تھے کہ آج یہ ہوا اور یہ ہوا، فلاں نے یہ کہا اور فلاں نے یہ کہا۔ پھر واپس آکر گھر سوتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں..... وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اور جس وقت خفیہ تدبیر کی آپ کے متعلق ان لوگوں نے جو کافر تھے لِیُثْبِتُوْکَ تاکہ آپ کو گرفتار کریں، نظر بند کر دیں اَوْ یَقْتُلُوْکَ یا آپ کو قتل کر دیں اَوْ یُخْرِجُوْکَ یا آپ کو جلاوطن کر دیں مکہ مکرمہ سے نکال دیں یہ تجویزیں سامنے آئیں لیکن آخری فیصلہ قتل کا ہوا وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ اور وہ تدبیریں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیر کرتا تھا وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے کہ مکڑی سے جالا بنوا کر کبوتری کو حکم دیا کہ تو انڈے دیدے۔ ایک انڈے کا ذکر بھی آتا ہے اور دو انڈوں کا ذکر بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی تدبیر کی کہ سب کی عقل ماری گئی اور واپس چلے گئے۔ فرمایا وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر

ہماری آیتیں قَالُوْا کہتے ہیں قَدْ سَمِعْنَا تحقیق ہم نے سن لیا آیات کو لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس جیسی آیات کہہ سکتے ہیں اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ نہیں ہے یہ قرآن مگر پہلے لوگوں کے قصے اور کہانیاں ہیں۔ بیشک قرآن کریم میں قصے ذکر کئے گئے ہیں پیغمبروں کے، بادشاہوں کے، نیکوں اور بدوں کے، مگر وہ محض قصے نہیں ہیں ان میں عبرت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ "ان کے سامنے قصے بیان کرو تا کہ وہ غور وفکر کریں۔" اچھے لوگوں کے نقش قدم پر چلیں اور برے لوگوں کی کاروائی سے بچیں۔

وَ اِذْ قَالُوا اور جب کہا کافروں نے اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ اے اللہ! اگر یہ قرآن حق ہے مِنْ عِنْدِكَ تیری طرف سے، ہم تو منکر ہیں فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ پس برسا دے پتھر ہم پر آسمان کی طرف سے اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یا لے آ ہمارے پاس دردناک عذاب۔ اس سے اندازہ لگاؤ کہ وہ اپنے کفر پر کتنے پختہ اور مضبوط تھے کہ اگر یہ قرآن سچا ہے تو ہم تو منکر ہیں ہم پر آسمان سے پتھر کیوں نہیں گراتا، عذاب کیوں نہیں بھیجتا؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ سزا دے انکو اے نبی کریم ﷺ وَاَنْتَ فِیْهِمْ کہ آپ ان میں موجود ہوں۔ کہ آپ ﷺ جیسی رحمت بھی ان میں موجود ہے خدا کا عذاب بھی آئے ایسا نہیں ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس جگہ پیغمبر موجود ہو وہاں عذاب نہیں آتا وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینے والا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ یہ معافی کافروں سے دنیا کا عذاب تو ٹال سکتی ہے لیکن اُخروی عذاب نہیں ٹل سکتا چونکہ آخرت کے عذاب کی علت کفر موجود ہے۔ کافر لوگ جب طواف کرتے تھے تو کہتے

تھے غُفرانکَ ہم تجھ سے معافی مانگتے ہیں تو ہمیں معاف کردے۔ یہ ان کا معافی مانگنا دنیوی عذاب کے ٹلنے کا سبب اور ذریعہ تھا۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۬ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ○ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

وَمَا لَهُمْ اور کیا وجہ ہے ان کیلئے اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ کہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا نہ دے وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حالانکہ وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ اور نہیں ہیں وہ مسجد حرام کے متولی اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ نہیں ہیں اس کے متولی مگر متقی وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان میں سے جانتے نہیں وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ اور نہیں ہے ان کی نماز

عِنْدَ الْبَیْتِ بیت اللہ شریف کے پاس اِلَّا مُکَآءً وَّتَصْدِیَةً مگر سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا فَذُوْقُوا الْعَذَابَ پس چکھوتم عذاب بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ اس سبب سے کہ تم کفر کرتے رہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تاکہ روکیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے فَسَیُنْفِقُوْنَھَا بتا کید وہ مال خرچ کریں گے ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَةً پھر ہونگے وہ اموال ان پر حسرت اور افسوس کا ذریعہ ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ پھر وہ مغلوب ہونگے وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اور وہ لوگ جو کافر ہیں اِلٰی جَھَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ جہنم کی طرف اکٹھا کیا جائے گا لِیَمِیْزَ اللّٰہُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ تاکہ جدا کردے اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے وَیَجْعَلَ الْخَبِیْثَ بَعْضَهٗ عَلٰی بَعْضٍ اور تاکہ کردے خبیث کے بعض کو بعض پر فَیَرْکُمَهٗ جَمِیْعًا پس اکٹھا کرے گا ان سب کو فَیَجْعَلَهٗ فِیْ جَھَنَّمَ پس کردے گا ان کو جہنم میں اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔

گذشتہ درس میں آپ نے سنا کہ کافروں نے کہا اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِکَ اگر یہ قرآن حق ہے تیری طرف سے ہے۔ ہم تو منکر ہیں ہم پر پتھر برسایا کوئی درد ناک عذاب لا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا عذاب نہ آنے کی وجہیں ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ان میں موجود ہے اور پیغمبر کی موجودگی میں عذاب نہیں آتا۔ اور دوسرا یہ کہ وہ استغفار کرتے ہیں اور معافی مانگنے سے بھی دنیوی عذاب ٹل جاتا ہے ورنہ وہ

عذاب کے مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... وَمَا لَهُمْ اور کیا وجہ ہے ان کیلئے اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ کہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا نہ دے وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حالانکہ وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے ان کو جو صحیح معنٰی میں عبادت کرتے ہیں۔ ہجرت کے چھٹے سال ذوالقعدہ کے مہینے میں آنحضرت ﷺ پندرہ سو صحابہ کے ساتھ عمرہ کیلئے روانہ ہوئے اس وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا۔ حج ۹ھ میں فرض ہوا ہے۔ عمرہ پہلے بھی تھا۔ مدینہ طیبہ سے چھ میل دور ایک مقام ہے جسکا نام ذوالحلیفہ ہے آج کل اس کا نام بئر علی ہے ذوالحلیفہ کوئی نہیں جانتا سوائے علماء کے۔ یہاں سے آپ ﷺ نے احرام باندھا اور مکہ مکرمہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پہنچ گئے آج کل حدیبیہ کا نام شُمیسہ ہے اور حدودِ مکہ میں آچکا ہے مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ سے انگریزی میل کے حساب سے تقریباً تین سو گیارہ میل کا سفر ہے۔ جب آپ ﷺ حدیبیہ پہنچے تو کافروں کو علم ہوا کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کیلئے آئے ہیں ان کے جذبات بھڑک اٹھے اور لڑنے کیلئے تیار ہو گئے وفد پر وفد آرہے ہیں اور نعرے لگ رہے ہیں انہوں نے دیکھا کہ ان لوگوں نے احرام باندھے ہوئے ہیں اور لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ پڑھ رہے ہیں تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ لڑنے کیلئے نہیں آئے کیونکہ وہ اتنی بات جانتے اور سمجھتے تھے کہ احرام باندھنے کے بعد لڑائی جھگڑا احرام ہو جاتا ہے۔ محرم سر نہیں ڈھانپ سکتا، ناخن اور لبیں نہیں کاٹ سکتا، سلے ہوئے کپڑے نہیں پہن سکتا، خوشبو نہیں لگا سکتا، اگر جسم کے کسی حصہ سے جوں نکلے تو نہیں مار سکتا البتہ نیچے گرا سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیا حالانکہ مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکنا بڑا گناہ تھا۔ مکہ مکرمہ میں داخلے کیلئے شرائط طے ہوئیں کہ اس سال واپس جاؤ، آئندہ سال آکر عمرہ کرنا اور تین دن سے زیادہ نہیں رہ

سکو گے اور دوسرا گناہ وَمَا کَانُوْٓا اَوْلِیَآءَ ہٗ اور نہیں ہیں وہ مسجد حرام کے متولی اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ نہیں ہیں اس کے متولی مگر متقی ،تقوے والے اور تقویٰ میں پہلی بات شرک سے بچنا ہے اور ان ظالموں نے تو مسجد حرام کو شرک کا اڈا بنایا ہوا تھا۔ بیت اللہ کی بیرونی دیوار پر تین سو ساٹھ بت نصب کئے ہوئے تھے یہ مسجد حرام کے متولی کس طرح ہو سکتے ہیں؟ زبردستی کرنے سے تو کوئی متولی نہیں بنتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں کے حقیقی متولی وہ ہیں جو موحد ہیں۔ شرک کرنے والے، خرافات کرنے والے مسجد کے متولی نہیں ہو سکتے کیونکہ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''بیشک مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں پس تم اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو نہ پکارو'' لہذا مسجدوں کے متولی مشرک نہیں ہو سکتے وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اور لیکن اکثر ان میں سے جانتے نہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جس کا قبضہ ہو گیا وہ متولی ہے حالانکہ مشرک کا مسجد سے کیا تعلق ہے؟ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے ہیں یہاں اوروں ،غیر اللہ سے مدد مانگنا بالکل قرآن کریم کی روح کے خلاف ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی عبادت کا ذکر فرمایا ہے...... وَمَا کَانَ صَلَاتُھُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُکَآءً وَّتَصْدِیَۃً اور نہیں ہے ان کی نماز بیت اللہ شریف کے پاس مگر سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا یعنی قوالی کرنا۔ یہ لوگ مسجد حرام کے باہر جمع ہو جاتے تھے اور قوالی کرتے تھے۔ تو تالیاں بجانا، سیٹیاں بجانا، بھنگڑا ڈالنا یہ ان کی عبادت تھی۔

آج کل بھی کئی جاہل قسم کے لوگ قوالی کو عبادت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ گناہ اور اسلام کی روح کے خلاف ہے پھر گانوں اور باجوں کیساتھ اللہ تعالیٰ کا نام اور آنحضرت ﷺ کا نام بھی ہو اور بزرگوں کا ذکر بھی ہو یہ ڈبل توہین ہے۔ حکم ہوگا فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ

تَكْفُرُوْنَ پس چکھوتم عذاب اس سبب سے کہ تم کفر کرتے رہے۔

معرکہ بدر :

بدر کے معرکہ میں قریش مکہ نے بڑا مال خرچ کیا مسلمانوں کو ختم کرنے کیلئے مشرکوں نے بڑا چندہ دیا نقد بھی، اسلحہ بھی اور سواریاں، اونٹ اور گھوڑے بھی۔ لوگوں کے جذبات ابھارنے کیلئے مکہ مکرمہ میں ڈھول بجائے گئے شاعروں نے اشعار کہے مقررین نے تقریریں کیں، عورتوں نے دف بجایا کہ مسلمانوں کو ختم کرنے کیلئے جانا ہے۔ ایک ہزار تعداد تھی اونٹوں پر سوار تھے اس کے علاوہ وافر مقدار میں اونٹ اور شراب کی بوتلیں اور گانے والی عورتیں ساتھ تھیں کہ مسلمانوں کو ختم کر کے اردگرد کے قبائل کی دعوت کریں گے، جشن منائیں گے، شراب چلے گی، عورتیں فتح کے گیت گائیں گی لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ آٹھ تلواروں نے ہزار تلواروں کو شکست دی ستر کافر مارے گئے، ستر گرفتار ہوئے مسلمان صرف چودہ آدمی شہید ہوئے آٹھ انصار اور چھ مہاجرین میں سے۔ مشرک جو اونٹ لیکر آئے تھے وہ مسلمانوں کیلئے مالِ غنیمت بنے شراب تو ان کو پینی نصیب نہ ہوئی البتہ مسلمانوں کے ہاتھوں موت کے پیالے بھر بھر کے پیئے اور جو عورتیں گیت گانے کیلئے ساتھ لائے تھے وہ بدر سے لیکر مکے تک ماتم کرتیں آئیں کہ فلاں سردار مارا گیا ہائے فلاں سردار مارا گیا تو انہوں نے اسلام کیخلاف بڑا مال خرچ کیا اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تاکہ روکیں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے فَسَيُنْفِقُوْنَهَا بتاکید وہ مال خرچ کریں گے ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً پھر ہونگے وہ اموال ان پر حسرت اور افسوس کا ذریعہ ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ پھر وہ مغلوب

ہونگے ان کو شکست دی جائے گی۔ جن کافروں کو بعد میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق عطا فرمائی انہوں نے کہا کہ ہم نے کیا نادانی کی کہ اسلام کا مقابلہ کیا چندے دیئے اور اسلام کیخلاف ہم نے بڑا مال خرچ کیا ہائے افسوس وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اور وہ لوگ جو کافر ہیں اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ جہنم کی طرف ان کو اکٹھا کیا جائے گا کیوں؟ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ تاکہ جدا کردے اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے۔ اللہ تعالیٰ نے ناپاک اور پاک کو الگ الگ کر دیا وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ اور تاکہ کردے خبیث کے بعض کو بعض پر۔ ایک دوسرے کے اوپر ڈھیر لگا دے فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا پھر اکٹھا کرے گا ان سب کو۔ بدر میں ستر کافر مارے گئے اور چودہ مسلمان شہید ہوئے ان کو دفن کرنے کا مسئلہ تھا زمین پتھریلی تھی ایک قبر کو کھودنے پر ایک دن لگ جاتا تھا سب کیلئے قبریں کھودنا مشکل تھا مسلمانوں کیلئے تو ایک مربع جگہ میں قبریں کھودیں گئیں اور سب کافر بدر کے کنوئیں میں ڈال دیئے گئے اوپر نیچے البتہ امیہ بن خلف بھاگتا ہوا جارہا تھا جب اس کو مار کر کھینچا گیا کنویں میں ڈالنے کیلئے تو اس کی ٹانگیں وجود سے الگ ہوگئیں اور بازو بھی الگ ہوگئے اس کا بدن بڑا بھاری تھا تو اس کو وہیں ریت میں دفن کر دیا گیا اور یہ یاد رہے کہ بدر کا یہ کنواں ویران تھا اس میں پانی نہیں تھا دوسرے دن آنحضرت ﷺ کنویں پر تشریف لے گئے کنارے پر کھڑے ہو کر فرمایا "اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ ہمارے ساتھ فرمایا تھا ہم نے تو پالیا اور جو وعدہ رب تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا تھا تم نے پالیا ہے یا نہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام نے عرض کیا حضرت مُردوں کیساتھ کیا گفتگو کرتے ہیں کیا یہ سنتے ہیں؟ بخاری اور مسلم کی روایت ہے فرمایا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَآ اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَآ اَقُوْلُ مِنْهُمْ اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے تم اس گفتگو کو

جو میں ان سے کہہ رہا ہوں ان سے زیادہ نہیں سنتے یعنی جس طرح تم سن رہے ہو وہ تم سے زیادہ سن رہے ہیں لیکن ہمیں جواب نہیں دے سکتے۔ یہ مطلب کہ کر دے خبیث کے بعض کو بعض پر فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا پھر اکٹھا کرے گا ان سب کو فَيَجْعَلَهٗ فِىْ جَهَنَّمَ پس کر دے گا ان کو دوزخ میں۔ وہیں سے سیدھے دوزخ کی طرف گئے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے دنیا کا بھی اور آخرت کا بھی۔

قُلْ لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِنْ یَّنْتَھُوْا یُغْفَرْلَھُمْ مَّاقَدْسَلَفَ ۚ وَاِنْ یَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ ○ وَقَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَھَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰکُمْ ؕ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ○ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○

قُلْ آپ کہہ دیں لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا ان لوگوں کو جو کافر ہیں اِنْ یَّنْتَھُوْا یُغْفَرْلَھُمْ اگر وہ باز آجائیں تو بخش دیا جائے گا مَّاقَدْسَلَفَ جو پہلے ہو چکا وَاِنْ یَّعُوْدُوْا اور اگر وہ لوٹیں گے فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْنَ پس تحقیق گذر چکا ہے طریقہ پہلے لوگوں کا وَقَاتِلُوْھُمْ اور تم لڑو ان سے حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ اور ہو جائے دین سارا اللہ تعالیٰ کیلئے فَاِنِ انْتَھَوْا پس اگر وہ باز آجائیں فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ پس

بیشک اللہ تعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں دیکھتا ہے وَاِنْ تَوَلَّوْا اور اگر وہ اعراض کریں فَاعْلَمُوْٓا پس تم جان لو اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰكُمْ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارا آقا ہے نِعْمَ الْمَوْلٰى وہ بہتر آقا ہے وَنِعْمَ النَّصِيْرُ اور اچھا مددگار ہے وَاعْلَمُوْٓا اور تم جان لو اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ بیشک جو تم نے غنیمت حاصل کی کوئی شے بھی ہو فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ پس بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس کا پانچواں حصہ وَلِلرَّسُوْلِ اور رسول ﷺ کیلئے وَلِذِي الْقُرْبٰى اور اللہ کے رسول کے قرابتداروں کیلئے وَالْيَتٰمٰى اور یتیموں کیلئے وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکینوں کیلئے وَابْنِ السَّبِيْلِ اور مسافروں کیلئے اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ اگر ہو تم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا اور اس چیز پر جو ہم نے نازل کی اپنے بندے پر يَوْمَ الْفُرْقَانِ فیصلے والے دن يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ جس دن آمنے سامنے ہوئیں دو جماعتیں وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

ربط آیات :

اس سے پہلے کئی رکوعوں میں غزوۂ بدر تفصیل کیساتھ بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے تکبر اور غرور کو خاک میں ملایا اور مسلمانوں کو قلیل تعداد اور بے سروسامانی میں فتح عطاء فرمائی۔ اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... قُلْ اے نبی کریم ﷺ کہہ دیں لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ان لوگوں کو جو کافر ہیں اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ اگر وہ باز آجائیں تو ان کو بخش دیا جائے گا مَّا قَدْ سَلَفَ جو پہلے ہو چکا۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَلْاِسْلَامُ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ ''اسلام اپنے سے پہلے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' کفر شرک

شراب نوشی وغیرہ سب گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے اگر کوئی سچے دل سے مسلمان ہو اور وہ اس طرح ہو جاتا ہے یَوْمَ وَلَدَتْ اُمُّهٗ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے وَاِنْ يَّعُوْدُوْا اور اگر وہ لوٹیں گے کہ پلٹ کر دوبارہ مسلمانوں کیساتھ لڑائی کا ارادہ کریں فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ پس تحقیق گذر چکا ہے طریقہ پہلے لوگوں کا کہ حق کے مقابلے میں کفر کو کبھی فتح نصیب نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں اور مومنوں کی نصرت فرماتے ہیں۔اور سورۃ مومن میں ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا [پ:۲۷] بیشک البتہ ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان لوگوں کی جو ایمان لائے وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ [پ:۲۳] ''البتہ تحقیق پہلے ہو چکی ہے ہماری بات اپنے بندوں کیلئے جو رسول ہیں کہ بیشک البتہ وہی مدد دیئے جائیں گے اور بیشک البتہ ہمارا ہی لشکر غالب ہوگا۔''

فلسفہ جہاد :

آگے اللہ تعالیٰ جہاد کا فلسفہ اور حکمت بیان فرماتے ہیں کہ جہاد سے مقصود نہ ملک حاصل کرنا ہے نہ قتل وغارت مقصود ہے اور نہ مالِ غنیمت حاصل کرنا مقصود ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے دین کو نافذ کرنا اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنا مقصود ہے۔فرمایا وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ اور تم لڑو ان سے یہانتک کہ نہ رہے کوئی فتنہ، سب سے بڑا فتنہ کفر اور شرک ہے۔کفر شرک باقی نہ رہے اور اس کے علاوہ جتنے فتنے ہیں سب ختم ہو جائیں کوئی بھی باقی نہ رہے وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ اور ہو جائے دین سارا اللہ تعالیٰ کیلئے۔اللہ تعالیٰ کے دین کو نافذ کرنے کیلئے اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے جو شخص لڑتا ہے وہ مجاہد ہے۔جیسے افغانستان کے طالبان ہیں اس وقت دنیا میں مسلمانوں کے تقریباً پچپن ملک ہیں ان میں

سے صرف طالبان کا ملک ہے جس میں قرآن وسنت کا قانون نافذ ہے اور اللہ تعالیٰ کے دین کا غلبہ ہے۔ان کا ہر فیصلہ قرآن حدیث اور فقہ اسلامی کے مطابق ہوتا ہے۔قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہے بدکار کو شرعی سزا ملتی ہے چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے قرآن کے احکام پر پورا پورا عمل ہو رہا ہے۔ہر طرف سکون ہے اور کسی کو کسی سے کوئی خطرہ نہیں ہے ایک زمانہ تھا کہ چمن سے قندھار جو پچھتر میل کی مسافت ہے۔اس سڑک پر جو لوگ سفر کرتے تھے وہاں کے قبائلی افغانی جگا ٹیکس وصول کرتے تھے مختلف جگہوں پر انہوں نے اڈے بنائے ہوئے تھے چھوٹی بڑی گاڑی ٹرک بس وغیرہ جو بھی گزرتی ٹیکس ادا کر کے جاتی اور مجبوراً ان کو دینا پڑتا تھا۔طالبان نے وہ سارے اڈے ختم کر دیئے ہیں اب وہاں کوئی کسی کو نہیں پوچھ سکتا لیکن دشمنانِ دین ان کو برداشت نہیں کر رہے۔دنیائے یورپ نے ان کو بدنام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی کبھی کچھ کہتے ہیں اور کبھی کچھ کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ طالبان کو ان کا مقابلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے فَاِنِ انْتَهَوْا پس اگر وہ باز آجائیں کفر شرک فتنہ وغیرہ سے فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ پس بیشک اللہ تعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں دیکھتا ہے وَاِنْ تَوَلَّوْا اور اگر وہ اعراض کریں کہ تمہاری بات نہ مانیں فَاعْلَمُوْٓا پس تم جان لو اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ بیشک اللہ تعالیٰ تمہارا آقا ہے اے مومنو! نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ وہ بہتر آقا ہے اور اچھا مددگار ہے۔لہذا کافروں کی پرواہ نہ کرو اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔الحمد للہ اس وقت افغانستان کی آبادی ڈیڑھ کروڑ سے زائد ہے اور آس پاس کی باطل قوتوں نے طالبان مخالف قوتوں کو بڑی قوت پہنچائی ہے انڈیا بھی اس میں شامل ہے اور ایران سب سے زیادہ پیش پیش ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے طالبان کو ہمت دی ہے اور وہ حق پر قائم ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ضرور مدد فرمائے گا۔

آپ حضرات کو یاد ہوگا کہ اس سورۃ کے شروع میں یہ مسئلہ بیان ہوا تھا کہ بدر کی غنیمت کے بارے میں اختلاف ہوا تھا بعض نے کہا کہ جو لڑائی میں شریک تھے یہ ان کا حصہ ہے دوسروں نے کہا کہ جو یہاں آئے ہیں چاہے وہ لڑے ہیں یا لڑنے والوں کی خدمت میں مصروف تھے سب کا حق ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ یہ آپ سے غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اَلْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ غنیمت اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کیلئے ہے۔

مالِ غنیمت کی تفصیل :

تو وہاں اجمالی طور پر جواب دیا تھا اب اس کی تفصیل بیان فرماتے ہیں وَاعْلَمُوْآ اور تم جان لو اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ بیشک جو تم نے غنیمت حاصل کی کوئی شے بھی ہو۔ غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو شرعی جہاد کے نتیجے میں آئے۔ مسلمانوں کی کمائی میں سب سے زیادہ پاکیزہ کمائی مال غنیمت ہے کیونکہ جہاد بہت اونچا عمل ہے اور یہ اس کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَهٗ پس بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس کا پانچواں حصہ۔ کل مالِ غنیمت کو جمع کرنے کے بعد اس کے پانچ حصے کئے جائیں گے اس کا پانچواں حصہ خمس کہلاتا ہے۔ چار حصے مجاہدین پر تقسیم ہونگے اور سپہ سالار امیر لشکر یعنی کمانڈر اگر اپنی صوابدید پر کسی مجاہد کو بہادری کی وجہ سے زیادہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے کہ اس نے بہادری کے جوہر بنسبت دوسروں کے زیادہ دکھائے ہیں۔ اور یہاں پر اللہ تعالیٰ نے خمس کے مصارف بیان فرمائے ہیں کہ وہ کہاں کہاں خرچ کیا جائے گا وَلِلرَّسُوْلِ اور رسول ﷺ کیلئے۔ خمس میں سے بقدر ضرورت آنحضرت ﷺ اپنے لئے بھی لے لیتے تھے کیونکہ جتنی انسانی ضروریات ہیں وہ پیغمبروں کو بھی ہوتی ہیں وَلِذِی الْقُرْبٰی

اور اللہ کے رسول کے قرابتداروں کیلئے ۔آپؐ کے جو قریبی رشتہ دار تھے بنو ہاشم بنو عبد المطلب جنہوں نے ابتدائی دور میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا بڑی سختیاں اور تکلیفیں برداشت کیں باوجود اس کے کہ دین میں آپؐ کے موافق نہیں تھے ۔ایک ایسا وقت بھی آیا کہ کافروں نے خیف بنی کنانہؓ کے مقام پر اجتماع کیا اور تَقَاسَمُوْا قسمیں کھائیں پیالے میں پانی ڈال کر ہاتھ ڈبوئے یہ ان کا رواج تھا کہ اس قسم کو یہ مظبوط سمجھتے تھے جو پیالے میں پانی ڈال کر اس میں ہاتھ ڈبو کر اٹھائی جاتی تھی تو انہوں نے پکی قسمیں کھائیں کہ اَنْ لَّا یُنَاکِحُوْهُمْ وَلَایُبَایِعُوْهُمْ بنو ہاشم کو نہ رشتہ دینا اور نہ ان سے رشتہ لینا، نہ ان کے آگے کوئی چیز بیچنی ہے اور نہ ان سے کوئی چیز خریدنی ہے ان کیساتھ ہر طرح کا بائیکاٹ کرو۔اس مشکل گھڑی میں بھی آپؐ کے رشتہ داروں نے آپؐ کا ساتھ دیا اور تکلیفیں برداشت کیں۔
آپ ﷺ کا چچا ابو طالب دین میں آپ کی موافقت نہیں کرتا تھا مگر دنیاوی طور پر خوب مدد کرتا تھا۔اسی طرح آپ کا چچا حارث ابن عبدالمطلب مسلمان نہیں ہوا تھا مگر خاندانی عصبیت کی وجہ سے آپ ﷺ کی پوری معاونت کرتا تھا۔لہذا آپ کے رشتہ داروں کا بھی خمس میں حق ہے وَالْيَتٰمٰى اور یتیموں کیلئے۔یتیم چاہے کسی بھی خاندان سے تعلق رکھتا ہو وہ خمس کے مال کا مستحق ہے وَالْمَسٰكِيْنِ اور مسکینوں کیلئے۔مسکین اسے کہتے ہیں کہ اس کے پاس بقدر نصاب سامان نہ ہو۔بقدر نصاب سامان کا مطلب یہ ہے کہ گھر کی عام ضرورت سے زائد اس کے پاس اتنا سامان ہو کہ اگر اس کو بیچا جائے تو ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے آج کل ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت ساڑھے پانچ ہزار ہے۔وہ برتن جو روزانہ استعمال میں نہیں آتے، وہ چار پائیاں جو روزانہ استعمال میں نہیں آتیں، وہ بستر جو روزانہ استعمال میں نہیں آتے کبھی کبھار مہمان آئیں تو استعمال

ہوتے ہیں یہ زائد سامان شمار ہوتا ہے۔ اگر یہ اتنا ہے کہ اس کو بیچا جائے تو اس کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کو پہنچ جاتی ہے تو یہ شخص صاحب نصاب ہے اس پر قربانی آئے گی اور یہ فطرانہ بھی دے گا اور یہ مسکین نہیں ہے۔ وَابْنِ السَّبِيْلِ اور مسافروں کیلئے۔ مسافر کا بھی خمس میں حق ہے اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم ہونگے اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ اگر ہو تم

اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ اور وہ نصرت جو ہم نے نازل کی اپنے بندے پر فیصلے والے دن۔ جس دن حق اور باطل کا فیصلہ ہوا اس پر ایمان رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے تین ہزار فرشتے نازل کیے تو پھر سمجھ لو کہ غنیمت کے مستحق یہ لوگ ہیں جو ہم نے بیان کیے ہیں۔ یہ مدد کس دن ہوئی؟ فرمایا يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ جس دن آمنے سامنے ہوئیں دو جماعتیں حق اور باطل کی، ایک طرف تین سو تیرہ اور دوسری طرف ایک ہزار اور نتیجہ تم تفصیل کیساتھ پڑھ اور سن چکے ہو وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور جو کچھ وہ کر سکتا ہے وہ اور کوئی نہیں کر سکتا اور رب تعالیٰ نے جو فرمایا سچ فرمایا ہے۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ط وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ لا وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۵ لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ط وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ o اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا ط وَلَوْ اَرٰكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ o وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ط وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ o

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا اور جس وقت تھے تم ادھر والے کنارے پر وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى اور وہ کافر پرلے کنارے پر تھے وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ اور تجارت والا قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ تو البتہ اختلاف کرتے وعدہ پورا کرنے میں وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا اور لیکن تاکہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے

اس معاملے کا جو طے شدہ ہے لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ تاکہ ہلاک ہو وہ جو ہلاک ہونا چاہتا ہے کھلی دلیل کیساتھ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ اور جو زندہ رہنا چاہتا ہے زندہ رہے کھلی دلیل کیساتھ وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور بیشک البتہ اللہ تعالیٰ سننے والا ہے، جاننے والا ہے اِذْ يُرِيْكَهُمُ اللّٰهُ فِيْ مَنَامِكَ قَلِيْلًا جس وقت اللہ تعالیٰ دکھاتا تھا تجھے وہ کافر آپ کے خواب میں تھوڑے وَلَوْ اَرٰكَهُمْ كَثِيْرًا اور اگر اللہ تعالیٰ دکھاتا وہ کافر آپ کو زیادہ لَّفَشِلْتُمْ البتہ تم بزدلی کر جاتے وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ اور البتہ تم جھگڑا کرتے معاملہ میں وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اور لیکن اللہ تعالیٰ نے سلامتی میں رکھا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بیشک وہ سینے کے رازوں کو جاننے والا ہے وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اور تم کو دکھائی وہ فوج اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا جب تم آمنے سامنے ہوئے تمہاری آنکھوں میں تھوڑی وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ اور تم کو تھوڑا کر کے دکھایا ان کی آنکھوں میں لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا تاکہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا جو طے شدہ ہے وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سب کام۔

یہ بات آپ حضرات پہلے سن چکے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں باغات کھیت وغیرہ نہیں تھے کیونکہ وہ زمین زراعت والی نہیں تھی وہ لوگ اپنی بود و باش خوراک کا انتظام تجارت کے

ذریعے سے کرتے تھے اور اس کیلئے وہ دو سفر کرتے تھے گرمیوں میں شام کا اور سردیوں میں یمن کا رِحۡلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيۡفِ سورہ قریش میں اسی کا ذکر ہے۔

دارالندوہ میں مشاورت :

غزوۂ بدر سے پہلے قریش مکہ نے دارالندوہ میں جمع ہو کر مشورہ کیا کہ یہ لوگ جب مکہ مکرمہ میں تھے ہم لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے تھے اور سختیاں کرتے تھے اب یہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئے ہیں اور وہاں ان کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے اور یہ طاقتور ہوتے جا رہے ہیں لہذا جب تک ان کا ڈٹ مقابلہ نہیں کریں گے اور ان کے وجود کو ختم نہیں کریں گے یہ ہمارے لئے خطرہ ہیں لہذا سارے لوگ ایثار کرو۔ اس دفعہ شام کا جو تجارتی سفر ہو اس کا سارا نفع جو شام میں حاصل ہو یا واپس آ کر سامان یہاں بیچ کر حاصل ہو وہ سارا کا سارا مسلمانوں کے خلاف خرچ ہو اس سے ہتھیار خریدے جائیں اور دیگر جنگی ضروریات اور اصل رقم تمہاری رہے گی۔ اس بات پر سارے راضی ہو گئے اور کسی نے اختلاف نہ کیا چنانچہ ایک ہزار اونٹ سامان سے لدا ہوا ساٹھ آدمیوں کا قافلہ جس کے امیر ابوسفیان تھے جو اس وقت ﷺ نہیں ہوئے تھے شام کی طرف روانہ ہوئے۔ اس میٹنگ اور ایجنڈے کی خبر مدینہ طیبہ پہنچی تو مسلمانوں نے پروگرام بنایا کہ واپسی پر ان پر حملہ کر دو تاکہ نہ ان کے پاس مال رہے اور نہ لڑائی کی نوبت آئے۔ مکے والوں کو بھی اطلاع ہو گئی کہ وہ ہمارے قافلے کو لوٹنا چاہتے ہیں وہ وہاں سے چل پڑے اور یہ یہاں سے چل پڑے تجارتی قافلہ تو راستہ بدل کر نیچے کی طرف ہو گیا اور یہ دونوں گروہ بدر میں اکٹھے ہو گئے۔ بدر مدینہ منورہ سے ۸۰ میل کی مسافت پر ہے۔ کافر بدر میں پہلے پہنچ گئے اور پانی کے

چشموں پر قبضہ کرلیا جب یہ حضرات پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے ایک جگہ کے متعلق فرمایا کہ تم یہاں مورچہ قائم کرو۔

حضرت خباب ابن منذر کا مشورہ :

حضرت خباب ابن منذر انصاری ؓ جنگی امور میں بڑا تجربہ رکھتے تھے انہوں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت اس جگہ مورچہ بنانے کا حکم رب تعالیٰ کی طرف سے ہے یا آپ ﷺ کی ذاتی رائے ہے؟ اگر رب تعالیٰ کا حکم ہے تو پھر ہمیں قیل قال کا حق نہیں پہنچتا اور اگر ذاتی ہے تو پھر میں تجربہ کی بنا پر اپنی رائے عرض کرتا ہوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ کی طرف سے صرف لڑنے کا حکم ہے مورچہ ہماری صوابدید پر ہے۔ کہنے لگے حضرت جنگی نکتہ نظر سے یہ جگہ ہمارے لئے مفید نہیں ہے آگے والی جگہ ٹھیک رہے گی۔ رائے ان کی درست تھی آگے ریت کا ٹیلہ تھا وہاں جا کر مورچہ بنایا گیا وہاں پانی نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرمائی ریت جم کر سڑک بن گئی اور پانی کا انتظام بھی ہوگیا۔ کافر پست جگہ پر تھے وہاں پانی جمع ہوگیا۔ ان کی شکست کے ظاہری اسباب میں سے ایک یہ بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا اور جس وقت تھے تم ادھر والے کنارے پر جو مدینہ طیبہ کی طرف قریب تھا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى اور وہ کافر پرلے کنارے پر تھے جو مدینہ طیبہ سے دور تھا۔ وَالرَّكْبُ اور تجارتی قافلہ جس کی قیادت ابوسفیان کر رہے تھے اَسْفَلَ مِنْكُمْ تم سے نیچے کی طرف تھا۔ ساحل سمندر پر وہ جگہ بدر سے پست تھی۔ غزوہ بدر کوئی پہلے سے طے شدہ نہیں تھا کہ تم نے فلاں جگہ پہنچنا ہے اور ہم نے بھی اور لڑائی ہوگی بلکہ اتفاق ہوگیا۔ اللہ

تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ اور اگر تم آپس میں وعدہ کرتے پہلے سے کہ فلاں وقت فلاں جگہ پر پہنچنا ہے لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ تو البتہ اختلاف کرتے وعدہ پورا کرنے میں۔ ممکن ہے تم بروقت نہ پہنچتے یا وہ نہ پہنچتے وَلٰکِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا اور لیکن تاکہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے اس معاملے کا جو طے شدہ ہے لِیَهْلِکَ تاکہ ہلاک ہو مَنْ هَلَکَ جو ہلاک ہونا چاہتا ہے عَنْ بَیِّنَةٍ کھلی دلیل کیساتھ۔ کہ ان کو کثرتِ تعداد اور قوت پر گھمنڈ اور غرور تھا۔ اسلحہ کی ان کے پاس بہتات تھی سارا عرب ان کیساتھ تھا اور اس طرف صرف تین سو تیرہ تھے اور لڑائی کے قابل یہی تھے پیچھے نابینا، لنگڑے، بوڑھے، معذور تھے، عورتیں اور بچے تھے وَّیَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ اور جو زندہ رہنا چاہتا ہے زندہ رہے کھلی دلیل کیساتھ۔ آٹھ تلواروں کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار تلوار پر غلبہ عطا فرمایا وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور بیشک البتہ اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے اِذْ یُرِیْکَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِکَ قَلِیْلًا جس وقت اللہ تعالیٰ دکھاتا تھا تجھے وہ کافر آپ کے خواب میں تھوڑے۔ غزوہ بدر سے چند دن پہلے آنحضرت ﷺ نے ایک خواب دیکھا کہ ہمارا کافروں سے مقابلہ ہو رہا ہے ہماری تعداد زیادہ ہے اور ان کی تعداد کم ہے۔ یہ خواب آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے بیان کیا تھا جس سے مسلمانوں کی ہمت بڑھ گئی۔ حالانکہ ظاہری طور پر معاملہ اس کے برعکس تھا کہ مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی اور کافروں کی تعداد زیادہ تھی۔

آنحضرت ﷺ کا خواب :

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا خواب ہو اور خلافِ حقیقت ہو یہ کیسے ہو سکتا

ہے؟ جبکہ پیغمبر کی بات بیداری کی ہو یا خواب کی وہ حقیقت ہوتی ہے۔ امام فخر الدین رازیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ خواب کی ایک صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت جس کو تعبیر بھی کہتے ہیں صورت اور ہوتی ہے اور حقیقت اور ہوتی ہے۔ یہ تھوڑے نظر آنے کی حقیقت اور تعبیر ان کی شکست کی طرف اشارہ تھا کیونکہ عادۃً تھوڑوں کو شکست ہوتی ہے۔ آنحضرتؐ کی چچی حضرت ام فضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک خواب دیکھا اور وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ کہ آج رات میں نے ایک برا خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ وہ بہت ہی سخت ہے آپ ﷺ نے فرمایا بتائیں تو سہی وہ کیا ہے حضرت ام فضلؓ نے عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے گویا آپ کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ میری لخت جگر بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں کھیلے گا چنانچہ سیدنا حسین ؓ پیدا ہوئے۔ ظاہراً دیکھو تو خواب کی صورت کتنا خوفناک تھی اور وہ بڑی پریشان ہوئیں کیونکہ ان دنوں افواہ مشہور تھی کہ یہودی آپ کو شہید کرنا چاہتے ہیں ان کا ذہن اس طرف گیا کہ آپ ﷺ کی شہادت کی طرف اشارہ ہے لیکن حقیقت اور تعبیر کیسی خوبصورت تھی۔ اسی طرح یہاں خواب میں کافروں کا تھوڑا نظر آنا ان کی شکست کی طرف اشارہ تھا اور ایسا ہی ہوا وَلَوْ اَرٰكَهُمْ كَثِيْرًا لَّفَشِلْتُمْ اور اگر اللہ تعالیٰ دکھاتا وہ کافر آپ کو زیادہ البتہ تم بزدلی کر جاتے وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ اور البتہ تم جھگڑا کرتے

اس معاملہ میں۔ اگر خواب میں کافر زیادہ نظر آتے اور آپ خواب بیان فرماتے تو ایسے لوگ بھی تھے جو کہتے حضرت نہیں لڑنا چاہیے ہم تھوڑے ہیں اور کوئی کہتا لڑنا چاہیے۔ کیونکہ ذہن مختلف ہوتے ہیں حالات جدا جدا ہوتے ہیں حق تعالیٰ نے ہر ایک کو ایک مزاج اور ایک سمجھ نہیں دی وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ اور لیکن اللہ تعالیٰ نے سلامتی میں رکھا اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ بیشک وہ سینے کے رازوں کو جاننے والا ہے۔

جس وقت آپ ﷺ مقام بدر میں پہنچ گئے آگے اس کا ذکر ہے۔ فرمایا وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اور تم کو دکھائی وہ فوج اِذِ الْتَقَيْتُمْ جب تم آمنے سامنے ہوئے فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا تمہاری آنکھوں میں تھوڑی۔ جو سامنے نظر آتے تھے وہ تھوڑے تھے باقی پیچھے تھے وہ نظر نہیں آتے تھے ان کو کم سمجھ کر مسلمانوں کی ہمت بڑھ گئی کہ ہمارے مقابلے میں تھوڑے ہیں پھر جب پچھلے بھی آ گئے اور اکٹھے ہو گئے تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ریت کی مٹھی بھر کر شَاهَتِ الْوُجُوْهُ پڑھ کر ان کی طرف پھینکی وہ ان کی آنکھوں میں پڑ گئی۔ اگلوں پچھلوں دائیں بائیں سب کی آنکھوں میں۔ ریت کی مٹھی پھینکنا آپ کا کام تھا اور سب کی آنکھوں میں ڈالنا رب کا کام تھا۔ اسی لئے رب تعالیٰ نے فرمایا وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى اے نبی کریم ﷺ ریت کی مٹھی جو آپ نے پھینکی تھی وہ آپ نے نہیں پھینکی تھی وہ رب تعالیٰ نے پہنچائی تھی وَيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ اور تم کو تھوڑا کر کے دکھایا ان کی آنکھوں میں۔ مسلمان تو واقعی تھوڑے تھے لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا تاکہ فیصلہ کرے اللہ تعالیٰ اس معاملے کا جو طے شدہ ہے کہ باوجود تمہارے کمزور ہونے کے اللہ تعالیٰ نصرت و مدد فرما کر کامیابی نصیب کرے گا وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

اَلْاُمُــــوْرُ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں سب کام۔ظاہری باطنی روحانی جسمانی تکوینی تشریعی سب پر کنٹرول اسی کا ہے۔

۞۞۞۞۞

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۝ وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً جب تم ملو یعنی ٹکر ہو کافروں کے گروہ سے فَاثْبُتُوْا پس ثابت قدم رہو وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پاجاؤ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی وَلَا تَنَازَعُوْا اور آپس میں جھگڑا نہ کرو فَتَفْشَلُوْا پس تم کمزور ہو جاؤ گے وَتَذْهَبَ

رِیۡحُکُمۡ اورتمہاری ہوا اکھڑ جائے گی وَاصۡبِرُوۡا اورصبر کرو اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کیساتھ ہے وَلَا تَکُوۡنُوۡا اور نہ ہو تم کَالَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِھِمۡ بَطَرًا ان لوگوں کی طرح جو نکلے اپنے گھروں سے اکڑتے ہوئے وَّرِئَآءَ النَّاسِ اورلوگوں کودکھانے کیلئے وَیَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اوروہ روکتے تھے اللہ تعالیٰ کے راستے سے وَاللّٰہُ بِمَا یَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطٌ اوراللہ تعالیٰ جووہ عمل کرتے ہیں احاطہ کرنے والا ہے وَاِذۡ زَیَّنَ لَھُمُ الشَّیۡطٰنُ اَعۡمَالَھُمۡ اورجس وقت مزین کیاان کیلئے شیطان نے ان کے اعمال کو وَقَالَ اورکہا لَا غَالِبَ لَکُمُ الۡیَوۡمَ مِنَ النَّاسِ نہیں غالب آئیگا تم پرآج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی وَاِنِّیۡ جَارٌ لَّکُمۡ اوربیشک میں تمہارا مددگار ہوں فَلَمَّا تَرَآءَتِ الۡفِئَتٰنِ پس جب آمنے سامنے ہوئیں دو جماعتیں نَکَصَ عَلٰی عَقِبَیۡہِ پھر گیا وہ ایڑیوں کے بل وَقَالَ اورکہا اِنِّیۡ بَرِیۡٓءٌ مِّنۡکُمۡ بیشک میں بیزار ہوں تم سے اِنِّیۡۤ اَرٰی مَا لَا تَرَوۡنَ بیشک میں دیکھتا ہوں وہ مخلوق جو تم نہیں دیکھتے اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے وَاللّٰہُ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

غزوہ بدر کا ذکر چلا آرہا ہے۔ اس غزوہ میں جو چیزیں مسلمانوں کی کامیابی کا سبب بنیں اور قیامت تک مسلمانوں کی کامیابی کا ذریعہ ہیں ان میں سے بعض اہم چیزوں کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں۔

میدان جنگ میں کامیابی کے راز :

پہلی چیز...... فرمایا...... یَـآَیُّھَـا الَّـذِیْـنَ اٰمَـنُـوْٓا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اِذَا لَـقِیْتُمْ فِئَةً جب ملو تم یعنی ٹکر ہو کافروں کے گروہ سے مقابلہ ہو کافروں کیساتھ فَـاثْبُتُوْا پس ثابت قدم رہو۔ اور پہلے اسی سورۃ میں گذر چکا ہے کہ میدان جنگ میں پشت دکھانا جبکہ دشمن کا لشکر اپنے سے دوگنا بھی ہو، گناہ کبیرہ ہے۔

دوسرا کام...... وَاذْکُـرُوا الـلّٰـهَ کَثِیْرًا اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکت سے مومن کے دل کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن میدان جنگ میں نعرۂ تکبیر کے علاوہ دوسرے اذکار آہستہ کرے اور ضرورت پیش آئے تو نعرۂ تکبیر بلند آواز سے لگائے۔ تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں روایت ہے کہ تین موقعوں پر اللہ تعالیٰ آواز کو بلند کرنا پسند نہیں کرتے ایک جہاد کے موقع پر کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر آہستہ کرو۔ دوسرا جنازے کیساتھ جاتے ہوئے جو ذکر بھی کرو آہستہ کرو۔ تیسرا نمازوں کے بعد جو ذکر کرنا ہے آہستہ کرنا ہے۔ اور مسجد کے متعلق یہ مسئلہ کئی مرتبہ سن چکے ہو کہ جب مسجد میں ایک نمازی بھی نماز پڑھ رہا ہو بلند آواز سے قرآن شریف پڑھنا بھی جائز نہیں ہے البتہ امام کو اجازت ہے کہ تعلیم کیلئے ذکر بلند آواز سے بتا سکتا ہے کہ اسطرح کرو اور اس طرح پڑھو اور ذکر کیلئے بڑی سہولتیں ہیں کہ وضو شرط نہیں، قبلہ کی طرف رخ کرنا شرط نہیں ہے، بیٹھ کے کرنا شرط نہیں ہے چلتے پھرتے کر سکتے ہو، لیٹے ہوئے کر سکتے ہو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرو یہ تمہاری کامیابی کا بہت بڑا ذریعہ ہے لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

تیسرا کام...... وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی۔ انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے وہ حق ہے اس کی تعمیل ضروری ہے۔

چوتھا کام...... وَلَاتَنَازَعُوْا اور آپس میں جھگڑا نہ کرو اسلئے کہ اگر تم نے جھگڑا کیا تو فَتَفْشَلُوْا کمزور ہو جاؤ گے بزدل ہو جاؤ گے تمہاری قوت بکھر جائے گی وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اتحاد اتفاق میں جو برکت ہے وہ انتشار میں نہیں ہے اگر نظریاتی باتیں ہیں تو ایک دوسرے کو گوارہ کرو یہ کامیابی کا گر رب تعالیٰ نے بتایا ہے وَاصْبِرُوْا اور صبر کرو۔ راہِ حق میں تکلیفیں آئیں گی، زخمی ہو گے، شہید بھی ہو گے، طرح طرح کی چیزیں ہونگی صبر کرو۔ یہ وہ اصول ہیں کہ ان پر عمل کرنے والا انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہوگا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کیساتھ ہے۔ اس کا وعدہ ہے کہ وہ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے اور اس کا یہ بھی حکم ہے کہ تکبر اور غرور نہ کرو تکبر بہت بری چیز ہے۔ تکبر کا معنیٰ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور دوسروں کو حقیر اور گھٹیا سمجھے اور یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ''جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔'' اگر وہ تکبر کو حلال سمجھتا ہے تو پھر تو وہ کافر ہے اور کافر جنت میں کبھی نہیں جائے گا اور اگر حرام اور گناہ سمجھتے ہوئے کرتا ہے تو اس کو جنت میں دخولِ اول نصیب نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کتنے سالوں کے بعد جنت کا دخول نصیب ہوگا۔ لہذا تکبر سے بچو کسی کو حقیر نہ سمجھو اور کسی کی صحیح بات کو ٹھکراؤ نہ وَلَاتَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اور نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا جو نکلے اپنے گھروں سے یعنی مکہ مکرمہ سے اکڑتے ہوئے تکبر کرتے ہوئے اپنی قوت کے نشے میں وَّرِئَآءَ النَّاسِ اور لوگوں کو دکھانے کیلئے۔ ڈھول بجا رہے تھے، عورتیں ناچ رہی تھیں بھنگڑا ڈالتے ہوئے مکہ مکرمہ سے نکلے بڑا عجیب منظر تھا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور وہ روکتے ہیں اللہ تعالیٰ

کے راستے سے۔ یہ سب کچھ انہوں نے اسلام کے مقابلے کیلئے کیا پھر ان کا جو حشر ہوا وہ آپ تفصیلاً سن چکے ہیں کہ ستر مارے گئے، ستر گرفتار ہوئے اور باقیوں کو بھاگنے کیلئے راستہ نہ ملاوَ اللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ اور اللہ تعالیٰ جو وہ عمل کرتے ہیں اس کا احاطہ کرنے والا ہے علم کے لحاظ سے بھی اور قدرت کے لحاظ سے بھی۔

سراقہ ابن مالک والا واقعہ :

اگلی آیت کریمہ میں ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ قریش مکہ جب بدر کیلئے نکلنے لگے تو انہیں یہ خیال آیا کہ سراقہ ابن مالک کنانی سے ہمارا اختلاف ہے۔ سراقہ ابن مالک قبیلہ بنو بکر جو عرب کے قبائل میں سے بڑا مشہور اور لڑاکا قبیلہ تھا اور اس کی شاخیں دور دراز تک پھیلی ہوئیں تھیں یہ اس قبیلے کا سردار تھا اور مکے والوں کو وہ کئی دفعہ دھمکیاں دے چکا تھا کہ مین تمہارے ساتھ نمٹ لوں گا تو مشرکین مکہ پریشان ہوئے کہ ہم سارے جارہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے چلے جانے کے بعد سراقہ ہماری عورتوں اور بچوں کو قید کر کے لے جائے کیونکہ دشمن ایسے موقع سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ جب سولہ سو ساتھیوں کے ہمراہ غزوۂ خیبر کیلئے تشریف لے گئے تو قبیلہ بنو اسد اور قبیلہ بنو غطفان جو مشرکوں کے قبیلے تھے انہوں نے یہودیوں کیساتھ مل کر مشورہ کیا کہ لڑنے والے مسلمان تو سارے جا چکے ہیں لہذا مدینہ طیبہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کی عورتوں کو قید اور بچوں کو ختم کر دو۔ ان میں جو بوڑھے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ دیکھو! محمد (ﷺ) بڑے دانا اور سمجھ دار آدمی ہیں اور اس بات کو تم سب تسلیم کرتے ہو۔ وہ خیبر گئے ہیں تو پچھلوں کا کوئی انتظام کر کے گئے ہوں گے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ عورتوں اور بچوں کو بے آسرا چھوڑ کر چلے جائیں۔ اتنی بات سنتے ہی سب کی ہمت پست ہوگئی۔ اسی طرح مکے والے اس بات سے پریشان

ہوئے اور ان کے بڑے بڑے حضرات دارالندوہ میں اکٹھے ہوئے اسی سوچ بچار میں تھے کہ ابلیس لعین سراقہ ابن مالک کی شکل میں آیا اور جنات کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ انسان کی، گدھے کی اور بلی وغیرہ کی۔ یہ جو بعض سیانے لوگ کہتے ہیں کہ میں نے بڈاوہ دیکھا ہے وہ حقیقت میں جن ہوتا ہے تو ابلیس لعین سراقہ ابن مالک کی شکل اختیار کر کے آیا اور اس کے ساتھ اور کافی شیاطین انسانوں کی شکل میں آئے کہنے لگا دیکھو مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میری وجہ سے پریشان ہو۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے تمہاری ہماری گھر کی لڑائیاں ہیں یہ ہوتی رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ اس وقت تم محمد (ﷺ) کے مقابلے میں جا رہے ہو وہ تمہارا ہمارا مشترکہ دشمن ہے میں بہت خوش ہوں میرے ساتھ مختلف برادریوں کے لوگ ہیں ہم سب تمہارے ساتھ لڑنے کیلئے جائیں گے۔ نعرے شروع ہو گئے سراقہ زندہ باد سراقہ زندہ باد مکے والے خوش ہوئے کہ خطرہ ٹل گیا ہے بلکہ وہ ہمارا معاون بن گیا ہے یہ جعلی سراقہ بدر تک ساتھ گیا اپنی فوج سمیت۔ تفسیر اور حدیث کی کتب میں آتا ہے ابوجہل قیادت کر رہا تھا اسکا ایک ہاتھ ابوجہل کے ہاتھ میں تھا اور ایک روایت میں آتا ہے اس کا ہاتھ ابوجہل کے بھائی حارث ابن ہشام کے ہاتھ میں تھا یہ ۸ھ میں مسلمان ہو گئے تھے۔ جس وقت بدر میں تین ہزار فرشتے نازل ہوئے تو جعلی سراقہ ابلیس لعین اور اس کے فوجیوں نے دیکھے تو ہاتھ چھڑا کر بھاگا اور کہنے لگا تم جانو اور تمہارا کام مجھے وہ مخلوق نظر آرہی ہے جو تمہیں نظر نہیں آرہی۔ ابلیس کو پتہ تھا کہ جبرائیل اور میکائیل میری بھی ٹھکائی کریں گے لہذا بھاگ گیا اس کا ذکر ہے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں ...... وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ اور جس وقت مزین کیا ان کیلئے شیطان نے ان کے اعمال کو کہ ان کو کہا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں وَقَالَ اور

کہنے لگا لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ نہیں غالب آئے گا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی۔خود تم ہی کافی ہو وَاِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ اور بیشک میں تمہارا مددگار رہوں فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ پس جب آمنے سامنے ہوئیں دو جماعتیں۔مومنوں کی اور کافروں کی بدر کے مقام پر نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ پھر گیا وہ ایڑیوں کے بل۔الٹے پاؤں بھاگا وَقَالَ اور کہنے لگا اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ بیشک میں بیزار ہوں تم سے اِنِّیْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ بیشک میں دیکھتا ہوں وہ مخلوق جو تم نہیں دیکھتے۔مجھے فرشتے نظر آرہے ہیں اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ اس کے فرشتے مجھے ماریں گے پٹائی کریں گے۔لوگوں نے بہت کہا او سراقہ! کہاں جا رہے ہو کہنے لگا اب وضو ٹوٹ گیا ہے ٹھہر نہیں سکتا۔لوگوں نے طعنے بھی دیئے بہت کچھ کہا لیکن اس نے کسی کی کوئی بات نہ سنی وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔آج میری پٹائی ہو جائے گی یہ کہہ کر شیطان بھاگ گیا۔شیطان شیطان ہے۔اللہ تعالیٰ اس کے پھندوں سے سب کو بچائے اور محفوظ رکھے۔

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۝

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ جب کہنے لگے منافق وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ دھوکے میں

ڈالا ہے ان کو ان کے دین نے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور جو بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ پر فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ پس بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے وَلَوْ تَرٰٓى اور اگر اے مخاطب! تو دیکھے اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ جس وقت جان نکالتے ہیں ان لوگوں کی جو کافر ہیں، فرشتے يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ مارتے ہیں ان کے مونہوں پر اور ان کی پشتوں پر وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ اور چکھو جلانے والا عذاب ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ یہ اس سبب سے جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اور بیشک اللہ تعالیٰ نہیں ہے ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ان لوگوں کی عادت ہے جیسے عادت تھی فرعونیوں کی وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ انکار کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے بدلے اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ بیشک اللہ تعالیٰ قوی ہے شَدِيْدُ الْعِقَابِ سخت سزا دینے والا ہے ذٰلِكَ یہ سزا اس لئے دیتا ہے بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بدلنے والا نِّعْمَةً نعمت کو اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ جو نعمت دی ہے اس نے کسی قوم کو حَتّٰى يُغَيِّرُوْا یہاں تک کہ وہ خود بدل دیں مَا بِاَنْفُسِهِمْ اس کو جو ان کے نفسوں میں ہے وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا ہے جاننے والا ہے كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ان کی عادت ہے جیسے فرعونیوں کی تھی

وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اوران لوگوں کی جوان سے پہلے تھے کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ جھٹلایا انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو فَاَهْلَكْنٰهُمْ پس ہم نے ان کو ہلاک کیا بِذُنُوْبِهِمْ ان کے گناہوں کے بدلے میں وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اور ہم نے غرق کیا فرعونیوں کو وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِیْنَ اور یہ سب کے سب ظلم کرنے والے تھے۔

غزوہ بدر کا ذکر چلا آرہا ہے۔مدینہ طیبہ میں یہودی بھی آباد تھے عیسائی اور مشرک بھی رہتے تھے یہودیوں میں سے بہت سے لوگ ظاہراً یعنی زبانی طور پر کلمہ پڑھ کر مسلمانوں میں شامل ہو گئے مگر دل سے اسلام کو قبول نہ کیا۔ یہ منافقین بھی موجود تھے مجاہدین کا لشکر جب بدر کیلئے روانہ ہوا تو مجاہدین کی یہ حالت تھی کہ کوئی ننگے پاؤں تھا کسی کے سر پر ٹوپی پگڑی نہیں تھی سخت گرمی کا زمانہ تھا اور عجب یہ کہ صرف آٹھ تلواریں ہیں حالانکہ اس وقت عرب کا عام دستور تھا کہ لوگ تلوار ہاتھ میں رکھتے تھے جیسے یہاں لوگ لاٹھی ہاتھ میں رکھتے ہیں مگر ناداری اور مفلسی کی وجہ سے تلواریں بھی نہیں تھیں آنحضرت ﷺ نے روانگی کے وقت دعا فرمائی۔ یہ بھوکے، ننگے، نہتے جب وہاں سے روانہ ہوئے تو یہودیوں، مشرکوں اور منافقوں نے آوازیں کسیں، طعنے دیئے کہ یہ مکہ فتح کرنے کیلئے جا رہے ہیں یہ بہادر ہیں ان کی گردنیں اتاریں گے اور ان کو گرفتار کر کے لائیں گے اور ان کا مال کھائیں گے۔ان کی طرف اشارہ کرتے اور عجیب عجیب قسم کے طعنے دیتے اور اتنی بات تو ظاہر تھی کہ ایک طرف ساری دنیائے عرب تھی اور دوسری طرف یہ تین سو تیرہ تھے بظاہر کوئی نسبت نہیں تھی۔

مشرکین کے طعنے کا جواب :

آج کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان کے طعنے کا جواب دیا ہے اور منافقین کی تردید فرمائی ہے۔فرمایا.....اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ جب کہنے لگے منافق وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے کفر شرک کی غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ دھوکے میں ڈالا ہے ان کو ان کے دین نے۔ یہ چند مٹھی بھر عرب کو فتح کرنے کیلئے جا رہے ہیں ،قریش مکہ پر غلبہ پانے کیلئے جا رہے ہیں ۔اللہ تعالیٰ نے اس کا بڑا مختصر سا جواب دیا وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور جو بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ پر فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ پس بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔جانے والوں کا رب تعالیٰ پر بھروسہ ہے جو کچھ میسر تھا وہ لے لیا ہے آگے رب تعالیٰ کا کام ہے نتیجہ اس کے ہاتھ میں ہے۔توکل کا معنیٰ ہے ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد نتیجہ رب تعالیٰ پر چھوڑ دینا۔اگر ظاہری اسباب اختیار نہ کئے جائیں تو اس کو تعطل کہتے ہیں یہ توکل نہیں ہے۔شاعر نے توکل کا مفہوم بیان کیا ہے کہ.....

؎ توکل کا یہ معنیٰ ہے کہ خنجر تیز رکھ اپنا

انجام اسکی تیزی کا مقدر کے حوالے کر

تو رب تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو دین نے دھوکے میں نہیں ڈالا بلکہ ان کا رب تعالیٰ کی ذات پر توکل ہے۔فرمایا آج تو یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ ٹھٹھہ کر رہے ہیں ،کرتے رہے گے وَلَوْ تَرٰۤى اور اگر اے مخاطب! تو دیکھے اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ جس وقت جان نکالتے ہیں ان لوگوں کی جو کافر ہیں ،فرشتے جس وقت جان قبض کرتے ہیں یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ مارتے ہیں ان کے مونہوں پر اور ان کی پشتوں پر۔

تفسیروں میں لکھا ہے مَقَامِعَ مِنْ حَدِیْدٍ کہ لوہے کے ہتھوڑوں سے مارتے ہیں مونہوں پر بھی اور پشتوں پر بھی۔ لیکن ساتھ کھڑے ہوئے ڈاکٹروں، حکیموں اور گھر کے افراد کو کوئی پتہ نہیں چلتا کہ مرنے والے کیساتھ کیا ہو رہا ہے۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے غیب میں رکھی ہیں ان کو اسی طرح ماننے کا نام ایمان بالغیب ہے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں دکھا دے تو پھر ایمان بالغیب تو نہ رہا۔ تو یاد رکھنا! جان نکالتے وقت فرشتے سوال جواب کرتے ہیں، گفتگو ہوتی ہے، مار پڑتی ہے یہ سب کچھ حق ہے اور کہتے ہیں وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ اور چکھو جلانے والا عذاب۔ قبر میں جانے کے بعد دوزخ جنت سامنے آجاتی ہے، حساب کتاب شروع ہو جاتا ہے لوگ قیامت کو دور سمجھتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ ''جو فوت ہوا تحقیق اس کی قیامت برپا ہوگئی۔'' فرمایا ذٰلِكَ یہ جو سزا تم کو ہو رہی ہے بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ یہ اس سبب سے جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے اعمال سے، جو تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ اور بیشک اللہ تعالیٰ نہیں ہے ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر ذرہ برابر بھی۔ بدلا تو تمہیں ملے گا کفر شرک کا اور حق کیساتھ ٹکرانے کا كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ان لوگوں کی عادت ہے جیسے عادت تھی فرعونیوں کی وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے۔ جیسے نمرود، قومِ صالح، قوم ثمود، قومِ نوح ان کی عادت بھی ایسے ہی تھی کہ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ انکار کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا۔ آیات سے مراد آسمانی کتابیں اور صحیفے بھی ہو سکتے ہیں اور معجزے بھی ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں کو بھی جھٹلایا اور معجزات کو جادو کہہ کر رد کر دیا حالانکہ خاص معجزات ان کے مطالبے پر ظاہر کئے گئے۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر آتا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ

کے پیغمبر ہیں تو جس چٹان پر ہم ہاتھ رکھیں وہ پھٹ جائے اور اس سے اونٹنی نکل آئے اور بعض تفسیروں میں ہے کہ اس کیساتھ ایک بچہ بھی ہو۔ فرمایا اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ یہ معجزات رب کے اختیار میں ہیں لیکن اگر اللہ تعالیٰ میری تائید کیلئے ظاہر کردے تو مان لو گے؟ کہنے لگے کیوں نہیں مانیں گے۔ وقت مقرر ہوا حِجر شہر والے سب مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، جوان بھنگڑا ڈالتے، ناچتے کودتے اور مذاق اڑاتے ہوئے جمع ہوئے کہ آج چٹان سے اونٹنی نکلنی ہے۔ انہوں نے جس چٹان پر ہاتھ رکھا اسی سے اونٹنی نکل آئی فرمایا ھٰذِہٖ نَاقَةُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَةً " یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔" لیکن ایمان کوئی بھی نہ لایا کہنے لگے جادو ہے اور انکار کردیا فَاَخَذَھُمُ اللّٰہُ بِذُنُوْبِھِمْ پس پکڑا ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے بدلے اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ بیشک اللہ تعالیٰ قوی ہے سخت سزا دینے والا ہے۔ یہ سزا کیوں دیتا ہے؟ ذٰلِکَ یہ اس لئے ہے بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بدلنے والا اِنْعْمَةً نعمت کو اَنْعَمَھَا عَلٰی قَوْمٍ جو نعمت دی ہے اس نے کسی قوم کو حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ یہاں تک کہ وہ خود بدل دیں اس کو جو ان کے نفسوں میں ہے۔ اسی کا ترجمہ علامہ اقبال مرحوم نے کیا ہے.....

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جس کو آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

انہوں نے رب تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی، جھٹلایا، پیغمبروں کا مقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہوئے وَاَنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا ہے جاننے والا ہے کَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ان کی عادت ہے جیسے فرعونیوں کی تھی اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے کہ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ جھٹلایا انہوں

نے اپنے رب کی آیتوں کو۔ فرعون کا دربار لگا ہوا تھا اور فرعون بہت اونچے تخت پر کرسی کے اوپر بیٹھا تھا تاج پہنے ہوئے دائیں بائیں اس کے وزیر مشیر اور عملے کے لوگ بیٹھے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے کہا اگر آپ سچے ہیں تو نشانی لاؤ۔ موسیٰ علیہ السلام نے جس وقت عصا ڈالا وہ اژدھا بن گیا اور فرعون کی طرف بڑھا فرعون بدحواس ہو کر نیچے گر پڑا اور کرسی اس کے اوپر۔ عجیب منظر تھا فرعون کے ڈر کے مارے وہاں سے کوئی باہر نہیں گیا کیونکہ فرعون بڑا ظالم جابر تھا کَانَ عَالِیًا مِّنَ الْمُسْرِفِیْنَ کہ اگر ہم باہر گئے تو بعد میں ہم سے پوچھے گا کہ مجھ پر سختی کا وقت آیا تھا تو بھاگ گئے تھے لیکن فرعون یہ سارا کچھ دیکھ کر کہنے لگا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ یہ کھلا جادو ہے۔ ہمیں بھی موقع دے ہم اس کا مقابلہ جادو کے ساتھ کریں گے۔ تو فرمایا کہ انہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو جھٹلایا فَاَھْلَکْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ پس ہم نے ان کو ہلاک کیا ان کے گناہوں کے بدلے میں وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ اور ہم نے غرق کیا فرعونیوں کو۔ فرعون، ہامان اور ان کا لشکر بحر قلزم میں غرق کر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام اور ان کے ساتھی بنی اسرائیل کیلئے خشک راستے بنا کر دریا عبور کرا دیا اور فرعونی جس وقت داخل ہوئے تو رب تعالیٰ نے پانی کو حکم دیا وہ چل پڑا یہ غرق ہو کر سیدھے جہنم رسید ہوئے فرعون کی لاش کے علاوہ کوئی لاش باہر نہیں نکلی اس کو اللہ تعالیٰ نے بطور نشانی کے باہر نکالا اور باقی رکھا کہ لوگ دیکھیں کہ یہ وہ تھا جو کہتا تھا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی "میں تمہارا رب الاعلیٰ ہوں۔" یہ اس کا حال ہے فرعون کی لاش مصر کے عجائب گھر میں محفوظ ہے وَکُلٌّ کَانُوْا ظٰلِمِیْنَ اور یہ سب کے سب ظلم کرنے والے تھے۔ رب تعالیٰ نے سب کو تباہ اور برباد کیا۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ۝ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا ؕ اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ بیشک بدترین جانور اللہ تعالیٰ کے نزدیک الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ پس وہ ایمان نہیں لاتے اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ وہ لوگ ہیں جن سے آپ نے معاہدہ کیا ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ پھر وہ توڑتے ہیں اپنے عہد کو فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ ہر مرتبہ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ اور وہ ڈرتے نہیں عہد شکنی سے فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ پس اگر آپ پائیں ان کو

لڑائی کے موقع پر فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ پس بھگا دیں ان کی وجہ سے ان کو جو ان کے پیچھے ہیں لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً اور اگر آپ خوف محسوس کریں کسی قوم سے خیانت کا فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ پس پھینک دیں ان کی طرف برابری پر اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا خیانت کرنے والوں کو وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور نہ خیال کریں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا سَبَقُوْا کہ وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئے ہیں اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ بیشک وہ عاجز نہیں کر سکتے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ اور تیار رکھو ان کیلئے مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ جو تم طاقت رکھتے ہو قوت وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ اور باندھے ہوئے گھوڑوں سے تُرْهِبُوْنَ بِهٖ ڈراؤ تم اس قوت کے ذریعے عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ اور دوسروں کو جو ان کے علاوہ ہیں لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ تم ان کو نہیں جانتے اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں يُوَفَّ اِلَيْكُمْ اس کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا تم کو وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

خاندانِ یہود کی عہد شکنی :

مدینہ طیبہ میں مختلف فرقے رہتے تھے۔ مگر اکثریت اور اقتدار یہودیوں کے پاس

تھا تجارت اور سیاست پر انہی کا کنٹرول تھا ان کے مقابلہ میں اوس اور خزرج مشرک قبیلے تھے مگر یہ بھی یہودیوں کے محکوم تھے اپنے بچے بچی کی شادی بھی اپنی مرضی سے نہیں کر سکتے تھے جب تک اپنے محلے کے یہودی رئیس سے اجازت نہیں لے لیتے تھے اور یہودیوں سے قرض لیکر کھاتے تھے۔ یہودیوں کے تین خاندان تھے بنوقینقاع، بنونضیر اور بنوقریضہ۔ بنوقریضہ نے کئی دفعہ آنحضرت ﷺ سے معاہدہ کیا کہ ہم آپ کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کریں گے اور کافروں کا ساتھ نہیں دیں گے آپ جانیں اور وہ جانیں ہم غیر جانب دار رہیں گے مگر وہ یہ معاہدہ ظاہری طور پر کرتے اور اندر اندر سے جڑیں کاٹتے تھے۔ انہی لوگوں کا اس مقام پر ذکر ہے۔ فرمایا اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِ عِنْدَ اللّٰهِ "دَوَابُ" جمع ہے دَابَةٌ کی اور دَابَةٌ کا معنٰی ہے زمین پر چلنے پھرنے والا جانور۔ اور جانور کا معنٰی ہے جان والا اور طاقتور کا معنٰی ہے طاقت والا، نامور کا معنٰی ہے نام والا شہرت والا، انسان بھی جانور ہے۔ معنٰی ہوگا بیشک بدترین جانور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وہ لوگ ہیں جو کافر ہیں۔ زمین پر نقل وحرکت کرتے چلتے پھرتے ہیں فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ پس وہ ایمان نہیں لاتے اَلَّذِيْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ وہ لوگ ہیں جن سے آپ نے معاہدہ کیا ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ پھر وہ توڑتے ہیں اپنے عہد کو ہر مرتبہ وَهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ اور وہ ڈرتے نہیں عہد شکنی سے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خطاب فرمایا ہے فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ پس اگر آپ پائیں ان کو لڑائی کے موقع پر فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ پس بھگا دیں ان کی وجہ سے ان کو جو ان کے پیچھے ہیں یعنی ان کو ایسی مار پلائیں کہ جس سے پچھلے بھی بھاگ جائیں۔ لڑائی کے موقع پر ان سے نرمی نہ کرو تا کہ نرمی سے یہ غلط فائدہ نہ اٹھائیں خوب سختی کرو لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں کہ لڑائی کا یہ مزا

ہے۔اگرنرمی کی جائے گی تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً اور اگر آپ خوف محسوس کریں کسی قوم سے خیانت کا معاہدہ میں کہ وہ معاہدے کی خلاف ورزی کریں گے فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ پس پھینک دیں ان کی طرف ان کے عہد کو برابری پر۔ان کو اطلاع بھیج دو کہ ہمارے تمہارے درمیان معاہدہ نہیں رہا یعنی معاہدے کی منسوخی کا اعلان کردیں۔خفیہ طریقے سے ان کے خلاف کاروائی نہ کرو۔

معاہدہ کی پاسداری :

رومیوں کیساتھ صلح ہوئی تھی اور معاہدہ طے پایا تھا کہ اتنی مدت تک ہم آپس میں نہیں لڑیں گے ابھی معاہدہ کی مدت کے کچھ دن باقی تھے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو سرحد کی طرف مارچ کرنے کا حکم دے دیا کہ جب وقت ختم ہوگا حملہ کردیں گے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خود لشکر کی کمان کر رہے تھے ابوداؤد شریف میں روایت ہے حضرت عمرو ابن عبسہ رضی اللہ عنہ چوتھے پانچویں نمبر کے صحابی ہیں یہ بر زون ترکی گھوڑے پر سوار دوڑتے ہوئے پیچھے گئے اور آواز دی اَللّٰه اَللّٰه وَفَاءٌ لَاغَدَرَ " اللہ تعالیٰ سے ڈرو، وعدہ پورا کرو، غداری نہ کرو۔" لوگوں نے پیچھے دیکھا فرمایا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کانوں سے سنا ہے کہ معاہدے کے وقت جو پوزیشن کسی فریق کی ہو معاہدے کے ختم ہونے تک اس پوزیشن کو بدل نہیں سکتا جہاں پہلے فوجیں تھیں معاہدے کے ختم ہونے تک وہیں رہیں گی۔تم نے مارچ کیوں کیا ہے؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فوجیوں کو حکم دیا کہ فوراً واپس چلے جاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر آنکھوں پر۔لہذا اگر تمہارا کسی قوم کیساتھ معاہدہ ہے تو ان کو باقاعدہ اطلاع دو کہ تم نے چونکہ خیانت کی ہے لہذا ہم نے معاہدہ ختم کردیا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا خیانت کرنے والوں کو۔اللہ تعالیٰ فرماتے

ہیں وَلَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اور نہ خیال کریں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا سَبَقُوۡا کہ وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔ اگر ان کو فوری سزا نہیں ملی تو وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ ہماری قدرت سے نکل گئے ہیں مہلت سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں اِنَّهُمۡ لَا یُعۡجِزُوۡنَ بیشک وہ عاجز نہیں کر سکتے رب تعالیٰ کو اپنے فیصلوں سے جو فیصلہ وہ کرے گا وہی ہو گا۔ آگے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے وَاَعِدُّوۡا لَهُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّةٍ اور تیار رکھو کافروں کیلئے جو تم طاقت رکھتے ہو قوت۔

جنگی تیاریاں :

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ دشمن کے خلاف مکمل جنگی تیاری کرو۔ مسلمانوں کو جس طرح نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم ہے اسی طرح ہتھیار رکھنے اور دشمن کے خلاف پوری تیاری کرنے کا حکم ہے اسلامی حکومت میں اسلحہ کا کوئی لائسنس نہیں ہے یہ سب انگریز کی سزا ہے۔ قرآن کریم کے کسی حکم پر عمل کرنے کیلئے لائسنس نہیں ہے ہاں اگر کوئی شرارتی ہے، ڈاکو ہے، دہشت گرد، فتنہ انگیز ہے تو اس کی نگرانی کرو جرم ثابت ہو جائے تو سزا دو اور اس پر پابندی لگا دو۔ اور جس سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے اس پر قطعاً کوئی پابندی نہیں ہے وَّمِنۡ رِّبَاطِ الۡخَیۡلِ اور باندھے ہوئے گھوڑوں سے۔ جہاد کے آلات میں سے ایک گھوڑا بھی ہے آج بھی باوجود اس ترقی کے پہاڑی علاقوں میں سامان پہنچانے اور مجاہدین کے آنے جانے کیلئے گھوڑا ضرورت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کی پیشانی کیساتھ قیامت کے دن تک خیر باندھی ہوئی ہے۔“ تو جنگی تیاری رکھنا، گھڑ سواری سیکھنا، ہتھیاروں کو چلانا، سیکھنا مسلمان کے فرائض میں داخل ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے تیراندازی سیکھی اور پھر بھول گیا وہ ہم

میں سے نہیں ہے۔''اس زمانے میں تیراندازی بڑا ہتھیار تھا آج کل دوسرے ہتھیار ہیں گاڑیاں ہیں ان کا سیکھنا، تیراکی سیکھنا وغیرہ مسلمان کے فرائض میں سے ہے اور یہ اسلام ہے تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ ڈراؤ تم اس قوت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ اور دوسروں کو جوان کے علاوہ ہیں لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ تم ان کو نہیں جانتے۔ چور ڈاکو ہیں کہ ان کو معلوم ہو کہ فلاں گھر میں اسلحہ ہے تو بہت کم ہمت کرتے ہیں اس گھر میں داخل ہونے کی اور نہتے گھروں پر بے باکی کیساتھ حملہ کرتے ہیں اور لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ حکومت کا فریضہ ہے کہ مسلمانوں کیلئے ہتھیاروں کی اجازت دیدے اور لائسنس کی پابندی ختم کردے۔ ہاں چوروں ڈاکوؤں پر پابندی لگائے مگر یہاں تو مصیبت یہ ہے کہ شرفاء پر پابندی ہے شریروں کو اجازت ہے۔ فرمایا تم ان کو نہیں جانتے اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ اسلحہ مال کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ اور جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں يُوَفَّ اِلَيْكُمْ اس کا پورا پورا بدلا دیا جائے گا تم کو۔ اگر کوئی شخص اپنے گھر کی حفاظت کیلئے بندوق، کلاشنکوف خریدتا ہے تو یہ جتنے پیسے خرچ کئے ہیں یہ فی سبیل اللہ کی مد میں ہیں ان کا اس کو اجر ملے گا۔ یقین جانو! ایمان اعتقاد درست ہو نماز روزے کا پابند ہو تو اس کا ہر کام عبادت ہے یہانتک کہ سونا بھی عبادت، جاگنا بھی عبادت ہے، کھانا پینا بھی عبادت ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ بیوی کے منہ میں جو لقمہ ڈالتے ہو اس پر تمہیں باقاعدہ صدقے کا ثواب ملے گا حالانکہ بیوی کا خرچہ تم پر فرض ہے۔ چھوٹے بہن بھائیوں، ماں باپ، مہمانوں کو کھلانے پر ثواب ہے۔ اور اگر بوجھ سمجھ کر اور ناک چڑھا کر کرو گے تو پھر

کچھ ثواب نہیں ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیّٰتِ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ کہ تم نیکی کرو اور بدلہ نہ ملے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرو اور بدلہ نہ ملے ایسا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے اللہ تعالیٰ کے خزانے بڑے وسیع ہیں تمہیں پورا پورا بدلا دیا جائے گا۔

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ اور اگر وہ کافر مائل ہوں صلح کیلئے فَاجْنَحْ لَهَا تو آپ بھی مائل ہو جائیں اس کیلئے وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ پر اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے وَاِنْ يُّرِيْدُوْٓا اور اگر وہ کافر ارادہ کریں اَنْ يَّخْدَعُوْكَ کہ آپ کو دھوکہ دیں فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ پس بیشک کافی ہے آپ کیلئے اللہ تعالیٰ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وہی ہے

جس نے آپ کی تائید کی اپنی مدد کیساتھ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ اور مومنوں کیساتھ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ اور الفت ڈال دی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں لَوْ اَنْفَقْتَ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اگر آپ خرچ کرتے جو کچھ زمین میں ہے سارا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ تو نہ الفت ڈال سکتے ان کے دلوں میں وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اور لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت ڈال دی ان کے درمیان اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی کریم ﷺ حَسْبُكَ اللّٰهُ کافی ہے آپ کیلئے اللہ تعالیٰ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ان کیلئے جنہوں نے پیروی کی آپ کی مومنوں میں سے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ اے نبی کریم ﷺ آپ ابھاریں ایمان والوں کو عَلَى الْقِتَالِ لڑائی پر اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ اگر ہوں گے تم میں سے عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ بیس صبر کرنے والے یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ غالب آئیں گے دو سو پر وَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ اور اگر ہوں گے تم میں ایک سو یَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا غالب آئیں گے ایک ہزار پر مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ان لوگوں میں سے جنہوں نے کفر کیا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بیشک وہ قوم ہے ایسی جو سمجھتی نہیں۔

دشمنوں سے صلح کی ضرورت :

اس سے قبل کافروں کے خلاف جہاد کی تیاری کا حکم تھا کہ اپنی طاقت کے مطابق اسلحہ اور سواریوں کا بندوبست کرو۔ بعض دفعہ دشمنوں سے صلح کی ضرورت بھی پیش آجاتی

ہے اس لئے اب صلح کا ضابطہ بیان فرماتے ہیں۔فرمایا...... وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ اور اگر وہ کافر مائل ہوں، آمادہ ہوں صلح کیلئے فَاجْنَحْ لَهَا تو آپ بھی مائل ہو جائیں صلح کیلئے۔

قرآنِ کریم کی یہ آیت کریمہ بتلا رہی ہے کہ صلح میں پہل تم نے نہیں کرنی کافر پہل کریں تو صلح کرلو کیونکہ اگر تم صلح کی پیشکش کرو گے تو اس میں تمہاری کمزوری کا احساس ہوگا۔کافر یہ سمجھیں گے کہ کمزور ہیں اس لئے صلح کا پیغام دے رہے ہیں حالانکہ مسلمان کو کسی بھی مقام پر کمزوری نہیں دکھانی چاہئے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ جہاد کے میدان میں کوئی مجاہد اکڑ کر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتے ہیں چاہے وہ جسمانی طور پر کمزور ہی کیوں نہ ہو تاکہ کافروں کو احساس ہو کہ یہ بڑا پہلوان ہے۔صحابہ کرام ﷺ طواف کے دوران مسجد حرام کا ادب کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے تھے اس وقت مسجد اتنی وسیع نہیں تھی لوگ اطراف میں اونچی جگہ بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔کہنے لگے وَهَنُوْا حُمّٰی یَثْرَب ان کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔کہ یہ چلنے سے بھی رہ گئے ہیں ان کے اس طعن پر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ طواف کرتے ہوئے اکڑ کر چلو جس کو رمل کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کو ان کا دشمنوں کے سامنے اکڑ کر چلنا اتنا پسند آیا کہ پہلے تین چکروں میں اکڑ کر چلنا ضروری فرما دیا۔یہ حکم مردوں کیلئے ہے۔بہر حال کسی بھی مقام پر کافروں کے سامنے کمزوری کا اظہار نہیں ہونا چاہئے۔

حیرت انگیز واقعہ :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرو ابن العاص کی کمان میں ایک لشکر روانہ فرمایا اور مجاہدین کو حکم دیا کہ اپنے کمانڈر کی بات ماننا۔انہوں نے پہنچ کر پڑاؤ ڈالا سخت سردی کا موسم تھا ان بیچاروں نے لکڑیاں اکٹھی کیں کہ جلا کر سینکتے ہیں

حضرت ابن العاص رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو فرمایا خبردار! اگر کسی نے آگ جلائی تو میں اس کو تیر مار کر خود ختم کر دونگا اور وجہ نہ بتلائی۔ کمانڈر کا حکم تھا آگ نہ جلائی ساری رات سردی میں گذاری اور سردی کیوجہ سے دانت بجتے رہے صبح ہوئی تو دشمن دو پہاڑوں کے درمیان درے سے تیزی کیساتھ بھاگا مجاہدین ان کے پیچھے بھاگنے لگے۔ حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے منع فرمادیا اور ایک لکیر کھینچ کر فرمایا کہ جو مجاہد اس لکیر کو عبور کرے گا میں اس کو تیر مار دونگا مجاہدین واپس آگئے اور ان کو یہ بات بھی سمجھ نہ آئی کہ ہمیں بھاگتے دشمن کا تعاقب کیوں نہیں کرنے دیا خیر جب واپس آئے تو مجاہدین نے دونوں باتوں کی شکایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی کہ حضرت ہمارے کمانڈر نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے کہ سردی کی رات میں آگ نہیں جلانے دی اور دن کو ہم دشمن پر غلبہ پا چکے تھے اس کا تعاقب نہیں کرنے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرو ابن العاص بڑا سمجھدار آدمی ہے اس کی بات میں ضرور کوئی حکمت ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو ابن العاص فاتح مصر کو بلایا اور فرمایا کہ تیرے مجاہد تیرا شکوہ کر رہے ہیں انہوں نے کہا حضرت بات یہ ہے کہ میدان بڑا وسیع اور کھلا تھا اور دشمن بالکل ہمارے قریب اور تعداد میں ہم سے کئی گنا زیادہ تھا اگر ہمارے ساتھی آگ جلاتے تو ان کو ہماری تعداد کا پتہ چل جاتا کیونکہ رات کی تاریکی کے علاوہ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں تھی اس لئے میں نے ان کو منع کیا کہ آگ نہ جلاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بڑی دانائی سے کام لیا۔ حضرت دوسری بات یہ تھی کہ دن کو وہ ہمارے آگے بڑی تیزی سے درے کی طرف بھاگے حالانکہ دشمن اتنی تیزی سے نہیں بھاگتا کچھ نہ کچھ ہاتھ پاؤں تو مارتا ہے تو جب وہ بھاگے تو ہمارے ساتھی خوش ہو کر ان کے پیچھے بھاگے کہ ہم ان کو قابو کرلیں حالانکہ ان کی سکیم تھی کہ جب ہم ان کے تعاقب

میں درہ عبور کرلیں تو ان کے دوسرے ساتھی درے پر آجائیں اور بھاگنے والے رک کر ہم پر حملہ آور ہوں اور پیچھے والے بھی ہم پر حملہ کردیں اور ہم درمیان میں قابو آجائیں اس لئے میں نے ان کو ان کے پیچھے نہیں جانے دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے جزاءِ خیر عطا فرمائے کہ تو نے اپنے ساتھیوں کو ضائع نہیں ہونے دیا۔ تو مسلمان کو کسی بھی مقام پر اپنی کمزوری کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔ اور صلح کا ضابطہ قرآنِ کریم نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر کافر صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کی طرف مائل ہو جاؤ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اور بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ پر اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بیشک وہی سننے والا جاننے والا ہے وَاِنْ یُّرِیْدُوْآ اور اگر وہ کافر ارادہ کریں اَنْ یَّخْدَعُوْکَ کہ آپ کو دھوکہ دیں صلح کے ذریعے کہ شاعر کہتا ہے......

؎ صلح کیا ہے مہلتِ سامانِ جنگ

کہ وہ صلح اس لئے کرتے ہیں کہ اپنی تیاری کرلیں تو یاد رکھو فَاِنَّ حَسْبَکَ اللّٰہُ تو بیشک کافی ہے آپ کیلئے اللہ تعالیٰ ھُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وہی ہے جس نے آپ کی تائید کی اپنی مدد کے ساتھ بدر اور دیگر مقامات پر وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ اور مومنوں کیساتھ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ اور الفت ڈال دی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں میں لَوْ اَنْفَقْتَ مَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اگر آپ خرچ کرتے جو کچھ زمین میں ہے سارا یعنی زمین کے سارے خزانے خرچ کرتے مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ تو نہ الفت ڈال سکتے ان کے دلوں میں وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَھُمْ اور لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت ڈال دی ان کے دلوں میں۔

اوس وخزرج کی لڑائیاں :

مدینہ طیبہ میں اوس اور خزرج قبیلے صدیوں سے ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے

معمولی معمولی باتوں پر جنگ چھڑ جاتی تھی اور کئی کئی سال تک لڑتے رہتے تھے۔ایک لڑائی ان کی جس کو ''حرب بُعَاث'' کہتے ہیں ایک سو بیس سال تک رہی ،ایک لڑائی تھی ''داخل'' جو ترانوے (۹۳) سال تک رہی ،ایک تھی ''حرب بَسُوس'' تریسٹھ سال رہی۔ قریب قریب گھر تھے گھر سے نکلتے ایک دوسرے کو گھور کر دیکھتے اور جنگ شروع ہو جاتی ان کا آپس میں اتفاق ممکن نہیں تھا جیسے آج کل امریکہ،فرانس اور برطانیہ نے مسلمان ممالک کے درمیان نفرت ڈالی ہوئی ہے۔شام،مصر،لبنان،اردن،سعودیہ،کویت یہ کافروں کے ساتھ مل سکتے ہیں آپس میں نہیں مل سکتے ایسا ذہن بنا دیا گیا ہے۔یہی حال اوس وخزرج کا تھا اسلام آیا تو یہ لوگ اکٹھے بیٹھ کر نمازیں پڑھتے ،کھاتے پیتے ،اٹھتے بیٹھتے یہودی عیسائی حیران ہوتے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کی جان کے دشمن تھے آج بھائی بھائی بن گئے ہیں آپس میں رشتے نہیں کرتے تھے آج رشتے بھی کر رہے ہیں آپس میں شیر وشکر ہو گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے دلوں میں یہ محبت اور الفت میں نے ڈالی ہے۔آپؐ ساری زمین کے خزانے بھی خرچ کر ڈالتے تو ان کے دلوں میں محبت نہیں ڈال سکتے تھے اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ اے نبی کریم ﷺ کافی ہے آپ کیلئے اللہ تعالیٰ وَ مَنِ اور ان کیلئے بھی اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ جنہوں نے پیروی کی آپ کی مومنوں میں سے۔حقیقی مددگار تو رب تعالیٰ ہے اور عالمِ اسباب میں ظاہری طور پر مدد کرنے والے مومن ہیں۔اس لئے کافروں کی خیانت اور بددیانتی سے نہ گھبرائیں البتہ اپنے ساتھیوں کو جنگ کیلئے تیار رکھیں۔

قتال پہ ابھارنا :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی کریم ﷺ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى

الْقِتَالِ آپ ابھاریں، آمادہ کریں، رغبت دیں ایمان والوں کو جہاد پر۔ کیونکہ جب تک جہاد نہیں ہوگا اس وقت تک یہ کافر تمہارے قابو نہیں آئیں گے جہاد ہی ایک ایسی چیز ہے جس کا کافروں پر رعب ہے۔ اس وقت امریکہ سمیت پوری دنیا کے کافر طالبان سے خوف زدہ ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کہ مسلمان موت سے نہیں ڈرتے بلکہ موت کو اپنی حقیقی زندگی سمجھتے ہیں اور ان کو بدنام کرنے کیلئے کبھی کوئی اور کبھی کوئی شوشہ چھوڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ اگر ہوں گے تم میں سے بیس صبر کرنے والے يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ غالب آئیں گے دوسو پر یعنی ایک اور دس کی نسبت ہے۔ ایک مسلمان دس کافروں پر غالب آئے گا رب تعالیٰ کے حکم سے وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ اور اگر ہوں گے تم میں سو يَّغْلِبُوْآ اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا غالب آئیں گے ایک ہزار پر ان لوگوں میں سے جنہوں نے کفر کیا گویا یہاں بھی نسبت ایک اور دس کی ہے۔ یہ حکم پہلے تھا بعد میں تخفیف ہوگئی جس کا ذکر اگلی آیت میں آرہا ہے۔ تو حکم تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کا مقابلہ کرے مسلمان تھوڑے تھے اور صحیح معنیٰ میں مسلمان تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق دی تھی۔

ایمانی قوت :

تاریخ میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں ایک ایک مسلمان نے ہزار ہزار کافر کا مقابلہ کیا ہے چنانچہ جنگ قادسیہ میں صرف ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار کافروں کا مقابلہ کیا اور ان کو شکست دی۔ دس مسلمان شہید ہوئے اور کافروں کی دس ہزار لاشیں میدان میں پڑی تھیں باقی سب بھاگ گئے۔ حدیقۃ الموت کے مقام پر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی کمان میں حضرت دجانہ رضی اللہ عنہ نے تن تنہا چالیس ہزار کا مقابلہ کیا۔ ایمان کی قوت

بہت بڑی قوت ہے کاش کہ ہمیں یہ قوت سمجھ آ جائے کیونکہ ایمان کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اور جس کا رب تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہو گیا تو رب تعالیٰ کتنا قوی ہے؟ دیکھو لائٹ چل رہی ہے اس لئے کہ اس کا کنکشن ٹرانسفارم کے ساتھ ہے اگر کنکشن ختم ہو جائے تو یہ بھی بند ہو جائے گی۔ رب تعالیٰ کے ساتھ تعلق قوی ہو جائے تو سب کچھ ہو جائے گا۔ تو فرمایا کہ تم میں سے ایک سو ہوں تو ایک ہزار پر غالب آئیں گے بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بیشک وہ قوم ہے ایسی جو سمجھتی نہیں ہے۔ وہ اپنی ناک کی خاطر لڑیں گے ملک وقوم اور رقم کی خاطر لڑیں گے اور تمہاری لڑائی رب تعالیٰ کی رضا کیلئے ہے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ بچ گئے تو غازی اور اگر مر گئے تو شہید اور جنت کے وارث ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس وقت شہید کا خون زمین پر گرتا ہے اسی وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیج دیتے ہیں کہ اس کو تم فوراً جنت میں لے جاؤ۔ آگے مزید حکم آئے گا۔

اَلْـئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ط فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ج وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ o مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ ط تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ق صلے وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ o لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ o فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا صلے ز وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ o

اَلْـئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ اب تخفیف کردی اللہ تعالیٰ نے تم سے وَعَلِمَ اور وہ جانتا ہے اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا بیشک تمہارے اندر کمزوری ہے فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ پس اگر ہوں گے تم میں سے مِائَةٌ صَابِرَةٌ ایک سو صبر کرنے والے يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ غالب آئیں گے دوسو پر وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ اور اگر ہوں گے تم میں سے ایک ہزار يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ غالب آئیں گے دو ہزار پر اللہ تعالیٰ کے حکم کیساتھ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے مَا كَانَ لِنَبِيٍّ نہیں لائق نبی ﷺ کیلئے اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى یہ کہ ہوں

ان کے پاس قیدی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ یہانتک کہ وہ ان کا خون بہادیتا زمین میں تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا تم ارادہ کرتے ہو دنیا کے سامان کا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ اور اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے آخرت کا وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ اگر نہ ہوتا لکھا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے سَبَقَ جو پہلے سے طے ہے لَمَسَّکُمْ البتہ پہنچتا تم کو فِیْمَآ اَخَذْتُمْ اس چیز کی وجہ سے جو تم نے لی ہے عَذَابٌ عَظِیْمٌ عذاب بڑا فَکُلُوْا پس کھاؤ تم مِمَّا غَنِمْتُمْ اس میں سے جو تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے حَلٰلًا طَیِّبًا حلال پاکیزہ وَّاتَّقُوا اللّٰہَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

کافروں کیساتھ جہاد کا ذکر چلا آرہا ہے۔ اس سے پہلے یہ حکم تھا کہ ایک مسلمان دس کافروں کا مقابلہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انہوں نے کر کے دکھایا کیونکہ ان کے ایمان قوی تھے اگرچہ تعداد میں تھوڑے تھے۔ یہ حکم کئی سال تک رہا۔

ایک اور دو کی نسبت :

اس کے بعد یہ حکم نازل ہوا اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ اب تخفیف کردی اللہ تعالیٰ نے تم سے وَعَلِمَ اَنَّ فِیْکُمْ ضَعْفًا اور رب تعالیٰ جانتا ہے کہ بیشک تمہارے اندر کمزوری ہے۔ وہ پہلی سی قوت تمہارے اندر نہیں ہے فَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَۃٌ صَابِرَۃٌ پس اگر ہوں گے تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ غالب آئیں گے دو سو پر وَاِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ اَلْفٌ اور اگر ہوں گے تم میں سے ایک ہزار یَّغْلِبُوْٓا اَلْفَیْنِ غالب آئیں گے

دو ہزار پر۔ پہلے تھی ایک اور دس کی نسبت اور اب ہوگئی ایک اور دو کی نسبت۔ یہ حکم اب تک باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا۔ اور اسی سورۃ میں یہ حکم تفصیل کیساتھ تم سن چکے ہو کہ اگر کافر مسلمانوں سے دو گنا ہوں اور مسلمان کافروں کی طرف پیٹھ پھیریں تو کبیرہ گناہوں میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے۔ جس کو تَوَلِّیْ یَوْمَ الزّحف کہتے ہیں۔ اور اگر کافر دو گنا سے زیادہ ہوں تو پھر پشت پھیرنا گناہ نہیں لیکن اگر ڈٹ کر مقابلہ کرے تو عزیمت اور بہادری ہے۔ اور ایسے نظائر موجود ہیں کہ تھوڑے سے مسلمانوں نے اپنے سے کئی گنا زیادہ کے ساتھ مقابلہ کیا۔ پہلے گذر چکا ہے کہ قادسیہ میں ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار کا مقابلہ کیا اور فتح پائی۔ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے جنہوں نے پاکستان بننے کے بعد مغربی پاکستان میں جھنڈا لہرایا تھا اور مشرقی پاکستان میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے جھنڈا لہرایا تھا۔ یہ دونوں حضرات مولانا اشرف علی تھانویؒ کے معتقدین میں سے تھے۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے سورۃ آلعمران سے لیکر آخر تک حضرت شیخ الہندؒ کے ترجمہ پر حاشیہ لکھا ہے جسے تفسیر عثمانی کہا جاتا ہے اس وقت یہ اردو کی تفسیروں میں بڑی جامع مانع تفسیر ہے اور تفصیلی تفسیروں میں ''معارف القرآن'' مفتی محمد شفیعؒ کی تفسیر جو آٹھ جلدوں میں ہے، بہت عمدہ تفسیر ہے۔ تو اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مولانا عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ موتہ کے مقام پر تین ہزار نے دو لاکھ کا مقابلہ کیا وہ اس طرح کہ ہجرت کے آٹھویں سال جمادی الاولی کے مہینے میں آنحضرت ﷺ نے تین جرنیل منتخب فرمائے حضرت زید ابن حارثہ، حضرت جعفر ابن ابی طالب، حضرت عبداللہ ابن رواحہ رضی اللہ عنہم ان کی قیادت میں تین ہزار فوج روانہ فرمائی کیونکہ اس وقت معلومات کے مطابق کافروں کی فوج سات آٹھ ہزار تھی مگر وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ کافروں کی فوج دو لاکھ ہے۔ اور حدیقۃ الموت کے مقام پر

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے تن تنہا چالیس ہزار کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کی تاریخ بڑی سنہری تاریخ ہے۔ فرمایا ایک ہزار ہوں تو دو ہزار پر غالب آئیں گے بِاِذْنِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے حکم کیساتھ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ۔ جس دور میں بھی مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کیا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نصرت پائی۔

۱۹۶۵ء میں چونڈہ کے محاذ پر کیپٹن ایس اے زبیری کے پاس صرف ایک سو جوان اور تین ٹینک تھے اور مقابلے میں تین ہزار فوج اور ہزاروں ٹینک تھے۔ ایک سو جوانوں نے تین ہزار کا مقابلہ کیا، ان کے ٹینک اڑائے، جانیں دیدیں مگر الحمد للہ اسلام اور ملک پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ دنیا کی تاریخ میں پہلے نمبر پر ٹینکوں کی لڑائی ہٹلر کے زمانے میں عالمین کے مقام پر ہوئی اور دوسرے نمبر پر چونڈہ کے مقام پر ہوئی۔ جب گولے چلتے تھے ہماری الماریاں کھٹکتی تھیں اور رات کے وقت شعلے نظر آتے تھے اور اب اس وقت بھی مقبوضہ کشمیر میں انڈیا کی سات لاکھ فوج کا مقابلہ چند ہزار مجاہدین کر رہے ہیں۔ سات لاکھ فوج ان کو شکست نہیں دے سکی مجاہدین ہی ان کو مارتے ہیں مگر مسلمانوں کی بدبختی یہ ہے کہ آپس میں بٹے ہوئے ہیں، علیحدہ علیحدہ جماعتیں بنی ہوئیں ہیں حالانکہ اتفاق اور اتحاد میں بڑی برکت ہے۔

بدر کے قیدیوں کے بارے میں مشاورت :

آگے اللہ تعالیٰ ایک اور بات بیان فرماتے ہیں۔ وہ یہ کہ بدر کے مقام پر ستر کافر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے، گرفتار ہونے والوں میں آنحضرت ﷺ کے چچا جان حضرت عباس اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبد الرحمن اور آنحضرت ﷺ کے داماد ابو العاص، مقسم بن ربیع اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی زید ابن خطاب شامل تھے۔

آنحضرت ﷺ نے ان قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب کیا کہ ان کے ساتھ کیا کرنا چاہئے؟ تین سو تیرہ میں سے چودہ صحابہ کرام ؓ تو شہید ہو گئے تھے باقی آنحضرت ﷺ کے علاوہ دو سو اٹھانوے (۲۹۸) تھے۔ حضرت عمر ؓ نے عرض کیا کہ پہلے میری رائے سنیں بعد میں دوسرے حضرات کی رائے سنیئے گا۔ آپ ؐ نے فرمایا تیری کیا رائے ہے؟ کہنے لگے حضرت یہ اسلام کے خلاف، قرآن کے خلاف اور آپ ﷺ کے خلاف لڑنے کیلئے آئے ہیں ان کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہئے اور قتل بھی اس طرح کرنا چاہئے کہ ہر آدمی اپنے عزیز کو قتل کرے۔ میرے بھائی کو میرے حوالے کرو اس کو میں ماروں گا، آپ ﷺ اپنے چچا کو ماریں، ابوبکر کو کہیں کہ وہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کا گلا کاٹیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور کوئی رائے دے۔ حضرت سعد ابن معاذ ؓ انصاری کہنے لگے حضرت میری رائے بھی وہی ہے جو حضرت عمر کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی اور رائے دینے والا ہے؟ حضرت ابوبکر ؓ خاموش تھے آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر تم بھی اپنی رائے دو۔ عرض کیا حضرت! عمرؓ کی رائے بھی غلط نہیں ہے کیونکہ کلمے اور اسلام کے خلاف لڑنے آئے ہیں۔ لیکن حضرت یہ قیدی ہیں اگر ہم ان کو قتل کر دیں گے تو کافر کہیں گے یہ اتنے مغلوب الغضب ہیں کہ قیدیوں کو بھی نہیں چھوڑا اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کو قتل کرنے کے بعد کفر کے جذبات اور بھڑکیں گے اور مقابلے کیلئے زیادہ تیار ہوں گے حضرت عمر ؓ نے کہا کہ تم پر بیٹے کی محبت غالب آگئی ہے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے کہا لَا وَاللّٰہِ خدا کی قسم بیٹا کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ ہمارے پاس قیدی ہیں زنجیروں اور ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے ہیں ان کو قتل کرو گے تو بدنامی ہوگی کہ یہ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن ہیں کہ قیدیوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ حضرت سعد ابن معاذ ؓ علاوہ سب نے ووٹ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو دیا۔

فیصلہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق ہوا اور ہر قیدی سے چار چار سو درہم چاندی کے لیکر رہا کر دیا گیا اور جن کے پاس درہم نہیں تھے ان کو کہا گیا کہ تم ہمارے دو دو، تین تین ساتھیوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دو۔ بڑے ذہین لوگ تھے چند دنوں میں لکھنا پڑھنا سیکھ گئے اور ان کو بھی رہا کر دیا گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو آپ ؐ نے فرمایا کہ چچا جان اپنا فدیہ بھی دیں اور عقیل کا بھی کہ آپ کا بھتیجا ہے کہنے لگے میرے پاس تو رقم نہیں ہے۔ فرمایا اس وقت آپ کے پاس نہیں ہے مگر گھر کے فلاں کونے میں تو رکھی ہے کیوں کہتے ہو؟ نہیں ہے! چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنا فدیہ بھی دیا اور عقیل کا بھی دیا۔ اور علم جس سے بھی ملے حاصل کرو۔ یہودی زیادہ تر عربی بولتے تھے اور عبرانی زبان بھی جانتے اور بولتے تھے۔ جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خط بھیجتے تو عبرانی زبان میں لکھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبرانی زبان نہیں جانتے تھے مجبوراً کسی مترجم کو بلا کر ان کا خط پڑھایا جاتا تھا اور اس کا جواب عبرانی زبان میں لکھوایا جاتا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا (جو کہ انصار مدینہ میں سے تھے) کہ عبرانی زبان لکھنا اور بولنا سیکھو۔ جب ان کا خط آئے تو پڑھ کر سنایا کرو اور جواب بھی لکھا کرو۔ پڑھے لکھے آدمی تھے صرف توجہ کی ضرورت تھی چنانچہ انہوں نے صرف پندرہ دنوں میں عبرانی زبان میں بولنا اور لکھنا سیکھ لیا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَا کَانَ لِنَبِیٍّ نہیں لائق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰی. " اسریٰ" اَسِیْرٌ کی جمع ہے۔ اَسِیر کا معنیٰ ہے قیدی، تو معنیٰ ہوگا، یہ کہ ہوں ان کے پاس قیدی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ یہانتک کہ وہ ان کا خون بہا دیتا زمین میں۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اللہ تعالیٰ کو پسند آئی تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا تم ارادہ کرتے ہو دنیا کے سامان کا۔ یہ چار سو درہم تمہیں

پسند آگئے وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آخرت کا ارادہ کرتا ہے وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ اگر نہ ہوتا لکھا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پہلے سے طے ہے لَمَسَّکُمْ فِیْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ البتہ پہنچتا تم کو اس چیز کی وجہ سے جو تم نے لی ہے عذاب بڑا۔ لیکن پہلے سے لکھا ہوا تھا کہ ایسا فیصلہ کریں گے بس وہ برقرار ہے کہ آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں عذاب نہیں آئے گا۔

اور اگر مجتہد سے اجتہادی غلطی ہو تو مجتہد پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور بدریوں سے اگر کوئی گناہ ہو جائے تو رب تعالیٰ معاف کر دیگا اور ان قیدیوں میں سے کچھ مسلمان ہونے والے بھی تھے اگر یہاں قتل کر دیئے جاتے تو وہ مسلمان کس طرح ہوتے، یہ سب حکمتیں اس میں آگئیں فَکُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ پس کھاؤ تم اس میں سے جو تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے حَلٰلًا طَیِّبًا حلال پاکیزہ۔ یعنی کھانے کی دو شرطیں ہیں حلال اور طیب۔

حلال کا مطلب یہ ہے کہ شریعت نے اس کو حلال کیا ہے جیسے گندم، جو، گائے، بکری، مرغی وغیرہ یہ سب چیزیں حلال ہیں اور طیب کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی کا حق مُتَعَلِّقْ نہ ہو۔ مثلاً گندم حلال ہے لیکن کسی سے چھینی ہوئی نہ ہو اگر کسی سے چھینی ہوئی ہے تو طیب نہیں ہے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ مرغی حلال ہے لیکن اگر کسی کی چوری کی ہوئی ہے یا چھینی ہوئی ہے تو طیب نہیں ہے اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق بھی پورا پورا ہو اور بندے کا حق بھی پورا پورا ہو اس میں کسی کے حق کی ملاوٹ نہ ہو تو حلال اور طیب ہے۔ امت کیلئے بھی یہی حکم ہے اور رسولوں کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ '' اے رسولو!

پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ۔'' وَاتَّقُوا اللّٰہَ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی ﷺ قُلْ کہہ دیں لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ان کو جو تمہارے ہاتھ میں قیدی ہیں اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا اگر جان لیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں بہتری کو يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا دیگا تم کو بہتر مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ اس سے جو تم سے لیا گیا ہے وَ يَغْفِرْ لَكُمْ اور تمہیں بخش دیگا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے وَاِنْ يُّرِيْدُوْا

خِیَانَتَکَ اور اگر وہ ارادہ کریں تمہارے ساتھ خیانت کرنے کا فَقَدْ خَانُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ تو تحقیق انہوں نے خیانت کی ہے اللہ تعالیٰ سے پہلے بھی فَاَمْکَنَ مِنْھُمْ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر قدرت دی ہے تم کو وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے وَھَاجَرُوْا اور جنہوں نے ہجرت کی وَجٰھَدُوْا اور جہاد کیا انہوں نے بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْآ اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے گھروں میں ٹھکانا دیا اور مدد کی اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یہی لوگ ہیں جو بعض ان کے وارث ہیں بعض کے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَلَمْ یُھَاجِرُوْا اور انہوں نے ہجرت نہیں کی مَا لَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ نہیں ہے تمہارے لئے ان کی وراثت میں سے کچھ بھی حَتّٰی یُھَاجِرُوْا یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ اور اگر وہ مدد طلب کریں تم سے دین کے بارے میں فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ پس تم پر ضروری ہے ان کی مدد کرنا اِلَّا عَلٰی قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ مگر اس قوم کے مقابلے میں کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ ہو وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ اور اللہ تعالیٰ جو عمل تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔

پچھلے سبق میں یہ بات بیان ہوئی تھی کہ بدر کے مقام پر ستر کافر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے۔ گرفتار شدگان کے متعلق آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ

ان کے بارے میں کیا کرنا چاہئے؟ اور قرآن کریم کا حکم بھی ہے کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ''جن چیزوں کے بارے میں شریعت کا صریح حکم نازل نہیں ہوا ان کے متعلق آپس میں مشورہ کرلو۔'' یعنی مشورہ بھی شریعت کا ایک حکم ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت سعد ابن معاذؓ کی رائے تھی کہ ان سب کو قتل کر دینا چاہئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ اور باقی تمام حضرات ﷺ کی رائے تھی کہ ان سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے اور اسی رائے پر عمل کیا گیا اور فی کس سے چار سو درھم چاندی فدیہ لیا گیا، ایک درھم ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے۔ اور جن کے پاس درھم نہیں تھے ان سے کہا گیا کہ تم دو دو، تین تین آدمیوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دو۔ انہیں قیدیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں يَآيُّهَا النَّبِيُّ اے نبی ﷺ قُلْ کہہ دیں لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى ان کو جو تمہارے ہاتھ میں قیدی ہیں جنگ بدر کے اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا اگر جان لیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں بہتری کو کہ تم کفر چھوڑ کر ایمان لائے اور آنحضرت ﷺ کی مخالفت چھوڑ کر آپ کا ساتھ دیا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ دیگا تم کو بہتر اس سے جو تم سے لیا گیا ہے فی کس چار سو درھم۔ تم ایمان لاؤ گے، نیکی کرتے رہو گے اللہ تعالیٰ اس سے کئی گناہ بہتر عطا فرمائیں گے وَ يَغْفِرْ لَكُمْ اور تمہیں بخش دیگا۔ کفر شرک جواب تک کیا ہے اور حق کا جو مقابلہ کرتے رہے وہ بھی معاف کر دے گا۔ اسلام لانے کے بعد یہ سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وعدہ پورا کرنا :

۸ھ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت علاء بن حضرمی ؓ کی قیادت میں چار ہزار کا لشکر بحرین کیلئے روانہ فرمایا۔ بحرین کا علاقہ فتح ہوا وہاں کپڑوں اور اجناس کے علاوہ ایک لاکھ درھم نقد وصول ہوا۔ فجر کے وقت مسجد میں درھموں کا ڈھیر لگا ہوا تھا انصارِ مدینہ نے

بھی سنا کہ بحرین سے کافی رقم آئی ہے ہمیں بھی ملے گی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب آپ کے سامنے بیٹھ گئے نماز کے بعد جو دین کی باتیں ہوتی تھیں ان سے فارغ ہوئے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو بدر کے قیدیوں میں سے تھے اور اپنا فدیہ بھی دیا تھا اور اپنے بھتیجے عقیل کا بھی، کہنے لگے رب تعالیٰ کا فرمان ہے یُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ أُخِذَ مِنكُمْ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے بہتر دیگا جو تم سے لیا گیا ہے حضرت آج وہ موقع ہے مجھے دیدیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بڑے قد آور اور موٹے آدمی تھے ان پر ایک بڑا مضبوط کمبل تھا آپ ﷺ نے فرمایا چچا جان جتنا اٹھا سکتے ہو اٹھا لو۔ کمبل بچھایا اس میں اتنے درھم ڈالے کہ خود اٹھا نہ سکے کہنے لگے حضرت میرے کندھے پر رکھوا دیں۔ فرمایا چچا جان اس طرح نہیں کرنا۔ کہنے لگے ساتھیوں میں سے کسی کو کہہ دیں میرا ہاتھ بٹائے فرمایا یہ بھی نہیں ہوگا خود جتنا اٹھا سکتے ہو اٹھا لو ان میں سے۔ انہوں نے کچھ کم کیے پھر بھی نہ اٹھا سکے عرض کیا حضرت! اب تو ہاتھ بٹا دیں فرمایا نہیں! انہوں نے اور کم کیے جب اٹھا کر چل پڑے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا چچا جان کی حرص دیکھو کتنی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ جو وعدہ فرماتے ہیں پورا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہجرت کے موقع پر سراقہ ابن مالک (جو بڑا پہلوان قسم کا آدمی تھا) نے سنا کہ مکہ والوں نے دار الندوہ میں اعلان کیا ہے کہ ان کو جو زندہ پکڑ کر لائے یا دونوں کے سر کاٹ کر لائے دو سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ جب آپ ﷺ غارِ ثور سے آگے ہجرت کیلئے روانہ ہوئے تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام عامر ابن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن اُریقط جو بعد میں رضی اللہ عنہ ساتھ ملے تھے۔ سراقہ ابن مالک نے انعام کے لالچ میں پیچھا کیا جس وقت آپ ﷺ کے قریب آیا تو گھوڑا گرا اور یہ نیچے گر پڑا پھر اٹھا سوار ہوا تو گھوڑا زمین میں دھنس گیا بڑی کوشش سے جب گھوڑا نکل آیا اس

نے تین دفعہ یہ حرکت کی تو سمجھ گیا کہ میں ان پر قابو نہیں پا سکتا کہنے لگا مجھے معاف کر دو اور معافی کا ایک پروانہ لکھ دو۔ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر حضرت عامر ابن فہیرہ رضی اللہ عنہ نے معافی کا پروانہ لکھ دیا اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کَیْفَ بِکَ اِذَا اُلْبِسْتَ السَّوَارِیْ کِسْرٰی ''وہ وقت کیسا ہوگا جب تو کسریٰ ایران کے کنگن پہنے گا۔''

حضرت سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جب ایران فتح ہوا۔ کسریٰ کے خزانے اور کنگن مسجد نبوی میں لائے گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت تھا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی پورا کرنے کیلئے ان کو تھوڑی دیر کیلئے سونے کے کنگن پہنائے گئے۔ گویا کہ آپ کے ارشاد سے اس طرف اشارہ تھا کہ آج تو دو سو اونٹ کی خاطر اللہ تعالیٰ کے پیغمبر اور پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے بہتر شخصیت کے قتل کے در پے ہے۔ وہ وقت بھی آئے گا کہ تم مسلمان ہو گے اور کسریٰ کے کنگن تیرے ہاتھ میں ہوں گے۔ وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ دن ہم لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں۔ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے وَاِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَکَ اور اگر یہ قیدی ارادہ کریں تمہارے ساتھ خیانت کرنے کا کہ کفر پر ڈٹے رہیں اور اسلام کی مخالفت پر جمے رہیں فَقَدْ خَانُوا اللّٰہَ مِنْ قَبْلُ تو تحقیق انہوں نے خیانت کی ہے اللہ تعالیٰ سے پہلے بھی فَاَمْکَنَ مِنْھُمْ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر قدرت دی ہے تم کو۔ وہ پہلی خیانت کیا تھی؟

مشرکین کی خیانتیں :

مفسرین کرامؒ کا ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اس جہان یعنی عالمِ وجود میں آنے سے پہلے عرفات کے میدان میں وادی معرۃ النعمان میں تمام انسانوں کی ارواح کو حاضر کر

کے رب تعالیٰ نے وعدہ لیا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں قَالُوْا بَلٰى ''سب نے کہا ہاں آپ ہمارے رب ہیں۔'' یہ اللہ تعالیٰ کیساتھ عہد تھا اور عالمِ وجود میں آنے کے بعد لات، منات، عزیٰ، ہبل وغیرہ کو رب بنا کر اس عہد میں خیانت کی ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ابو طالب کے مکان میں تمام بنو ہاشم اکٹھے ہوئے اور آپس میں عہد کیا کہ اگرچہ محمد ﷺ کے ساتھ ہمیں مذہبی اعتبار سے اختلاف ہے لیکن ہے تو ہماری برادری کا۔ لہٰذا برادری سسٹم کے مطابق ہم نے اس کی مخالفت نہیں کرنی۔ لیکن ابو جہل بڑا شیطان قسم کا آدمی تھا اس نے معاہدہ نہ چلنے دیا اور بنو ہاشم کو مجبور کر کے بدر میں بھی لے آیا اور احد میں بھی آپ ﷺ کی مخالفت میں آئے۔ تو انہوں نے پہلے بھی عہد شکنی کر کے مخالفت کی اگر اب بھی کریں گے تو آپ ﷺ ان کی پرواہ نہ کریں وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

مسئلہ مواخات :

آگے ایک مسئلے کا ذکر ہے۔ شروع شروع میں نہ مہاجرین برادری کے اعتبار سے سارے مسلمان ہوئے تھے بلکہ کچھ مسلمان اور کچھ کافر تھے اور انصار میں بھی کچھ مسلمان اور کچھ کافر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی کہ ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنایا۔ اگر انصاری فوت ہوتا تو اس کی وراثت مہاجر بھائی کو ملتی اور اگر مہاجر فوت ہوتا تو اس کی وراثت انصاری کو ملتی تھی۔ اس کو وراثتِ مواخات یعنی بھائی چارے کی وراثت کہتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوا اور مہاجرین کی ساری برادری مسلمان ہوگئی اور انصار بھی برادری کے لحاظ سے سارے مسلمان ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اسی سورت کے آخر میں آئے گا کہ اب مرنے والے کے رشتہ دار وارث

ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اور جہاد کیا انھوں نے اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے۔اپنے مال خرچ کیے اور جانیں لیکر کافروں کے مقابلے میں گئے فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔ان مہاجرین،مجاہدین کا ذکر ہے وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْآ اور وہ لوگ جنھوں نے اپنے گھروں میں ٹھکانا دیا اور مدد کی۔یہ انصار ہیں جنھوں نے بڑی قربانی دی کہ چھوٹے چھوٹے مکان ہوتے ہوئے مہاجرین مرد بھی، عورتیں بھی تھیں، بچے بھی تھے اور رہائش کا کوئی انتظام نہیں تھا ان کو اپنے مکان رہائش کیلئے دیئے اپنی زمینوں اور باغات میں سے ان کو حصہ دیا۔وہ اسطرح کہ جب آنحضرت ﷺ نے مواخات قائم فرمائی تو انصار نے جمع ہو کر آپس میں مشورہ کیا اور کہا کہ تمام اس بات کا عہد کرو کہ زمینیں اور کھجوروں کے درخت آدھے ہمارے اور آدھے مہاجرین بھائیوں کے۔اس فیصلے کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس آئے کہ آپ ﷺ کی رائے لے لیں چنانچہ انصار نے اپنے فیصلے سے آگاہ کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں مگر یہ مہاجرین تو تاجر پیشہ ہیں ان کو کیا معلوم کہ فصل کب لگاتے ہیں اور کب کاٹتے ہیں اور کب گوڈی کرتے ہیں۔کیونکہ مکہ مکرمہ میں کھیتی باڑی نہیں تھی۔انصارِ مدینہ نے کہا اچھا حضرت اس طرح کرتے ہیں کہ کھیتی باڑی ہم کریں گے،فصلیں بھی ہم کاٹیں گے،کھجوریں بھی ہم اتاریں گے تیار کھیتی اور تیار پھل آدھا ان کا اور آدھا ہم لیں گے۔یہ کتنی بڑی قربانی ہے اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''لوگو! یاد رکھنا دنیا فانی ہے میں دنیا سے جانے والا ہے انصار کا خیال رکھنا حُبُّ الْاَنْصَارِ مِنَ الْاِیْمَانِ انصار کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یہی لوگ ہیں جو

بعض ان کے وارث ہیں بعض کے۔ مہاجر انصاری کا اور انصاری مہاجر کا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُهَاجِرُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت نہیں کی مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَا یَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ نہیں ہے تمہارے لئے ان کی وراثت میں سے کچھ بھی حَتّٰی یُهَاجِرُوْا یہانتک کہ وہ ہجرت کریں۔

مسئلہ اختلافِ دارین :

مسئلہ یہ ہے کہ اختلاف دارین اور اختلاف دین وراثت سے محرومی کا سبب ہیں کہ باپ کافر ہے اور بیٹا مسلمان ہے یا اس کا عکس ہے تو یہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے، ایک بھائی کافر ہے اور ایک مسلمان ہے تو یہ بھی ایک دوسرے کے وارث نہیں بن سکتے، قاتل کو بھی مقتول کی وراثت نہیں ملے گی۔ مثلاً کوئی شخص اپنے باپ یا بھائی کو قتل کر دیتا ہے تو شریعت اس کو وراثت سے بالکل محروم کر دیتی ہے۔ اور اختلاف دارین کا مطلب یہ ہے کہ باپ بیٹا دونوں مسلمان ہیں یا دو بھائی مسلمان ہیں لیکن ایک دارالامن، دارالاسلام میں رہتا ہے یعنی مسلمان ملک میں رہتا ہے اور دوسرا دارالحرب، دارالکفر میں رہتا ہے ہے، کافروں کے ملک میں رہتا ہے تو ایک کو دوسرے کی وراثت نہیں ملے گی بیشک دونوں مسلمان ہیں۔

اس وقت صحیح معنیٰ میں دارالاسلام کا اطلاق طالبان کی حکومت پر ہوتا ہے جہاں سو فیصد قرآن وسنت کے مطابق قانون نافذ ہے۔ دنیاءِ کفران کو خواہ مخواہ بدنام کرنے پہ لگی ہوئی ہے کبھی دہشت گرد، کبھی ظالم اور خدا جانے ان کے متعلق کیا کیا بکتے رہتے ہیں۔ حالانکہ وہاں صحیح معنیٰ میں میں اسلام نافذ ہے۔ کل کے اخبار میں تھا کہ ایک ظالم نے اپنی ماں، بیوی، بہنوں اور بھائیوں، پانچ چھ کو ذبح کر دیا تھا وہ گرفتار ہوا تو قاتل کے باپ کو کہا

گیا کہ قرآن تجھے اختیار دیتا ہے چاہو تو اس کو معاف کر دو چاہو تو قصاص میں اس کو قتل کر دو۔ چنانچہ باپ نے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلا کر قصاص لیا۔ قرآن کریم کا حکم تھا انہوں نے بعینہٖ اس پر عمل کیا اور کرنا بھی ایسے ہی چاہئے کہ قرآن وسنت پر عمل کرو۔ چاہے ظالم، دہشت گرد کہیں، وحشیانہ سزائیں کہیں، کچھ بھی کہیں اس کی پرواہ نہ کرو۔ ہاں اگر مہاجر کا بھائی ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ جائے تو پھر وہ اپنے بھائی کا وارث ہوگا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ اور اگر وہ تم سے مدد طلب کریں دین کے بارے میں۔ جو کفار کے علاقے میں رہتے ہیں فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ پس تم پر لازم اور ضروری ہے ان کی مدد کرنا اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ ۭبَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ مگر اس قوم کے مقابلے میں کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ ہو تو اس قوم کے خلاف تم مدد نہیں کر سکتے یعنی عہد و پیمان کی پابندی کرنی ہے۔ آج کل کی حکومتوں کی طرح نہیں کہ بظاہر کچھ اور اندر سے کچھ۔ مثلاً ہمارا پاکستان ہے کہ کھل کر تو انڈیا کے خلاف لڑنے کی اجازت نہیں دیتا مگر اندر اندر سب کچھ کر رہا ہے یہی حال انڈیا کا ہے۔ اسلام اس دورنگی کی اجازت نہیں دیتا جو کرنا ہے کھل کر کرو وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ اور اللہ تعالیٰ جو عمل تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور وہ لوگ جو کافر ہیں بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ان میں سے بعض بعض کے وارث ہیں اِلَّا تَفْعَلُوْهُ اگر تم ان کی مدد نہیں کرو گے تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ تو ہوگا فتنہ زمین میں وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ اور فساد بہت بڑا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَهَاجَرُوْا اور انہوں نے ہجرت کی وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور جنہوں نے جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اور وہ لوگ جنہوں نے ٹھکانہ دیا اور مدد کی اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا یہی لوگ ہیں ایمان والے پکی بات ہے لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ان کیلئے بخشش ہے اور رزق ہے عمدہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس کے بعد وَهَاجَرُوْا اور انہوں نے ہجرت کی وَجٰهَدُوْا

مَعَکُمْ اورانہوں نے جہاد کیا تمہارے ساتھ مل کر فَاُولٰٓئِکَ مِنکُمْ پس یہ لوگ تم میں سے ہیں وَاُولُوا الْاَرْحَامِ اور قریبی رشتہ دار بَعْضُھُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ بعض ان کے زیادہ حقدار ہیں بعض سے فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

اس سے پہلی آیات میں یہ بیان ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ میں انصار اور مہاجرین کے درمیان مواخات قائم فرمائی اور یہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے کیونکہ مہاجرین کی ساری برادری مسلمان نہیں ہوئی تھی اور انصار کی ساری برادری بھی مسلمان نہیں ہوئی تھی یہی ایک دوسرے کی برادری تھے۔اور اختلاف دارین کی وجہ سے مکہ والے مسلمان مدینے والے مسلمانوں کے اور مدینے والے مسلمان مکے والے مسلمانوں کے وارث نہیں بن سکتے تھے کہ ایک دارالاسلام اور دوسرا دارالکفر میں تھا اور یہ بھی وراثت سے محرومی کا سبب ہے۔دارالحرب اور دارالاسلام کی تعریف میں فقہی طور پر کافی اختلاف ہے۔اکثر کے نزدیک دارالاسلام کی تعریف یہ ہے کہ وہاں سو فیصد اسلامی قوانین نافذ ہوں اس معنیٰ میں اس وقت طالبان کی حکومت کے علاوہ دنیا میں کوئی ملک سعودیہ سمیت دارالاسلام نہیں ہے۔اور دارالحرب اسے کہتے ہیں کہ جہاں مسلمان اسلام کا کوئی کام نہ کر سکیں اور دنیا میں ایسا ملک بھی کوئی نہیں ہے کہ جہاں مسلمانوں کو کوئی نماز روزے سے روکے، حج سے بھی نہیں روکتے۔تو صحیح معنیٰ میں دارالحرب بھی کوئی ملک نہیں ہے۔ایسے ملکوں کو دارالامن کہہ لو یا دارالکفر کہہ لو۔ہندوستان میں مسلمانوں کی تعداد تمام ملکوں سے زیادہ ہے۔انڈونیشیا میں مسلمانوں کی تعداد بیس کروڑ ہے اور ہندوستان میں اٹھائیس کروڑ ہے۔ہندوستان کی حکومت مسلمانوں کو نماز روزے سے منع نہیں کرتی البتہ

قربانی کے مسئلہ پر جھگڑا کرتی ہے مگر وہ تو تھر پارکر کے علاقہ میں بھی جھگڑا ہوتا ہے جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے حالانکہ وہ پاکستان کا حصہ ہے۔ وہاں بھی قربانی نہیں کرنے دیتے وہاں بڑا گوشت نہیں ملے گا بیشک اب جا کر دیکھ لو۔ باقی وراثت کس کو ملے گی تو مومن مومن کا وارث ہوگا اور کافر کافر کا وارث ہوگا عام قانون یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِينَ كَفَرُوا اور وہ لوگ جو کافر ہیں بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ بعض ان میں سے بعض کے وارث ہیں۔ کافر کی وراثت کافر کو ملے گی إِلَّا تَفْعَلُوهُ ہٗ ضمیر کا مرجع نصر ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے کہ اگر تم ان مسلمانوں کی مدد نہیں کرو گے تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ تو ہوگا فتنہ زمین میں کہ کافروں کا مسلمانوں پر غلبہ ہوگا اور وہ مسلمانوں پر ظلم کریں گے وَفَسَادٌ كَبِيرٌ اور فساد ہوگا بہت بڑا۔ لہٰذا مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا تمہارا فریضہ ہے۔ اس وقت کوسوا میں مسلمانوں پر اتنا ظلم ہو رہا ہے کہ جس کا کوئی حساب نہیں ہے لیکن تمام عرب ممالک گونگے ہو چکے ہیں ان کو اتنی بھی توفیق نہیں ہے کہ اخباری بیان ہی دیدیں کہ یہ ظلم ہو رہا ہے۔ یہ سب امریکہ، برطانیہ، فرانس کے پٹھو ہیں، ان کے اشارے کا انتظار کرتے ہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

بھائی تم عملی طور پر مظلوموں کی مدد نہیں کر سکتے، مالی مدد نہیں کر سکتے تو بیان ہی دیدو کہ مسلمانوں پر ظلم اور زیادتی نہ کرو۔ لیکن مسلمان آج اتنا بے حس ہو چکا ہے کہ اتنی توفیق بھی نہیں ہے۔ حالانکہ رب تعالیٰ کا حکم ہے کہ جس علاقے میں کمزور مسلمان تم سے مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرو ورنہ زمین میں بڑا فتنہ فساد ہوگا اور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جائیگا۔ فرمایا وَالَّذِينَ آمَنُوا اور وہ لوگ جو ایمان لائے وَهَاجَرُوا اور انہوں نے ہجرت کی وَجَاهَدُوا اور جنہوں نے جہاد کیا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اللہ تعالیٰ کے راستے

میں۔ یہ مہاجرین کا ذکر ہے وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اور وہ لوگ جنہوں نے ٹھکانہ دیا اپنے گھروں میں، زمینوں میں، باغات میں اور مدد کی۔ یہ انصار کا ذکر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو ہی طبقے تھے ایک مہاجرین کا اور دوسرا انصار کا، اللہ تعالیٰ نے دونوں طبقوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا یہی لوگ ہیں ایمان والے پکی بات ہے۔ یعنی مہاجرین اور انصار لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کیلئے بخشش ہے وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ اور عمدہ رزق ہے۔ کتنی صاف آیات ہیں کہ مہاجرین بھی مومن ہیں اور انصار بھی مومن ہیں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم مہاجرین ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما مہاجرات ہیں۔ ان کو اگر کوئی کافر کہے گا تو وہ خود کافر ہو جائے گا، انصار میں سے کسی کو کافر کہے گا تو وہ خود کافر ہے۔

اکابرین کی خدمات :

ہندوستان میں اکبر بادشاہ نے ایک اپنا دین جاری کیا تھا ہندوؤں اور مسلمانوں کو خلط ملط کیا کہ مسلمان عورت ہندو کے گھر اور سکھ کے گھر ہے۔ عجیب قسم کا ایک ملغوبہ بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کا محافظ ہے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر حکومت کا مقابلہ کیا کئی سال گوالیار کے قلعہ میں نظر بند رہے مگر حق پر قائم رہے، انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ ان کے بعد شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے پھر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ اور ان کے بیٹوں نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ پھر علماء دیوبند اور ڈھابیل اور سہانپور کے علماء نے دین کی بڑی خدمت کی ہے۔ اگر ان لوگوں کی تنظیمیں اور کوششیں نہ ہوتیں تو صحیح بات یہ ہے کہ صحیح طور پر مسلمان نہ رہ سکتے بہر حال ان حضرات کی بڑی خدمات ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات شریف اخلاقی، علمی،

روحانی اعتبار سے علمی ذخیرہ ہے یہ فارسی زبان میں ہیں اور اب اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔حضرت کی اور بھی بہت سی کتابیں ہیں۔حضرت مجدد الف ثانیؒ سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت رافضیوں اور شیعوں کے بارے میں ہم کیا نظریہ رکھیں؟ اس پر حضرت نے کتاب لکھی جس کا نام ''ردِّ روافض'' ہے۔اس کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے اس میں فرماتے ہیں کہ رافضی شیعہ مسلمان نہیں ہیں اور ان کے مسلمان نہ ہونے کی تین وجہیں بیان فرمائی ہیں۔

شیعوں کے کفر کی وجوہِ ثلاثہ از مجدد الف ثانیؒ:

ایک یہ کہ وہ اس قرآن کو اصلی قرآن نہیں مانتے اور ظاہر بات ہے کہ جو شخص موجودہ قرآن کو اصلی قرآن نہ مانے وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟ اس پر انہوں نے کافی روایات نقل کی ہیں۔

دوسری وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ مہاجرین وانصار صحابہ کرامؓ کو کافر کہتے ہیں جبکہ رب تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا ہے اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ''یہی پکے مومن ہیں۔'' اور چھبیسویں پارے میں فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ ''البتہ تحقیق راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان ایمان والوں سے جنہوں نے آپ کی بیعت کی درخت کے نیچے۔'' ۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر پندرہ سو صحابہ کرامؓ نے آپ کی بیعت کی اس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ شامل تھے۔واقعہ اس طرح پیش آیا تھا کہ حضرت عثمانؓ کو آپ ﷺ نے قاصد بنا کر بھیجا تھا مکہ مکرمہ کہ ان کو بتاؤ ہم عمرہ کرنے کیلئے آئے ہیں لڑنے کیلئے نہیں آئے ادھر حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر مشہور ہو گئی۔آپ ﷺ نے

حضرت کے بدلے کیلئے تمام صحابہ کرام ؓ سے بیعت لی۔فرمایا میرا دایاں ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''یہ سب مومن ہیں اور میں ان سے راضی ہوں'' اور یہ ان کی تکفیر کرتے ہیں۔

اور تیسری وجہ ان کے کفر کی یہ ہے کہ یہ آئمہ کو معصوم مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اماموں پر وحی نازل ہوتی ہے۔اور ظاہر بات ہے کہ جب امام معصوم ہوئے اور ان پر وحی بھی نازل ہوئی ہے تو نبی اور امام میں کیا فرق ہوا؟ گویا یہ آنحضرت ﷺ کے بعد بارہ نبی مانتے ہیں یہ ختم نبوت کا انکار ہوا۔ بلکہ یہ اماموں کو وہ درجہ دیتے ہیں جو ہم نبیوں کو نہیں دیتے کیونکہ اہل وسنت والجماعت کا یہ مسلک ہے کہ حرام حلال کا اختیار صرف رب تعالیٰ کو ہے نبی کو حرام حلال کا اختیار نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر صرف اپنی ذات کیلئے شہد حرام فرمایا تھا اس پر پوری سورت نازل ہوئی یَآیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ''اے نبی کریم ﷺ! آپ نے اس چیز کو کیوں حرام قرار دیا جس کو رب تعالیٰ نے آپ کیلئے حلال قرار دیا ہے۔'' اور یہ کہتے ہیں کہ اماموں کو حلال حرام کا اختیار ہے۔اِمَامٌ یُحِلُّوْنَ مَایَشَآءُ وْنَ وَیُحَرِّمُوْنَ مَایَشَآءُ وْنَ ''امام جس چیز کو چاہیں حلال کریں اور جس چیز کو چاہیں حرام کریں'' اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے جب ''اِزَالَۃُ الْخِفَاء اور قُرَّۃُ العینین'' لکھی تو رافضی حاکم نے ان کی انگلیاں کاٹ دیں کہ ان کے ساتھ تم نے کتابیں لکھیں ہیں۔ان خبیثوں کا جہاں بھی اقتدار ہو معاف نہیں کرتے۔شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کو ننگے پاؤں جلا وطن کیا وہ رام پور جا کر ٹھہرے کہ انہوں نے ''تحفہ اثنا عشریہ'' لکھی تھی۔ایران کی وجہ سے شیعہ پورے ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔لیکن عزیزو، برخوردارو کسی سے جھگڑا نہ کرنا،

کافر کافر کہنا یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کافر تو کافر ہی ہوتا ہے مگر چڑہانے کیلئے جسطرح جذباتی ساتھی کرتے ہیں کافر کافر شیعہ کافر یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ کافر ہیں اور ان کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے لیکن چڑانا بری بات ہے۔ ہندو کافر ہیں، سکھ کافر ہیں، عیسائی کافر ہیں، یہودی کافر ہیں، پارسی کافر ہیں، ذکری کافر ہیں اور یہ سارے پاکستان میں موجود ہیں رافضی بھی کافر ہیں پاکستان کافروں سے بھرا ہوا ہے۔ مسلمان تو نام کے ہیں کام کا مسلمان تو کوئی نہیں ہے صرف چند گنتی کے ہیں۔ تو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے شیعہ کے کفر پر اس آیت کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اب انہوں (شیعوں) نے مخلص (چھٹکارے کا راستہ) کیا تلاش کیا؟ ایک یہ کہ ہم اس قرآن کو اصل نہیں مانتے تم بیشک کافر ٹھہراتے رہو اور دوسرا جواب یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کو بدا ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ نے جب ان کے مومن ہونے کا فرمایا تھا اس کو علم نہیں تھا کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد یہ مرتد ہو جائیں گے سوائے دو چار کے (معاذ اللہ تعالیٰ) بھائی وہ رب ہی کیا ہے کہ جس کو علم نہیں ہے۔

میری ایک کتاب ہے ''ارشاد الشیعہ'' اس میں میں نے ان کا مسلک اور ان کے عقیدے دلائل کے ساتھ بیان کئے ہیں ان کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے۔ مگر کافر کافر کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اور مکہ مکرمہ فتح ہونے کے بعد کئی لوگ مسلمان ہو گئے ان میں حضرت ابو سفیان ؓ حضرت امیر معاویہ ؓ بھی ہیں اور بیشمار لوگ ہیں ؓ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ بَعْدُ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ان مہاجرین اور انصار کے بعد وَھَاجَرُوْا اور انہوں نے ہجرت کی وَجٰھَدُوْا مَعَکُمْ اور انہوں نے جہاد کیا تمہارے ساتھ مل کر فَاُولٰٓئِکَ مِنْکُمْ پس یہ لوگ تم میں سے ہیں۔ جیسے ابو سفیان، امیر معاویہ، حارث ابن ہشام ؓ یہ بھی تمہارے ہیں اور سب مومن ہیں وَاُولُوا الْاَرْحَامِ اور

قریبی رشتے دار، برادری والے بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰی بِبَعۡضٍ بعض ان کے زیادہ حقدار ہیں بعض سے وراثت میں فِیۡ کِتٰبِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں یعنی اب مواخات والی وراثت کا مسئلہ ختم ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ کی پہلی نوشت یہی تھی کہ مواخات کے ذریعے وراثت ملے گی اور اب حکم یہ ہے کہ رشتہ دار عزیز ایک دوسرے کے وارث بنیں گے کیونکہ اب ساری برادریاں مسلمان ہوگئی ہیں لہذا اب باپ کی وراثت بیٹے کو اور بیٹے کی باپ کو ، بھائی کی بھائی کو، چچے کی تائے کو، ان کی اولاد کو وراثت ملے گی۔ کتاب اللہ میں یہی لکھا ہوا تھا کہ پہلا حکم منسوخ ہوجائے گا مواخات والا اور دوسرا حکم برادری والا نافذ ہوجائے گا اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اس کے علم سے کوئی شی مخفی نہیں ہے۔

آج مورخہ ۷ شوال بروز ہفتہ ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۰ ر اکتوبر ۲۰۰۷ء
سورۃ انفال مکمل ہوئی۔

بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہٖ

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس، جناح روڈ گوجرانوالا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روزانہ درس قرآن پاک

تفسیر

سورۃ التوبہ

(مکمل)

جلد.............۸

افادات

شیخ الحدیث والتفسیر

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالی

خطیب مرکزی جامع مسجد المعروف بوہڑوالی گکھڑ گوجرانوالہ، پاکستان

فہرست مضامین

سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَتِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا سِتَّةَ عَشَرَ رُكُوْعًا

سورۃ توبہ مدنی ہے اور اس میں ایک سو انتیس آیات ہیں اور سولہ رکوع ہیں۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ بیزاری کا اعلان ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ان لوگوں کی طرف جن کیساتھ تم نے معاہدہ کیا مشرکوں میں سے فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ (ان سے

کہہ دو) چلو پھرو زمین میں اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ چار مہینے وَّاعْلَمُوْآ اور تم جان لو اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ بیشک تم نہیں عاجز کر سکتے اللہ تعالیٰ کو وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اور اعلان ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اِلَى النَّاسِ لوگوں کو يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ بڑے حج کے دن اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ کہ بیشک بیزار ہے اللہ تعالیٰ مشرکوں سے اور اس کا رسول بھی فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ پس اگر تم توبہ کر لو پس وہ تمہارے حق میں بہتر ہے وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ اور اگر تم اعراض کرو گے فَاعْلَمُوْآ تو جان لو اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ بیشک تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور آپ خوشخبری سنا دیں ان لوگوں کو جو کافر ہیں بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ دردناک عذاب کی اِلَّا الَّذِيْنَ مگر وہ لوگ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مشرکوں میں سے ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْئًا پھر انہوں نے کمی نہیں کی تمہارے ساتھ کسی شے میں وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا اور نہ امداد کی تمہارے خلاف کسی کی فَاَتِمُّوْآ اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ پس تم مکمل کرو ان کے ساتھ ان کا عہد اِلٰى مُدَّتِهِمْ ان کی مدت تک اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں پرہیزگاروں کے ساتھ۔

سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ :

قرآن پاک کی کل ایک سو چودہ سورتیں ہیں ۔اور سورت توبہ کے علاوہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ لکھی ہوئی ہے۔سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی کیا وجہ ہے؟ جامع قرآن حضرت عثمان ابن عفان ﷛ سے پوچھا گیا حضرت باقی سورتوں کے شروع میں بسم اللہ ہے اور سورۃ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا باقی سورتوں کے شروع میں ہم نے آنحضرت ﷺ سے بسم اللہ سنی ہے اس کی ابتداء میں بسم اللہ نہیں سنی ۔یعنی آنحضرت ﷺ جب اس سورۃ کو پڑھتے تھے تو بسم اللہ سے نہیں پڑھتے تھے لہذا ہم اپنی طرف سے بسم اللہ نہیں لکھ سکتے اور مفسرین کرامؒ اس کی حکمت یہ بیان فرماتے ہیں کہ بسم اللہ میں رب تعالیٰ کی رحمت کا ذکر ہے اور سورۃ براۃ کے شروع میں ہی کافروں اور مشرکوں سے بیزاری کا اعلان ہے کہ کافروں اور مشرکوں سے رب بیزار ہے تو جن سے رب بیزار ہے وہ رحمت کے مستحق تو نہیں ہو سکتے اس لئے اس کے شروع میں بسم اللہ ذکر نہیں کی گئی۔حضرت عثمان ﷛ جامع القرآن ہیں ۔انہوں نے ایک کام یہ بھی کیا کہ لوگوں کو لغت قریش پر قرآن پڑھنے کا پابند فرمایا اور......

لغتِ قریش پر قرآن جمع کرنے کی وجہ :

اس کا سبب یہ ہوا کہ حضرت عثمان ﷛ کے دور میں آذربائیجان اور آرمینیہ کے علاقے جو اس وقت روس کے علاقے میں ہیں، یہاں جنگیں ہو رہی تھیں لڑائی کے دوران دو مسلمان فوجی آپس میں جھگڑ پڑے اس وجہ سے کہ ایک نے پڑھا یِعْلَمُوْنَ اور دوسرے نے اصرار کیا کہ یَعْلَمُوْنَ ہے۔اصل بات یہ ہے کہ قرآن لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور اس وقت جو ہمارے سامنے قرآن کریم ہے یہ لغت قریش میں ہی ہے۔عرب میں اور

لوگ بھی رہتے تھے ان کی زبانوں میں اور قریش کی زبان میں کچھ فرق تھا جسطرح عموماً علاقے کی زبانوں میں فرق ہوتا ہے۔تو قریش کے علاوہ چھ اور خاندان تھے ان کو اپنی زبان میں پڑھنے کی اجازت تھی۔تو ایک فوجی نے اپنی لغت کے مطابق یِعْلَمُوْنَ پڑھا۔دوسرے نے کہا نہیں! یَعْلَمُوْنَ ہے تو جھگڑا ہوگیا لوگ کافی پریشان ہوئے کہ عین جنگ کے موقع پر آپس میں جھگڑا۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا گیا انہوں نے محسوس کیا کہ ہر آدمی اپنی لغت پر اصرار کرے گا اور جھگڑے ہوتے رہیں گے۔بخاری شریف کی روایت کا خلاصہ عرض کرتا ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن کریم لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور لوگوں کو اپنی لغتوں کے مطابق پڑھنے کی اجازت تھی اب میں اس اجازت پر پابندی لگاتا ہوں اب قرآن کریم صرف قریش کی لغت کے مطابق پڑھا جائے گا،قریش کی لغت رہے گی۔آج تک ساری دنیا لغت قریش کے مطابق ہی قرآن شریف پڑھ رہی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ امت کیلئے اختلاف اور افتراق کا دروازہ بند کر دیا۔اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بات ماننا،ان کا حکم ماننا ہم پر لازم ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّتِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ ''میری سنت بھی تم پر لازم ہے اور خلفاء راشدین کی سنت بھی لازم ہے۔''اور جو آدمی خلفاء راشدین کی سنت کو نہیں مانتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں مانتا کیونکہ یہ آپ کا حکم ہے کہ ان کی سنت کو لازم پکڑو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بالاتفاق خلیفہ راشد ہیں۔انہوں نے یہ حکم جاری کر کے امت کو لڑائی جھگڑوں سے بچالیا ورنہ لوگ قرآن کریم کے سلسلے میں ایک دوسرے کا سر پھوڑتے۔

ضالین اور دالین کی تحقیق :

جسطرح آجکل کئی لوگ آکر پوچھتے ہیں کہ مولوی صاحب وَلَا الضَّآلِّیْن ہوتا ہے یا وَلَا الدَّالِیْن ہے۔ حالانکہ وہ روزمرہ میں یہ لفظ ’ضاد‘ بولتے ہیں ’دال‘ نہیں بولتے۔ مثلاً ضلع کہتے ہیں دلع نہیں بولتے، رمضان کہتے ہیں رمدان نہیں کہتے، وضو کہتے ہیں وُدُو نہیں کہتے، کہتے ہیں آپس میں راضی ہو یہ نہیں کہتے کہ آپس میں رادی ہو، عرضی نویس کہتے ہیں عردی نویس نہیں کہتے اسی طرح وَلَا الضَّالِّیْن کا لفظ ہے وَلَا الدَّالین نہیں ہے مگر یہ لوگ نامعلوم یہاں آکر بگڑ جاتے ہیں تو مسئلہ یاد رکھنا لفظ ’ضاد‘ ہے سب لغت کی کتابوں میں اور تجوید کی کتابوں میں۔ اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر وَلَا الدَّالین پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ (لطیفہ: ایک دفعہ نجی مجلس میں اسی موضوع پر بات ہو رہی تھی تو حضرت شیخ صاحب نے فرمایا کوئی گھر جائے اور اس کی بیوی بیمار ہو تو بیان کرتے وقت کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ میں گھر گیا تو میری بیوی کو مرد لگا ہوا تھا، یہ کہے گا کہ مرض لگا ہوا تھا۔ محمد نواز بلوچ) تو بات چل رہی تھی بسم اللہ کی کہ سورت برات کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں لکھی گئی تو آپ ﷺ نے چونکہ اس سورت کے شروع میں پڑھی نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے لکھی نہیں ہے۔

اور مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی اوپر سے پڑھتا ہوا آئے اور سورۃ براۃ شروع کر دے تو پھر بسم اللہ نہیں پڑھنی۔ مثلاً اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. لیکن اگر پڑھنا ہی اسی سورت سے شروع کرے تو پھر اعوذ باللہ بھی پڑھنا ہے اور بسم اللہ بھی پڑھنی ہے۔ اسی طرح اگر آگے کسی جگہ سے تلاوت شروع کرے تو اعوذ باللہ بھی پڑھنا ہے اور بسم اللہ بھی پڑھنی ہے۔ اس لئے کہ قرآن حکیم کا حکم ہے فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ " جب تم قرآن کریم پڑھو تو اعوذ باللہ پڑھو" اور حدیث پاک میں آتا ہے
كُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ يُبْدَأْ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَبْتَرُ " ہر ذیشان کام جو بسم اللہ سے نہ شروع
کیا جائے وہ دم کٹا ہوتا ہے، بے برکت ہوتا ہے۔" بخلاف باقی سورتوں کے کہ جب ایک
سورت ختم ہوئی دوسری شروع کرنی ہے تو درمیان میں بسم اللہ پڑھنی ہے۔ بعض لوگوں نے
یہاں ایک عجیب سی دعا بنائی ہے کہ سورت توبہ سے پہلے پڑھتے ہیں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ
غَضَبِ الْجَبَّارِ اس کا پڑھنا بدعت ہے۔ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ بیزاری کا اعلان ہے
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ان
لوگوں کی طرف جن کیساتھ تم نے معاہدہ کیا تھا۔ مشرکوں میں سے عرب کے قبائل کیساتھ
آپ ﷺ کے کئی قسم کے معاملات تھے۔

قریش مکہ کے مختلف قبیلوں کیساتھ معاہدوں کی تفصیل :

۱)..... قریش مکہ کیساتھ صلح حدیبیہ کے مقام پر ۶ھ میں دس سال کا معاہدہ ہوا مگر انہوں
نے تھوڑی مدت کے بعد عہد شکنی کی کیونکہ معاہدے کی ایک شق یہ تھی کہ جو ہمارے حلیف
اور دوست ہیں وہ بھی اس معاہدے میں شریک ہیں ان کے خلاف تم کوئی کاروائی نہیں کرو
گے اور جو تمہارے دوست اور حلیف ہیں ہم ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کریں گے۔
قبیلہ بنو بکر یہ قریش کا حلیف تھا اور قبیلہ بنو خزاعہ اگر چہ کافر تھا لیکن آنحضرت ﷺ کے
ہمدردوں میں سے تھا اور مسلمانوں کا حلیف تھا۔

اس معاہدے سے کچھ مدت بعد قبیلہ بنو بکر اور بنو خزاعہ کی آپس میں لڑائی ہوئی۔ یہ
بنو بکر کی زیادتی تھی اور مکے والوں نے ان کی ہر طرح کی مدد کی بندے بھیجے، اسلحہ دیا، مالی
امداد کی حالانکہ معاہدے کے مطابق یہ سب ناجائز اور معاہدے کی خلاف ورزی تھی۔ قبیلہ

بنوخزاعہ کا نقصان ہوا آدمی مارے گئے وہ لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے ۔ کہنے لگے حضرت ہم آپ کے حلیف ہیں ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ہماری مدد کی جائے ۔ آپ ﷺ نے تحقیق کی معلوم ہوا کہ واقعی یہ سچے ہیں آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ نمائندے بھیجے کہ ہمارے حلیف دوست پر تمہارے حلیف نے زیادتی کی ہے اور تم نے ان کی مدد کی ہے جس میں ان کے آدمی مارے گئے ہیں لہذا تم ان آدمیوں کی قاعدے کے مطابق دیت ادا کرو ورنہ یہ سمجھو کہ معاہدہ ختم ہے ۔ مکے والوں نے جذبات میں آکر کہہ دیا کہ ٹھیک ہے معاہدہ ٹوٹ گیا ، ہم کسی معاہدے کے پابند نہیں ہیں ۔ آپ ﷺ کے نمائندے جب واپس آگئے تو مشرکین دارالندوہ میں جمع ہوئے اور کہنے لگے ان کے منہ پر تو نہیں کہنا چاہئے تھا کہ معاہدہ ختم ہے اگرچہ ہم نے پابندی نہیں کرنی اب اس طرح کرو کہ اپنے آدمی بھیجو جو جا کر ان کو تسلی دیں کہ معاہدہ قائم ہے کیونکہ اگر معاہدہ باقی نہ رہا تو ہم بھی باقی نہیں رہیں گے ۔

چنانچہ ابوسفیان اس وقت تک کافر تھا اور اس کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کے نکاح میں تھیں ان کی سربراہی میں مکے والوں کا وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا آپ ﷺ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے ۔ آپ ؐ نے فرمایا چچا کیسے آئے ہو خیر ہے ؟ ابوسفیان نے کہا آپ ؐ کے آدمی گئے تھے کہ بنوبکر نے بنوخزاعہ کے ساتھ زیادتی کی ہے ان کے آدمی مارے گئے ہیں ان کی دیت ادا کرو ورنہ معاہدہ ختم سمجھو ۔ ہم میں سے کچھ جذباتی لوگوں نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے ، معاہدہ ختم ہے ۔ میں آیا ہوں کہ معاہدہ ہمارا باقی ہے ختم نہیں ہوا ۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آپ ایسا کریں کہ ہمارے حلیفوں کے جو آدمی مارے گئے ہیں قاعدے کے مطابق ان کی دیت ادا کریں کہنے

لگا دیت کی بات نہ کریں بس میں آ گیا ہوں ۔آپ ﷺ نے فرمایا گول مول بات سے معاہدے کی تجدید نہیں ہوگی اگر واقعی معاہدہ رکھنا ہے تو قاعدے کے مطابق دیت ادا کرو۔ بہر حال شور وغل میں بات ختم ہوگئی تو ایک تو یہ تھے جن کے ساتھ دس سال کا معاہدہ تھا۔

۲)......ان کے علاوہ دو قبیلے تھے بنو ضَمرَہ اور بنو مُدلِج ۔ان کے ساتھ بھی معاہدہ تھا اور اس اعلان برأت کے وقت ان کے معاہدے کے نو مہینے باقی تھے اور انہوں نے کوئی خلاف ورزی بھی نہیں کی تھی ان کا ذکر آگے آئے گا کہ تمہارے ساتھ معاہدہ برقرار ہے اپنی مدت تک اسے پورا کرو۔

۳)......تیسرا گروہ وہ تھا کہ جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا۔حج کے دنوں میں آنحضرت ﷺ نے اعلان کروایا بَرَاءَ ۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ بیزاری کا اعلان ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے اِلَی الَّذِیْنَ عٰھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ ان لوگوں کی طرف جن کیساتھ تم نے معاہدہ کیا ہے مشرکوں میں سے ۔کہ ہم معاہدے کے بالکل پابند نہیں ہیں کیونکہ تم نے معاہدے کی پابندی نہیں کی باہر سے کچھ اور تھے اور اندر سے کچھ اور تھے ان سے کہہ دو فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ چلو پھرو زمین میں اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ چار مہینے تم کو مہلت ہے آج کے بعد وَّاعْلَمُوْٓا اور تم جان لو اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰہِ بیشک تم عاجز نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ کو وَاَنَّ اللّٰہَ مُخْزِی الْکٰفِرِیْنَ اور بیشک اللہ تعالیٰ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ اور اعلان ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اِلَی النَّاسِ لوگوں کو یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ بڑے حج کے دن۔

حج اکبر کی وضاحت :

عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جمعے والے دن حج ہو تو وہ حج اکبر ہے حالانکہ اس بات کی

کوئی حقیقت نہیں ہے۔اصل بات یہ ہے کہ حج اکبر کہتے ہیں عمرہ کے مقابلہ مین کہ عمرہ کو حج اصغر کہتے ہیں۔چنانچہ منیٰ میں،مزدلفہ میں،عرفات میں آپ ﷺ کے اعلان کرنے والوں نے اعلان کر کے سنایا اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُهٗ کہ بیشک بیزار ہے اللہ تعالیٰ مشرکوں سے اور اس کا رسول بھی (ﷺ) اب ہمارا تمہارا کوئی معاہدہ نہیں چار مہینے تم کو مہلت ہے فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ پس اگر تم توبہ کر لو کفر شرک سے اور مسلمان ہو جاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ اور اگر تم اعراض کرو گے ایمان سے اور کفر وشرک پر ڈٹے رہو گے فَاعْلَمُوْٓا پس تم جان لو اَنَّکُمْ غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ بیشک تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ اور آپ خوشخبری سنا دیں ان لوگوں کو جو کافر ہیں دردناک عذاب کی۔یہ ان پر خوب چوٹ ہے کیونکہ عذاب کی تو خوشخبری نہیں ہوتی پھر عذاب بھی اَلِیْمٌ یہ ان کیساتھ طنز اور استہزاء ہے۔اس اعلان کا اطلاق حج کے دن نو تاریخ سے شروع ہوا چار ماہ کی ان کو مہلت دی گئی۔ہاں صرف ان لوگوں کیساتھ معاہدہ برقرار رہے گا اِلَّا الَّذِیْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ مگر وہ لوگ جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مشرکوں میں سے ثُمَّ لَمْ یَنْقُصُوْکُمْ شَیْئًا پھر انہوں نے کمی نہیں کی تمہارے ساتھ کسی شے میں۔قبیلہ بنو ضَمْرَہ اور قبیلہ بنو مُدْلِج. ان کیساتھ معاہدہ تھا اور معاہدے کی میعاد ختم ہونے میں ابھی نو مہینے باقی تھے انہوں نے کوئی خلاف ورزی نہیں کی معاہدے میں کوئی کمی نہیں کی وَّلَمْ یُظَاهِرُوْا عَلَیْکُمْ اَحَدًا اور نہ امداد کی تمہارے خلاف کسی کی۔جیسے مکہ والوں نے قبیلہ بنو خزاعہ کے خلاف بنو بکر کی کھل کر امداد کی تھی فَاَتِمُّوْٓا اِلَیْهِمْ عَهْدَهُمْ پس تم مکمل کرو ان کے ساتھ ان کا عہد اِلٰی مُدَّتِهِمْ ان کی مدت تک نو ماہ جو باقی ہیں ان تک معاہدہ پورا کرو اس کے بعد پھر وہ خود دیکھیں گے کہ کیا کرنا

ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم یہ ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں عرب کے رہنے والے تقریباً تقریباً سارے مسلمان ہو گئے سوائے یہود و نصاریٰ کے اور ان کے متعلق آنحضرت ﷺ وصیت فرما گئے تھے اَخْرِجُوا الْیَهُودَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَةِ الْعَرَب ''یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دینا'' یہ بڑے سازشی بے ایمان ہیں تمہیں اسلام پر نہیں چلنے دیں گے۔ اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ عرب میں اسلام کے علاوہ کوئی اور دین باقی نہ رہے۔ مگر اب بڑی مصیبت یہ ہے شہزادوں نے امریکہ کی فوج لا کر وہاں بٹھا دی ہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے ان کا ذہن بنایا ہے اور یہ ہوّا اڑا لا ہے کہ عراق تمہیں ہڑپ کر جائے گا ہماری فوج یہاں رہے گی تو تمہیں پناہ ملے گی۔ ان کی اس فوج کا سارا خرچہ سعودی حکومت برداشت کر رہی ہے جس میں شراب تک شامل ہے ان کی ساری بدمعاشی کے خرچے ان پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزادے علامہ عبدالرحمٰن حذیفی کو جو مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے خطیب تھے انہوں نے وہ باتیں کیں جو ہر مسلمان کے گھر ہونی چاہئیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو جزیرہ عرب سے نکال دو اور تم نے فوراً لا کے بٹھایا ہے اور ان کا خرچہ بھی برداشت کرتے ہو۔ انہوں نے اپنا فریضہ ادا کیا اور یہ بھی کہا صاف لفظوں میں کہ یہ شیعہ بھی مسلمان نہیں ہیں اور بڑی عجیب بات یہ تھی کہ ایران کا وزیر خارجہ سامنے بیٹھا تھا۔ ان کی یہ بڑی تفصیلی تقریر ہے۔ پھر بیچارے کو فوراً وہاں سے ہٹا دیا گیا آج کل معلوم نہیں کہ جیل میں ہیں یا کہیں اور ہیں۔ اقتدار کی خاطر شہزادوں نے یہ سارا کچھ کیا ہے (اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وہ اپنے عہدے پر بحال ہو چکے ہیں اور پہلے کی طرح مسجد نبوی میں خطابت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ محمد نواز بلوچ، مرتب) اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ

الْـمُتَّـقِيْـنَ بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں پرہیزگاروں کے ساتھ۔لہذا تم پرہیزگاری کا ثبوت دو۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ○

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ پس جس وقت گذر جائیں عزت والے مہینے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ پس تم قتل کرو مشرکوں کو حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ جہاں بھی تم انکو پاؤ وَخُذُوْهُمْ اوران کو پکڑو وَاحْصُرُوْهُمْ اوران کا گھیراؤ کرو وَاقْعُدُوْا لَهُمْ اور بیٹھو ان کیلئے كُلَّ مَرْصَدٍ ہر گھات میں فَاِنْ تَابُوْا پس اگر وہ کفروشرک سے توبہ کرلیں وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور نماز قائم کریں وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ اور زکوۃ ادا کریں فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ تو چھوڑ دو ان کا راستہ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اوراگر کوئی ایک بھی مشرکوں میں سے اسْتَجَارَكَ پناہ مانگے آپ سے فَاَجِرْهُ پس آپ پناہ دیں اس کو حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ یہاں تک کہ وہ سن لے اللہ تعالیٰ کا کلام ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ پھر پہنچادیں اس کو امن کی جگہ تک ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا

یَعْلَمُوْنَ یہ اس لئے کہ بے شک یہ قوم ہے جو نہیں جانتی۔

پچھلے سبق میں یہ بات گزری ہے کہ قریش مکہ نے آنحضرت ﷺ کیساتھ دس سال کا معاہدہ کیا تھا مگر وہ اس پر قائم نہ رہے اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی زبانی کلامی معاہدے کئے تھے لیکن کسی نے بھی معاہدے کی پاسداری نہ کی سوائے دو قبیلوں کے، قبیلہ بنو مدلج اور قبیلہ بنو ضمرہ کہ یہ معاہدے کے پابند رہے۔

مشرکین کیساتھ معاہدے ختم کر دیئے گئے:

۹ ھ میں حج کے دنوں میں آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں اعلان کروایا کہ اب ہمارے تمہارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے کوئی مغالطے میں نہ رہے صرف چار ماہ کی تم کو مہلت ہے سوچ سمجھ لو چار ماہ بعد پھر اگلی کاروائی ہوگی۔ اس کا ذکر ہے فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ پس جس وقت گذر جائیں عزت والے مہینے۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور چوتھا رجب کا مہینہ ہے۔ جمہور مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ ان چار ماہ کا بڑا احترام کرتے تھے اور کسی سے لڑتے نہیں تھے۔ اسلام میں بھی ابتداءً لڑائی ان مہینوں میں ممنوع تھی۔ دوسرے پارے میں آتا ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ آپ سے حرمت والے مہینے میں لڑائی سے متعلق سوال کرتے ہیں قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ کَبِیْرٌ آپ کہہ دیں حرمت والے مہینے میں لڑائی بڑا گناہ ہے۔ لیکن ان مہینوں میں اگر کوئی تم پر حملہ کر دے تو تم اس کا مقابلہ کرو یعنی ابتدا نہ کرو لیکن وَاِنْ قَاتَلُوْکُمْ فَقَاتِلُوْهُمْ اور اگر وہ تمہارے ساتھ لڑیں تو تم اپنا دفاع کرو یہ تمہارا حق ہے۔ لیکن بعد میں ان مہینوں کی حرمت اٹھا دی گئی اسی سورۃ میں آگے آئیگا کہ اب تمہیں ان مہینوں میں لڑنے کی اجازت ہے۔ ذوالحجہ کے مہینے میں اعلان ہوا تھا یہ بھی اشہر حرم میں

سے تھا اس کے بعد محرم بھی گزر جائے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوهُمْ پس تم قتل کرو مشرکوں کو جہاں بھی انکو پاؤ کہ معاہدہ ختم ہو گیا ہے۔ یہ ان مشرکوں کی بات ہے جو عرب میں رہتے تھے اور ان کے ساتھ معاہدے ہوئے تھے اور انہوں نے معاہدے توڑ دیئے تھے ان کو قتل کرو وَخُذُوهُمْ اور ان کو پکڑو، گرفتار کرو وَاحْصُرُوهُمْ اور ان کا محاصرہ اور گھیراؤ کرو وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ اور بیٹھو ان کیلئے ہر گھات میں جنہوں نے معاہدے کئے اور ان کی پاسداری نہیں کی فَإِنْ تَابُوا پس اگر وہ توبہ کر لیں کفر و شرک سے وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کریں نماز وَآتَوُا الزَّكٰوةَ اور ادا کریں زکوٰۃ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ تو چھوڑ دو ان کا راستہ۔ کہ اب انہوں نے کفر شرک سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا ہے، اندر کا معاملہ رب تعالیٰ کیساتھ ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مشرکوں کے ساتھ لڑوں حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہاں تک کہ وہ کلمہ پڑھ لیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کر لیں تو ان کی جان مال محفوظ، عزت محفوظ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے، باطنی معاملہ ان کا رب تعالیٰ کیساتھ ہے ہم ظاہر کے مکلّف ہیں۔ ظاہری طور پر وہ احکامِ اسلام کو قبول کریں اور ان پر عمل کریں تو مسلمان سمجھیں گے ہاں اگر وہ کوئی ایسا فعل کریں یا کوئی بات کریں جو کفریہ ہو تو پھر کافر سمجھیں گے۔ اور یہ بات کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی مسلمان نے دیدہ دانستہ نماز چھوڑی ہو۔ آپ ﷺ کے بعد تیس سالہ خلافت راشدہ کا دور گزرا ہے۔ اس دور میں بھی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی مسلمان نے نماز چھوڑی تھی اور اس کو فلاں سزا ملی تھی پھر ایک سو دس ہجری تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور ہے۔ آخری صحابی حضرت ابو الطفیل عامر ابن واثلہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں ۱۱۰ھ

میں فوت ہوئے ہیں گویا آپ ﷺ کی وفات کے بعد پورا سو سال صحابہ کرام کا دور تھا اس دور میں بھی کوئی نظیر نہیں ملتی کہ بے نماز کو سزا دی گئی ہو نماز چھوڑنے کا کوئی واقعہ پیش آتا تو سزا ملتی۔

بے نماز کا حکم ائمہ اربعہ کے نزدیک :

حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کا فیصلہ یہ ہے کہ جو شخص بغیر کسی شرعی عذر کے ایک نماز چھوڑے مرد ہو یا عورت یہ مرتد ہو گیا ہے اس کو قتل کر دیا جائے گا، کیونکہ مرتد کی سزا قتل ہے۔ حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر نماز کو اللہ تعالیٰ کا حکم اور فرض سمجھتا ہے مگر عملاً کوتاہی کی کہ نماز نہیں پڑھی تو وہ کافر تو نہیں ہے لیکن نماز ایک بڑا فریضہ ہے اس کے چھوڑنے کی وجہ سے تعزیراً اس کو قتل کیا جائے گا۔ صرف ایک نماز کی بات ہو رہی ہے پانچ کی نہیں، ہفتے، مہینے اور سال کی نمازوں کی بات نہیں، یہ اتنا پاپی گنہگار ہے کہ زمین اس کے وجود کو گوارہ نہیں کرتی تین امام اس بات پر متفق ہیں کہ بے نماز کو قتل کر دیا جائے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ غیر مشروط طور پر توبہ کر لے اور آئندہ کیلئے نماز پڑھنے کی تسلی کرائے اور عملاً نماز پڑھے تو اس کو چھوڑ دو اور اگر قیل وقال کرے تو اس کو جیل میں بند کر دو وہاں توبہ کرے یا مر جائے، اس کے وجود سے زمین کو پاک رکھو۔ الحمد للہ افغانستان میں طالبان کے پاس جو علاقہ ہے اس میں با قاعدہ یہ حکم جاری ہے وہاں تمہیں کوئی بے نمازی نہیں ملے گا۔ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ جب سے مرد یا عورت بالغ ہوئے ہیں اگر ان کے ذمہ ایک نماز بھی ہے تو وہ توبہ سے معاف نہیں ہوگی چاہے کروڑ مرتبہ بھی توبہ کریں جب تک اس کی قضا نہیں لوٹائیں گے۔ بہت سارے پڑھے لکھے لوگ بھی مغالطے کا شکار ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ توبہ ایسا چورن ہے کہ جس سے

سارے گناہ ہضم ہوجاتے ہیں لہذا اچھی طرح سمجھ لیں اور قیامت والے دن یہ نہ کہنا کہ ہمیں کسی نے بتلایا نہیں تھا نماز، روزہ، زکوٰۃ، عشر توبہ سے معاف نہیں ہوتے اگر کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کی قضا کرلو۔ نماز میں فرائض اور وتر واجب کی قضا ہے سنتوں اور نفلوں کی قضا نہیں ہے۔

قضا نمازیں پڑھنے کا طریقہ :

اور یہ بھی یاد رکھنا کہ جسطرح وقتی نمازوں میں ترتیب ضروری ہے قضا نمازوں میں بھی ترتیب ضروری ہے۔ اسلئے ہر آدمی سوچے کہ میں کب بالغ ہوا ہوں اور میں نے کتنی نمازیں پڑھی ہیں اور کتنی میرے ذمہ ہیں۔ ان کو باقاعدہ کاپی پر نوٹ کرے اور قضا نمازوں کی ترتیب اس طرح ہوگی کہ مثلاً ایک ہزار نماز اس کے ذمہ ہے فجر کی اور ہزار نماز ہے ظہر کی، قضا کرتے وقت یوں نیت کرے گا کہ میں ان میں سے پہلی فجر یا پہلی ظہر پڑھتا ہوں۔ پہلی پہلی کہتا جائے گا تو ترتیب قائم ہوجائے گی یا آخر سے شروع کرے کہ میرے ذمہ جو فجر کی ہزار نمازیں ہیں ان میں سے آخری پڑھتا ہوں آخری پڑھتا ہوں آخری آخری کہہ کر نیت کرتا جائے اس طرح ترتیب قائم رہے گی اور تین اوقات کے علاوہ جس وقت چاہے پڑھے۔

۱) سورج کے طلوع ہونے کے وقت (۲) زوال کے وقت (۳) اور غروب ہونے کے وقت نہیں پڑھ سکتا اور صبح صادق سے لیکر طلوع آفتاب تک نفلی عبادت بھی جائز نہیں ہے۔ قضا نماز پڑھ سکتا ہے، سجدہ تلاوت واجب ہے وہ بھی کرسکتا ہے، نماز جنازہ فرض کفایہ ہے پڑھ سکتا ہے۔ عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک نفلی عبادت نہیں کرسکتا۔ اہل ظواہر اور غیر مقلدین کا ایک طبقہ کہتا ہے کہ قضا نمازیں توبہ سے معاف ہوجاتی ہیں ان کا مغالطہ بھی

سمجھیں اور اس کا جواب بھی ذہن میں رکھیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بندہ نے جب ایک نماز چھوڑ دی تو وہ کافر ہو گیا اور کفر کے زمانے کی نمازوں کی قضا نہیں ہے کیونکہ کافر پر کوئی نماز ہی نہیں ہے قضا کس چیز کی کرے گا؟ اگر انہوں نے اس نظریہ پر چلنا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ ایک شخص شادی شدہ ہے اس نے ایک نماز چھوڑ دی اور نماز چھوڑنے کی وجہ سے وہ کافر ہو گیا۔ لہٰذا نمازوں کے قضا کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن کافر ہونے کی وجہ سے نکاح بھی ٹوٹ گیا آئندہ اولاد حرامی ہو گی اگر اس حالت میں مر گیا تو اس کا جنازہ بھی نہیں ہے اور اگر اس کا باپ یا بھائی فوت ہو گیا تو ان کی وراثت اس کو نہیں ملے گی، مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہیں کیا جائے گا۔ یہ تو بڑا مشکل مسئلہ ہے صرف اتنی بات نہیں ہے کہ کافر بنا کر نمازوں کی قضا ختم کرا دیں۔ اس سے یہ آسان ہے کہ بے نماز کو کافر نہ بنائیں ہفتہ دو ہفتے یا اس سے کم یا زیادہ وقت لگے گا نمازیں قضا ہو جائیں گی ورنہ مرتدوں والے سارے احکام نافذ ہو جائیں گے لہٰذا حساب لگا کر نمازوں کو قضا کرو۔ البتہ عورتوں کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ جن دنوں میں شریعت نے ان کو رخصت دی ہے حیض اور نفاس کے دنوں میں، ان دنوں کی نمازوں کی قضا ان کے ذمہ نہیں ہے۔ باقی جو نمازیں ان سے رہ گئی ہیں ان کی قضا انہوں نے کرنی ہے اور جسطرح نماز فرض ہے اسی طرح صاحب نصاب پر زکوٰۃ بھی فرض ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں کچھ لوگ جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے وہ غلط فہمی کا شکار ہو گئے کہ زکوٰۃ لینا صرف آنحضرت ﷺ کا کام تھا آپ ﷺ کے بعد زکوٰۃ وصول کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو خطاب فرمایا ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ [پ:۱۱] ”اے نبی کریم ﷺ آپ وصول کریں ان کے مالوں

میں سے زکوٰۃ، پاک کردیں ان کو اور تزکیہ کریں ان کا اس زکوٰۃ کے ساتھ اور ان کیلئے دعا کریں آپ کی دعا ان کیلئے باعث تسکین ہوگی۔'' لوگ آپ ﷺ کو آکر زکوٰۃ دیتے تھے۔ آپ ﷺ جمع کرنے کے بعد ضرورت مندوں میں تقسیم کردیتے تھے۔

مانعینِ زکوٰۃ کیخلاف جہاد کا اعلان :

آپ ﷺ کے وصال کے بعد کچھ لوگ کہنے لگے کہ قرآن نے آپ ﷺ کو لینے کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ چونکہ نہیں ہیں لہذا ہم کسی اور کو زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو زکوٰۃ دینے کا انکار کرے گا میں اس کے خلاف جہاد کرونگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں حج کے قائل ہیں ان کے ساتھ کیسے لڑو گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طبیعت جلالی تھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طبیعت بڑی ٹھنڈی تھی لیکن اس موقع پر وہ بھی جلال میں آگئے فرمانے لگے اے عمر! اَجَبَّارٌ فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَخَوَّارٌ فِی الْاِسْلَامِ'' کیا بہادر اور دلیر تھا جب کافر تھا اور اسلام میں اب کمزور کمزور باتیں کرتے ہو۔'' اَیُنْقَصُ دِیْنٌ وَاَنَا حَیٌّ'' کیا دین کم ہوتا جائے گا اور میں زندہ تماشا دیکھتا رہوں گا'' خدا کی قسم! جانور تو جانور رہے جو جانور کی رسی ہوتی ہے اگر وہ بھی زکوٰۃ میں نہ دیں گے تو میں ان کے خلاف لڑوں گا اور واقعتاً لڑے بعض نے توبہ کی اور بہت سے آدمی مارے گئے۔ تو جو زکوٰۃ کا انکار کرے گا اس کے خلاف جہاد ہوگا جو نماز کا انکار کرے گا اس کے خلاف بھی جہاد ہوگا۔

حکومتی سطح پر زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم :

ضیاء نے بہت سی غلطیاں کی تھیں۔ ان میں سے ایک غلطی یہ بھی تھی کہ اس نے حکومتی سطح پر زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا تھا ہم نے اس وقت بھی گرفت کی تھی کہ حکومت

اس کی مُجاز نہیں ہے حکومت صرف جانوروں کی زکوٰۃ اور زمین کی پیداوار سے عشر وصول کر نے کا اختیار رکھتی ہے نقد پیسے اور سامان تجارت کی زکوٰۃ خود مالک اپنی مرضی سے دے گا۔ اور ہم نے یہ بھی کہا تھا کہ حکومتی سطح پر وصول کی جانے والی زکوٰۃ اپنے مصرف میں خرچ نہیں ہوگی کوئی اس رقم سے گلیاں بنوائے گا، کوئی الیکشن لڑے گا، کوئی کچھ کرے گا اور کوئی کچھ کرے گا اور ہمارے خدشات درست ثابت ہوئے اور اب حکومت بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے۔ اصل بات یہ تھی کہ ضیاء الحق مشیروں کی اندرونی بات کو نہیں سمجھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ زکوٰۃ حکومت وصول کرے گی تو یہ دینی مدارس جو زکوٰۃ پر چل رہے ہیں بند ہو جائیں گے لیکن الحمد للہ کوئی بھی بند نہیں ہوا بلکہ مزید بڑے ہیں۔ ان شریروں کی پالیسی کامیاب نہ ہوئی۔ اسی طرح ضیاء سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ وفاق المدارس سے فارغ ہونے والے طلباء کو ایم۔ اے کی ڈگری دیں لیکن اس کے مشیر نہ مانے۔ علماء کو آگے نہیں آنے دیتے بلکہ کوشش کرتے ہیں کہ علماء کو اپنے تابع کرلیں اس کیلئے بڑی کوشش کرتے اور منصوبے بناتے رہتے ہیں۔ نصرت العلوم میں الحمد للہ اسوقت اٹھارہ سو طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں اور ستر افراد پر مشتمل عملہ ہے اور ان کا صدر مدرس اور نگران تعلیم میں ہوں۔ ہمیں حکومت نے پیشکش کی کہ آپ کے مدرسہ میں دورہ حدیث بھی ہوتا ہے لہذا تمہیں چار لاکھ روپیہ سالانہ ملے گا صوبے سے بھی اور مرکز سے بھی، پیغام آیا ہم نے انکار کر دیا کہ ہم حکومتی امداد نہیں لیں گے۔ انہوں نے دھمکی دی کہ حکومت تمہیں گرفتار کرے گی ہم نے کہا کرے گرفتار یہ کونسی نئی بات ہے ہم نے پہلے قیدیں بھگتی ہیں۔ یہاں ہمارے صدر چوہدری اعجاز صاحب نے پہلے سال غلطی کی اور میری لاعلمی میں ایک سال کی زکوٰۃ وصول کرلی میں ناراض ہوا کہ تم نے کیوں وصول کی؟ کہنے لگا مجھے علم نہیں تھا اس کے بعد آج

تک حکومت سے ایک پیسہ بھی وصول نہیں کیا۔تو ان کے سارے حربے ناکام ہوئے اور ہوں گے اسلام نہیں مٹے گا اسلام کو مٹاتے والے خود مٹ جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ فرمایا اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔آگے اور حکم ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اور اگر کوئی ایک بھی مشرکوں میں سے اسْتَجَارَکَ پناہ مانگے آپ سے فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ پس آپ پناہ دیں اس کو یہاںتک کہ وہ سن لے اللہ تعالیٰ کا کلام۔یعنی اگر کوئی کافر کہے کہ میں تمہارا دین سمجھنا چاہتا ہوں مجھے اپنا دین سمجھاؤ،سمجھ آ گئی تو قبول کرلوں گا تو ایسے آدمی کو پناہ دو اور سمجھاؤ،اس کے شبہات دور کرو ثُمَّ اَبْلِغْہُ مَاْمَنَہٗ پھر پہنچادیں اس کو امن کی جگہ تک۔کہ وہ سوچے کہ جو باتیں مجھے کہی گئی ہیں وہ حق ہیں اگر قبول کرلے تو فَبِھَا ورنہ وہ بھی دوسرے کافروں کی طرح ہے ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ اس لئے کہ یہ قوم ہے جو نہیں جانتی۔لہذا اس کو تم پہلے دینی علم سکھادو۔یہ دینِ فطرت ہے اسلام ایسا مذھب ہے جو فطرت کے مطابق ہے اگر کسی میں ضد نہ ہو تو فوراً قبول کرے گا اور ضد کا دنیا میں کوئی علاج نہیں ہے۔

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ کیسے ہوسکتا ہے مشرکوں کیلئے عہد عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اللہ تعالیٰ کے ہاں اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے ہاں اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مگر وہ لوگ جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مسجد حرام کے پاس فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ پس جس وقت تک وہ قائم رہیں تمہارے لئے فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ پس تم بھی قائم رہو ان کیلئے اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پرہیزگاروں کے ساتھ كَيْفَ کیسے ان کے وعدے کا اعتبار ہوسکتا ہے وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ اور اگر وہ تم پر غلبہ پالیں لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً نہیں لحاظ کریں گے رشتہ داری کا اور نہ عہد و پیمان کا يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ یہ تمہیں راضی کرتے ہیں اپنے مونہوں کی بات سے وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ

اور انکار کرتے ہیں دل ان کے وَاَکْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ اور اکثر ان کے نافرمان ہیں اِشْتَرَوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا خریدا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت کو فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ پس روکا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے سے اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بیشک بُری ہے وہ کاروائی جو وہ کرتے ہیں۔

پہلے اجمالاً بیان ہوا ہے کہ ۶ھ ذوالقعدہ کے مہینے میں آنحضرت ﷺ نے پندرہ سو صحابہ کرام ؓ کے ہمراہ ذوالحلیفہ (جس کو آج کل بیر علی کہتے ہیں) کے مقام پر عمرے کا احرام باندھا اور لَبَّیْکَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ بِعُمْرَةٍ کہتے ہوئے چل پڑے۔ اس وقت تک حج فرض نہیں ہوا تھا۔ جب مکہ مکرمہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے جس کو آج کل شمیسہ کہتے ہیں اور وہ مکہ مکرمہ میں شامل ہو گیا ہے بلکہ مکہ مکرمہ پھیل کر اس سے آگے نکل گیا ہے۔ قریش مکہ کو علم ہوا تو انہوں نے ہنگامی طور پر اعلان کر دیا کہ اکٹھے ہو جاؤ ہم پر حملہ ہونے والا ہے۔ چونکہ اس سے قبل تین لڑائیاں ہو چکی تھیں بدر، احد، خندق اسلئے ان کو شبہ ہوا کہ ہم پر حملہ کیلئے آ رہے ہیں حالانکہ آپ ﷺ تو عمرہ کی ادائیگی کیلئے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے بڑی تحقیق کی ایک نمائندہ بھیجا، دوسرا بھیجا، تیسرا بھیجا پھر ان کو یقین ہو گیا کہ واقعی یہ عمرہ کیلئے آئے ہیں احرام باندھے ہوئے ہیں اور احرام کی وہ بھی عزت کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ آدمی احرام کی حالت میں مکھی مچھر تک نہیں مار سکتا چہ جائیکہ وہ لڑائی کرے گا۔ یہ جانتے ہوئے بھی ضد میں آ گئے اور کہنے لگے کہ ہمیں یقین ہے کہ تم عمرے کیلئے آئے ہو لڑنے کیلئے نہیں لیکن اس سال اجازت نہیں دیں گے کہ ہماری کمزوری سمجھی جائے گی اگلے سال آؤ عمرہ کرو، طواف کرو ضد کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اس موقع پر ان کیساتھ

دس سال کا معاہدہ ہوا تھا لیکن مشرکوں نے معاہدے کی پاسداری نہ کی۔ اس معاہدے کی ایک شق تھی کہ عرب میں جو خاندان قریش کے ساتھ ملنا چاہے مل جائے اور جو مسلمانوں کے ساتھ ملنا چاہے مل جائے اور وہ بھی اس معاہدے کے پابند ہونگے۔

چنانچہ قبیلہ بنو بکر جو کافی بڑا قبیلہ تھا قریش مکہ کیساتھ مل گیا اور قبیلہ بنو خزاعہ اگرچہ کافر قبیلہ تھا لیکن آنحضرت ﷺ کا خیر خواہ تھا وہ مسلمانوں کے ساتھ مل گیا ذوالقعدہ میں یہ معاہدہ ہوا!! اور محرم کے مہینے میں بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ قریش نے بنو بکر کو اسلحہ بھی دیا، مالی معاونت بھی کی اور آدمی بھی دیئے اور معاہدہ توڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب ہمیں بھی اس کی پابندی کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں..... كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ کیسے ہوسکتا ہے مشرکوں کیلئے عہد عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ اللہ تعالیٰ کے ہاں اور اللہ تعالیٰ کے رسول کے ہاں۔ کیونکہ وعدے کا پاس تو اس کو ہوتا ہے کہ جس کا یہ ذہن ہو کہ اگر اس کی خلاف ورزی کرونگا تو گنہگار ہو جاؤ گا اور قیامت والے دن مجھ سے پوچھا جائے گا اور جو شخص قیامت کا ہی قائل نہیں ہے ثواب عقاب کا قائل نہیں ہے وہ وعدے کا کیا خیال رکھے گا۔

منافق کی علامتیں :

حدیث پاک میں آتا ہے کہ منافق کی چار علامتیں ہیں پہلی علامت یہ ہے کہ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور دوسری حدیث میں آتا ہے کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو وہ فرشتہ جو ہونٹ کے پاس ہوتا ہے درود شریف پہنچانے کیلئے، تسبیحات پہنچانے کیلئے، وہ ایک میل دور بھاگ جاتا ہے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں تو بدبو نہیں آتی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے نشوونما ہی جھوٹ میں پائی

ہے اس لئے ہمیں بدبونہیں آتی ۔جسطرح گندے نالے پر رہنے والوں کی حس ختم ہو جاتی ہے اور ان کو بدبو محسوس نہیں ہوتی اور جو باہر سے ملنے کیلئے ان کے پاس جائے تو اس کو محسوس ہوتی ہے ۔اور فرشتے چونکہ پاک نفوس اور معصوم ہیں اس لئے ان کو بو آتی ہے ۔ منافق کی دوسری علامت اِذَا عَاھَدَ غَدَرَ جب کسی سے معاہدہ کرتا ہے تو غداری کرتا ہے ۔ معاہدہ شخصی اور انفرادی بھی ہوتا ہے جماعتی ،قومی اور حکومتی سطح پر بھی ہوتا ہے ۔یہ منافق کسی سے انفرادی طور پر معاہدہ کرتا ہے تو اس کی بھی مخالفت کرتا ہے جماعتی شکل میں ہو تو اس کی بھی مخالفت کرتا ہے ۔منافق کی تیسری علامت اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے اور بات کی بھی امانت ہوتی ہے ۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ ''جب کوئی آدمی تم سے گفتگو کر رہا ہو اور دائیں بائیں دیکھتا ہو تو سمجھ لو کہ اس کی بات تمہارے پاس امانت ہے ۔'' اور علم کی بھی امانت ہوتی ہے ،مشورے کی بھی امانت ہوتی ہے اَلْمُسْتَشَارُ اَمِیْنٌ ''جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہے ۔''

لہذا جو بات اس کے حق میں صحیح سمجھتا ہے وہ بتلائے اگر غلط بتلائے گا تو خائن ہو گا اور نتیجہ بھی اس کے اختیار میں نہیں ہے ۔بعض دفعہ آدمی اپنی سوچ کے مطابق اپنی صوابدید کے مطابق ایک بات کا فیصلہ کرتا ہے لیکن اس کا نتیجہ الٹ نکلتا ہے لہذا جب مشورہ دے تو اس میں خیانت نہ کرے ۔منافق کی چھوتھی علامت اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ جب کسی سے جھگڑا کرتا ہے تو گالیاں دیتا ہے ۔معاف رکھنا آج ہم نے گالیوں میں منافقوں کو بھی چار قدم پیچھے چھوڑ دیا ہے کہ ہم تو ہنسی اور مذاق میں گالیاں نکالتے ہیں گالیاں ہمارا ورد وظیفہ ہے ۔جس میں یہ چار علامتیں ہوں گی وہ پکا منافق ہے اور جس میں ایک پائی جائے وہ ایک درجے کا اور جس میں دو علامتیں پائی جائیں گی وہ دو درجے کا اور جس میں تین پائی جائیں

گی وہ تین درجوں کا منافق ہوگا۔ تو وعدے کی خلاف ورزی یہ منافقوں کا کام ہے لہذا وعدہ جس سے کرو سوچ سمجھ کر کرو دفع الوقتی نہ کرو کہ اب تو وقت پاس کرو بعد میں دیکھا جائے گا، یہ گناہ ہے۔ جب دل اور زبان نہ ملیں تو گناہ ہے وعدہ کرو پورا کرنے کیلئے کرو تو اللہ تعالیٰ بھی اسباب پیدا فرمادیتے ہیں ہاں اگر کار قضا یعنی تقدیراً پورا نہ ہوسکے، بیمار ہوگیا کوئی اور عذر پیش آگیا تو وہ الگ بات ہے۔ بلاعذر وعدہ خلافی منافقوں اور کافروں کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... کیا اعتبار ہے مشرکوں کے وعدے کا اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ مگر وہ لوگ جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مسجد حرام کے پاس۔ اس سے مراد معاہدہ حدیبیہ ہے کہ حدیبیہ مسجد حرام سے چھ میل کے فاصلے پر ہے فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ پس جس وقت تک وہ قائم رہیں گے تمہارے لئے فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ پس تم بھی قائم رہو ان کیلئے۔ یعنی اگر وہ پابندی کریں تو تم بھی پابندی کرو اگر وہ معاہدے کو توڑ دیں تو تم بھی اس کے پابند نہیں ہو۔ چنانچہ ہوا یہ کہ بنو بکر جو قریش مکہ کا حلیف تھا اس نے زیادتی کی قبیلہ بنو خزاعہ پر جو حلیف تھا مسلمانوں کا۔ قبیلہ بنو بکر افراد اور اسلحہ کے اعتبار سے بڑا طاقتور تھا اور بنو خزاعہ انکی بنسبت کمزور تھا۔ قبیلہ بنو خزاعہ کا وفد فریاد لیکر آنحضرت ﷺ کے پاس آیا کہنے لگے حضرت ہم آپ کے حلیف اور دوست ہیں بنو بکر نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے اور ہمارے آدمی مار ڈالے ہیں اور قریش نے ان کی معاونت کی ہے۔ اور عکرمہ ابو جہل کا لڑکا معاونت کرنے والوں کا سرغنہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے تحقیق کرائی تو معلوم ہوا کہ بنو خزاعہ والے سچے ہیں۔ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ وفد بھیجا کہ تم نے ہمارے دوستوں کیساتھ زیادتی کی ہے لہذا یا تو مقتولین کی دیت ادا کردو یا پھر یہ سمجھو کہ ہمارے

تمہارے درمیان جو معاہدہ تھا وہ ختم ہو گیا ہے۔ قریش مکہ نے کہا ہاں ٹھیک ہے یہی سمجھو کہ معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔ وفد واپس آ گیا تو بعد میں فکر مند ہوئے کہ ہم نے جذبات میں آ کر کیا کہہ دیا ہے۔ مشورے میں یہ طے ہوا کہ زبانی کلامی معاہدہ برقرار رکھو اور دل سے ختم سمجھو۔ چنانچہ اس کیلئے انہوں نے ابوسفیان جو اس وقت تک ﷺ نہیں ہوئے تھے کو مدینہ طیبہ بھیجا۔ وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور بڑے میٹھے انداز میں کہنے لگے کہ ہمارے تمہارے درمیان معاہدہ برقرار ہے ایسے ہی کچھ جذباتی آدمیوں نے کہہ دیا تھا کہ معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ چچا جان اگر معاہدہ قائم ہے تو مقتولین کی دیت ادا کرو کہنے لگا دیت کی بات نہ کرو بس میں آ گیا ہوں میرے آنے کو سب کچھ سمجھو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کی کوئی حیثیت نہیں ہے ضابطے کے مطابق بات کرو مگر وہ باتیں کرتا ہوا اٹھ کر چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر وہ پابندی کریں تم بھی پابندی کرو ورنہ نہیں اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پرہیزگاروں کے ساتھ کَیْفَ وَاِنْ یَّظْهَرُوْا عَلَیْكُمْ کیسے ان کے وعدوں کا اعتبار ہو سکتا ہے اور اگر وہ تم پر غلبہ پالیں لَا یَرْقُبُوْا فِیْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً نہیں لحاظ کریں گے رشتہ داری کا اور نہ عہد و پیمان کا۔ یہ ''اِلًّا'' استثنائی نہیں ہے یہ اسم ہے بمعنی قرابت داری۔ یُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ یہ تمہیں راضی کرتے ہیں اپنے مونہوں کی بات سے وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ اور انکار کرتے ہیں دل ان کے۔ اس لئے کہ مشرک آخرت کا قائل نہیں ہے کہ قیامت آنی ہے اور مجھ سے باز پرس ہو گی میں نے جواب دینا ہے۔ لہذا مشرک کے کسی وعدے کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ معاہدے کی بنیاد یہی ہے کہ قیامت قائم ہونی ہے اور قیامت والے دن مجھ سے

سوال ہوگا اور میں جواب دے سکوں گا کہ اے پروردگار! میں نے وعدہ نبھانے کی پوری کوشش کی تھی۔

حضرت مدنیؒ کا واقعہ :

حضرت مدنیؒ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک جلسے میں پہنچنے کا وعدہ کر لیا سوئے اتفاق کہ گاڑی لیٹ ہوگئی وہ وقت پر نہیں پہنچ سکتے تھے دوسری سواری کا انتظام نہیں تھا حضرت نے جیب سے گھڑی نکال کر دیکھی وقت کم تھا حضرت پہلوان قسم کے آدمی تھے ساتھی سے فرمایا کہ دوڑو...... ساتھی نے کہا حضرت دوڑیں کیسے؟ فرمایا دوڑ کر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اگر راستے میں تھک کر گر پڑے تو قیامت والے دن کہہ سکیں گے کہ پروردگار ہم نے وعدہ پورا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم وعدے کو کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ ہمارے ہاں وعدہ تار عنکبوت مکڑی کا جالا ہے یاد رکھنا! کسی سے وعدہ نہ کرنا اگر کرو تو اس کو نبھاؤ کسی کو مغالطے میں نہ رکھو یہ منافقوں اور مشرکوں کی علامت ہے۔ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ اور اکثر ان کے نافرمان ہیں۔ ہمیشہ اکثریت نافرمانوں کی رہی ہے اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا خریدا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت کو۔ آیات سے مراد قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم مکہ مکرمہ میں نازل ہونا شروع ہوا اور مکے والوں کی زبان میں نازل ہوا وہ اس کی فصاحت و بلاغت کو سمجھتے جانتے تھے اور قرآن کریم کے اثر کو بھی مانتے تھے اسی لئے کہتے تھے لَاتَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ [۲۴/حم سجدہ:۲۶] ''نہ سنو اس قرآن کو اور شور مچاؤ اس میں تاکہ تم غالب ہو جاؤ'' کہ شور مچاؤ گے تو دوسرے سنیں گے نہیں اور ان پر اثر نہیں ہوگا یہ کافروں کا مشن تھا اور وہ قرآن کریم کا اتنا اثر مانتے تھے کہ اس

کو سحر مبین سے تعبیر کرتے تھے قرآن پاک کے بدلے میں دنیا کی حقیر چیزیں حاصل کرتے تھے۔ جاہ، اقتدار، چودھراہٹ، دولت یہ تمام چیزیں ثمن قلیل ہیں۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اسکی قدر مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ دیتا۔ اگر وہ لوگ اس حقیر دنیاوی مفاد کی بجائے آخرت کی فکر کرتے تو کامیاب ہو جاتے مگر انہوں نے حقیر چیز کو پسند کیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے راستے سے خود بھی بھٹک گئے فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کے راستے سے بھٹکایا اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بیشک بری ہے وہ کاروائی جو وہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بھی اور ان کی کاروائی سے بھی بچائے اور محفوظ فرمائے۔

لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ○ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ○ وَاِنْ نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْکُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ○ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ○ قَاتِلُوْهُمْ یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَیْدِیْکُمْ وَیُخْزِهِمْ وَیَنْصُرْکُمْ عَلَیْهِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ ○ وَیُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَیَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○

لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً نہیں لحاظ کرتے وہ کسی مومن کے بارے میں قرابتداری کا اور نہ عہد و پیمان کا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ اور یہی لوگ ہیں تجاوز کرنے والے فَاِنْ تَابُوْا پس وہ اگر توبہ کرلیں وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور قائم کریں نماز وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کریں فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ

پس تمہارے بھائی ہیں وہ دین میں وَنُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ اور ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیات لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ایسی قوم کیلئے جو جانتی ہے وَاِنْ نَّکَثُوْآ اَیْمَانَھُمْ اور اگر وہ توڑ دیں اپنے وعدے کو مِنْ بَعْدِ عَھْدِھِمْ اپنے عہد کرنے کے بعد وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ اور طعن کریں تمہارے دین میں فَقَاتِلُوْآ اَئِمَّةَ الْکُفْرِ پس لڑو تم کفر کے سرداروں کیساتھ اِنَّھُمْ لَآ اَیْمَانَ لَھُمْ بیشک ان کا کوئی وعدہ نہیں ہے لَعَلَّھُمْ یَنْتَھُوْنَ تاکہ وہ باز آجائیں اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا کیوں نہیں لڑتے تم اس قوم سے نَّکَثُوْآ اَیْمَانَھُمْ جنہوں نے اپنے وعدے توڑ دیئے وَھَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ اور انہوں نے قصد کیا رسول کو نکالنے کا وَھُمْ بَدَءُ وْکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اور انہوں نے ابتدا کی تمہارے ساتھ پہلی مرتبہ اَتَخْشَوْنَھُمْ کیا تم ان سے ڈرتے ہو فَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْہُ پس اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ اگر ہو تم مومن قَاتِلُوْھُمْ لڑو تم ان کیساتھ یُعَذِّبْھُمُ اللّٰہُ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دیگا بِاَیْدِیْکُمْ تمہارے ہاتھوں سے وَیُخْزِھِمْ اور ان کو رسوا کرے گا وَیَنْصُرْکُمْ عَلَیْھِمْ اور تمہاری مدد کریگا ان کیخلاف وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اور شفا دے گا مومنوں کے دلوں کو وَیُذْھِبْ غَیْظَ قُلُوْبِھِمْ اور دور کردیگا ان کے دلوں کے غصے کو وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ رجوع فرمائے گا جس پر چاہے گا وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ کافر مشرک اور منافق کے وعدے کا کوئی اعتبار نہیں ہے یُرْضُوْنَکُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ یہ مونہوں سے تم کو راضی کرتے ہیں اور دل ان کے منکر ہیں۔ حالانکہ بات تو وہ ہوتی ہے جو دل سے نکلے۔ یہ لوگ وعدہ کرتے ہیں دفع الوقتی کیلئے اور حال ان کا یہ ہے کہ لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً نہیں لحاظ کرتے وہ کسی مومن کے بارے میں قرابتداری کا اور نہ عہد و پیمان کا۔ پہلے بھی اس مضمون کی آیت گزری ہے یہاں جو اِلًّا ہے یہ حرفِ استثناء نہیں ہے بلکہ یہ اسم ہے اور اس کا معنٰی قرابتداری ہے۔ یہ کفر میں اتنے پختہ ہیں کہ وہ رشتہ داری کا بھی خیال نہیں کرتے۔ حالانکہ عربوں میں عزیز واقارب کا بڑا لحاظ ہوتا تھا لیکن مومنو! تمہارے لئے قطعاً کوئی رعایت کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ اور یہی لوگ ہیں حد سے تجاوز کرنے والے فَاِنْ تَابُوْا پس اگر وہ توبہ کرلیں کفر شرک سے وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور وہ قائم کریں نماز کو۔ کیونکہ نماز تمام عبادات میں سے اہم عبادت ہے۔ قیامت والے دن حقوق اللہ میں سے سب سے پہلے سوال نماز کا ہوگا اَوَّلُ مَا یُحَاسَبُ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَلصَّلٰوةُ ''پہلی وہ چیز کہ بندے کا حساب لیا جائے گا قیامت والے دن وہ نماز ہے۔'' پہلا پرچہ نماز کا ہوگا اگر نماز صحیح نکلی تو امید ہے ان شاء اللہ العزیز باقی کام بھی ٹھیک نکلیں گے اور اگر پہلے پرچے میں ہی رہ گیا تو بعد والے پرچوں میں اس کا کیا حال ہوگا؟ اور قائم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کو شرائط کیساتھ ادا کرتے ہیں، وقت پر پڑھتے ہیں فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کیساتھ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ اور زکوۃ ادا کریں۔ مالی عبادات میں زکوۃ بڑی عبادت ہے جسطرح بدنی عبادتوں میں نماز بڑی عبادت ہے۔ ان دونوں بڑی عبادتوں کا ذکر کر کے فرمایا فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ پس وہ تمہارے بھائی ہیں دین میں۔ جیسے تم نے دین قبول کیا اور

مسلمان ہوگئے اب وہ بھی مسلمان ہیں وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ اور ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں آیات لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ایسی قوم کیلئے جو جانتی ہے۔ علم کیساتھ تعلق رکھتی ہے ان کیلئے ہم نے کوئی خفا نہیں چھوڑا بڑی تفصیل سے باتیں بیان کردی ہیں اور اگر وہ توبہ نہ کریں وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ اور اگر وہ توڑ دیں اپنے وعدے کو اپنے عہد کرنے کے بعد وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ اور طعن کریں تمہارے دین میں فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ پس لڑو تم کفر کے سرداروں کیساتھ۔ ان کے پیشواؤں، اماموں، لیڈروں اور وڈیروں سے مقابلہ کرواور لڑو۔

صلح حدیبیہ کی شرائط :

یہ بات پہلے بھی بیان ہوئی ہے کہ حدیبیہ کے مقام پر قریش مکہ کیساتھ معاہدہ ہوا تھا جس کی تفصیل آج بھی حدیث، تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں موجود ہے کہ......

۱)......مسلمان اس سال واپس چلے جائیں۔

۲)......اگلے سال آئیں تو صرف تین دن قیام کرکے چلے جائیں۔

۳)......ہتھیار لگا کر نہ آئیں صرف تلوار ساتھ لائیں وہ بھی نیام میں۔

۴)......مکہ میں جو مسلمان پہلے سے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو ساتھ نہ لے جائیں اور مسلمانوں میں سے کوئی مکہ میں رہ جانا چاہے تو اس کو نہ روکیں۔

۵)......کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ جائے تو واپس کردیا جائے لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ میں جائے تو واپس نہیں جائے گا۔

۶)......قبائل عرب کو اختیار ہوگا کہ فریقین میں سے جس کیساتھ چاہیں معاہدہ میں شریک ہوجائیں۔ لیکن......

معاہدہ کو ڈیڑھ سال بھی نہ گزرا کہ انہوں نے عہد شکنی کی کہ قبیلہ بنو بکر (جو قریش کا حلیف تھا) نے قبیلہ بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا جو آنحضرت ﷺ کا دوست اور حلیف تھا اور مکہ والوں نے بنو بکر کو اسلحہ بھی دیا، مال بھی دیا اور آدمی بھی دیئے اور ان کو اکسایا اور ابھارا بھی۔ جو شریروں اور فسادیوں کا طریقہ ہوتا ہے وہ انہوں نے سارا اختیار کیا عہد شکنی کی اور دین کا مذاق بھی اڑاتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ اپنا وعدہ توڑ دیں عہد کرنے کے بعد اور طعن کریں تمہارے دین کے بارے میں اور چھٹے پارے میں تم پڑھ چکے ہو کہ مسلمان جب اذان دیتے اور نماز پڑھتے تو اِتَّخَذُوْھَا ھُزُوًا یہ اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ نماز کی نقل اتارتے، رکوع کی، سجدے کی، سلام پھیرنے کی، کبھی مؤذن کی طرح اذان کی آواز نکالتے وغیرہ وغیرہ۔ اور مسئلہ یاد رکھنا دینؒ کی کسی چیز کیساتھ مسخرہ کرنا کفر ہے۔

فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ جو چیزیں قرآن کریم اور حدیثِ متواتر سے ثابت نہیں یعنی قطعی الثبوت نہیں ہیں لیکن خبرِ واحد سے ثابت ہیں اور جو چیز خبر واحد سے ثابت ہوتی ہے وہ ظنی ہوتی ہے اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہے مگر اس کے ساتھ مذاق کرنے والا کافر ہے۔ اور جو چیز قرآن سے ثابت ہے یا حدیثِ متواتر سے ثابت ہے اسکا منکر کافر ہے۔ ایک آدمی نے مونچھیں صاف کیں استرے کیساتھ دوسرے نے اس کے ساتھ مذاق کیا کہ تو نے یہ کیا پھاٹک بنایا ہے تو اس نے اس آدمی کیخلاف قاضی القضاۃ امام ابو یوسفؒ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا کہ اس نے میرے ساتھ یہ مذاق کیا ہے تو قاضیٔ وقت نے اس کے مرتد ہونے کا فیصلہ دیا کہ اس نے آنحضرت ﷺ کی ایک سنت کے ساتھ مذاق کیا ہے لہذا یہ مسلمان نہیں رہا۔ مونچھوں کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ قینچی کیساتھ کاٹنی بھی جائز ہیں

لیکن افضل یہ ہے کہ استرے سے صاف کی جائیں امام ابوحنیفہ اور ان کیساتھ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ اسی کے قائل ہیں کہ استرے کے ساتھ مونڈنے میں زیادہ فضیلت ہے۔ تو مسئلہ یہ بیان ہو رہا تھا کہ جو چیز خبر واحد سے ثابت ہے اس کا انکار کرنا کفر نہیں ہے لیکن استہزاء کرنا کفر ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے دور میں ایک شخص نے یہ حدیث پیش کی کہ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یُحِبُّ الْقَرْعَ وَفِیْ رِوَایَۃِ الدُّبَّا ''آنحضرت ﷺ کدو پسند فرماتے تھے خوش ہو کر کھاتے تھے۔'' مجلس میں ایک آدمی نے کہا اَمَّا اَنَا فَلَا اُحِبُّ الْقَرْعَ بہر حال میں کدو کو پسند نہیں کرتا۔ ان الفاظ پر مقدمہ درج ہوا اور قاضی صاحب نے اس کے مرتد ہونے کا فیصلہ سنایا۔ اگر تجھے پسند نہیں ہے نہ کھا شریعت تجھے مجبور نہیں کرتی لیکن آنحضرت ﷺ کی پسند کے مقابلہ میں ناک چڑھا: کفر ہے۔ یاد رکھنا! دین کی کسی بات کا مذاق اڑانا انکار کرنے سے بھی سخت جرم ہے۔ اور ہم سے ایسی باتیں غیر شعوری طور پر نکل جاتی ہیں جو کفر کے زمرے میں آتی ہیں اور نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ ہر مہینے نکاح کی تجدید کرنی چاہئے تاکہ اولاد حلالی ہو۔ تو فرمایا کہ یہ تمہارے دین میں طعن کرتے ہیں پس لڑو تم کفر کے سرغنوں کیساتھ اِنَّھُمْ لَآ اَیْمَانَ لَھُمْ بیشک ان کا کوئی وعدہ نہیں ہے انکی کوئی قسم نہیں ہے۔ کیوں لڑو؟ لَعَلَّھُمْ یَنْتَھُوْنَ تاکہ وہ باز آجائیں کفر شرک سے، بدی سے اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا کیوں نہیں لڑتے تم اس قوم سے نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ جنہوں نے اپنے وعدے توڑ دیئے وَھَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ اور انہوں نے قصد کیا رسول کو نکالنے کا مکہ مکرمہ سے۔ یہ بات تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ صرف نکالنے کا ارادہ نہیں کیا بلکہ شہید کرنے کا ارادہ کیا اور قتل کرنے کیلئے آدمی متعین کر دیئے گئے، وقت متعین کر دیا گیا آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا مگر جس کو رب رکھے اس کو

کون چکھے اوران کاقتل کرنے کا منصوبہ ہی آپ ﷺ کے نکلنے کا سبب بنا کہ آپ ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیساتھ وہاں سے نکلے تین دن غارِ ثور میں رہے پھر وہاں سے چل کر مدینہ منورہ پہنچے۔ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ اور انہوں نے ابتدا کی تمہارے ساتھ پہلی مرتبہ کہ بنو بکر نے چڑھائی کی بنو خزاعہ پر اور قریش مکہ نے ان کی مدد کی۔ اور مسلمانوں کے حلیف پر حملہ مسلمانوں پر ہی حملہ تھا اور آنحضرت ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لے آئے تو کرز ابن جابر فہری جو عرب کا بڑا رئیس تھا یہ اپنی فوج لیکر آیا اور چراگاہ سے بیت المال کے اونٹ لیکر بھاگا۔ یہ بھی بنیاد تھی ان کی شرارت کی اس کے بعد بدر، احد اور دوسرے غزوات پیش آئے اَتَخْشَوْنَهُمْ کیا تم ان سے ڈرتے ہو فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ پس اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اگر ہو تم مومن۔ رب سے ڈرو کافروں سے نہ ڈرو قَاتِلُوْهُمْ لڑو تم ان کیساتھ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دیگا تمہارے ہاتھوں سے وَيُخْزِهِمْ اور ان کو رسوا کرے گا اس طرح کہ تھوڑے اور معمولی اسلحہ والے زیادہ تعداد اور زیادہ اسلحہ والوں کو مار ڈالیں یہ تھوڑی ذلت ہے۔ بدر میں مسلمانوں کے پاس آٹھ تلواریں تھیں اور مقابلے میں ہزار تلوار تھی اور ان کے ستر مارے گئے، ستر گرفتار ہوئے اور باقیوں کو بھاگنے کا راستہ نہ ملا۔ جب گھر گئے تو عورتوں نے طعنے دیئے کہ تمہارا باپ مر گیا، بھائی مر گیا تم کیوں آئے ہو تم بھی مر جاتے۔ اور کئی ماہ تک چھپتے پھرتے رہے۔ فرمایا وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ اور تمہاری مدد کریگا ان کیخلاف وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ اور شفا دے گا مومنوں کے دلوں کو اس طرح کہ کافروں کے خلاف جو بغض و کینہ ہے مومنوں کے دلوں میں تو جب مومن اپنے ہاتھوں سے ان کو ماریں گے تو مومنوں کو شفا ہوگی وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ اور دور کر دیگا ان کے دلوں کے غصے کو جو تمہارے خلاف

ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں قرآن کے باغی ہیں یہ دور ہو جائے گا وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ رجوع فرمائے گا جس پر چاہے گا کہ اس کو توبہ کی توفیق ہو جائے چنانچہ ان میں سے بہت سے لوگ اپنے کفر پر نادم ہوئے اور مسلمان ہوئے۔ کفر کے زمانے کی کاروائیوں پر افسوس کرتے تھے کہ ہم کیا کیا کرتے رہے لیکن الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کی توفیق دی ہے وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے اور اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہے۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَکُوْا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْکُمْ وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِیْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ بِالْکُفْرِ ؕ اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِی النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَی الزَّکٰوةَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۝

اَمْ حَسِبْتُمْ کیا تم گمان کرتے ہو اَنْ تُتْرَکُوْا اس بات کا کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْکُمْ حالانکہ ابھی تک ظاہر نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور نہیں بنایا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا وَلَا رَسُوْلِهٖ اور نہ اس کے رسول کے سوا وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَةً اور مومنوں کے سوا راز دان وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس کارروائی سے جو تم کرتے ہو مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ نہیں ہے لائق شرک کرنے والوں کے اَنْ یَّعْمُرُوْا

مَسٰجِدَ اللّٰہِ کہ وہ آباد کریں اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو شٰھِدِیْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ بِالْکُفْرِ گواہی دیتے ہوئے اپنے نفسوں پر کفر کی اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو چکے ہیں وَفِی النَّارِ ھُمْ خٰلِدُوْنَ اور وہ دوزخ میں رہیں گے ہمیشہ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ پختہ بات ہے کہ آباد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر ایمان لائے وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ اور نماز قائم کی وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ اور زکوٰۃ ادا کی وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ اور نہ ڈرے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے فَعَسٰٓی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ پس قریب ہے کہ یہی لوگ ہوں گے ہدایت پانے والوں میں سے۔

اس سے پہلی آیات میں کفار اور مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے کے اسباب بیان فرمائے تھے کہ انہوں نے عہد شکنی کی۔ رسول کو نکالا، جنگ میں ابتدا کی اور اب ایک اور سبب بیان فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی آزمائش بھی مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمْ حَسِبْتُمْ کیا تم گمان کرتے ہو کلمہ پڑھنے والو! اَنْ تُتْرَکُوْا اس بات کا کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے اسی حالت پر وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جٰھَدُوْا مِنْکُمْ حالانکہ ابھی تک ظاہر نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے۔ یَعْلَمْ کا لفظی معنیٰ تو ہے جاننا اور رب تعالیٰ چونکہ سب چیزوں کو جانتا ہے اسلئے معنیٰ کرتے ہیں ظاہر کرنے کا کہ تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ کلمہ پڑھ لیا تو مومن ہو گئے اور اس کے بعد تم پر کوئی امتحان اور تکلیف نہیں آئے گی جہاد کے بغیر تم کیسے مومن کہلا سکتے ہو لہذا کافروں کے ساتھ لڑو۔ اور جہاد کی

کئی قسمیں ہیں۔ سب سے بڑا جہاد قرآن کریم پڑھنا پڑھانا اور اس کو سمجھنا سمجھانا ہے اور اس کی تبلیغ کرنا ہے اور اس کی نشر و اشاعت کرنا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاد کبیر فرمایا ہے وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا [پ:۱۹] "اور جہاد کر ان کیساتھ اس قرآن کے ذریعے بڑا جہاد۔" تو قرآن کریم کی تعلیم سے بڑا جہاد کوئی نہیں ہے۔ پھر کافروں کے مقابلے میں لڑنا بھی جہاد ہے کہ اس کے بغیر بھی چارہ نہیں ہے۔ لڑنے والے مجاہد ہیں اور جو لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے اور لڑنے والوں کی مالی امداد کرتے ہیں وہ بھی مجاہد ہیں، جو مجاہدین کو اسلحہ اور خرچہ دیتے ہیں وہ بھی مجاہد ہیں اور جو مجاہدین کے بچوں کا خرچہ اٹھاتے ہیں اور ان کے گھروں کی نگرانی کرتے ہیں وہ بھی مجاہد ہیں اور اسلام کا دفاع کرنا تقریر اور تحریر کے ذریعے یہ بھی جہاد ہے۔ تو جہاد کے مختلف شعبے ہیں۔ سب سے بڑا شعبہ تو دین کی تعلیم ہے پھر لوگوں کو دین کی دعوت دینا تقریر کے ذریعے اور تحریر کے ذریعے اور تبلیغ کیلئے مالی امداد کرنا یہ بھی تبلیغ ہے۔

جہاد اور تبلیغ:

بعض سادہ قسم کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تبلیغ صرف وہ ہے جو تبلیغی جماعت والے کرتے ہیں اور کوئی تبلیغ نہیں کرتا۔ نصرت العلوم میں ایک بزرگ باباجی نیک آدمی تھے میرے پاس بیٹھ کر قرآن کا درس سنتے تھے طلباء کی بھی کافی تعداد ہوتی تھی کافی عرصہ کے بعد مجھے کہنے لگے مولانا آپ بہت بڑا کام کر رہے ہیں مگر دین کا کام نہیں کرتے۔ میں نے کہا باباجی دین کا کیا کام کروں کہنے لگے آپ نے کوئی چلہ تو دیا نہیں میں نے کہا اگر میں چلہ دیدوں تو ان کو کون پڑھائے گا کہنے لگے ان کو خدا پڑھائے گا۔ بھائی اتنی سادگی بھی نہیں ہونی چاہیے خدا ہر ایک کو خود نہیں پڑھاتا اس نے پڑھانے کے اسباب بنائے ہیں جو

وقت نکال کر باہر جاتے ہیں وہ بھی مبلغ ہیں جو اپنی جگہ رہ کر اصلاح کرتے ہیں وہ بھی مبلغ ہیں اور اصل جہاد اور تبلیغ قرآن پاک کی تعلیم اور اس کیلئے مدرسے قائم کرنا ہے باقی ان کے شعبے ہیں وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور نہیں بنایا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا وَلَارَسُوْلِہٖ اور نہ اس کے رسول کے سوا وَ لَاالْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً اور مومنوں کے سوا رازدان ۔وَلِیْجَہ کا معنٰی رازدان ،بھیدی ایجنٹ ۔مطلب یہ ہے کہ پکا سچا مسلمان کسی غیر مسلم کو اپنا دلی دوست نہیں بنا سکتا کیونکہ دوستی کے ذریعے راز کے افشا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے ۔شریعت نے کافروں کیساتھ معاملات سے منع نہیں کیا ان کیساتھ خرید و فروخت کر سکتے ہو، گفتگو کر سکتے ہو لیکن اگر ان کیساتھ معاملات کرنے میں یا کاروبار کا ایسا طریق اختیار کرنا جس سے کلمے پر زد پڑے ،اسلام پر زد پڑے یہ حرام ہے ۔وہ کیسا مسلمان ہے جو مومن بھی ہو اور کافروں کا ایجنٹ بھی ہو۔ باقی ہر زمانے میں لوگ ہوئے ہیں جو بظاہر مسلمان اور اندر سے کافروں کے ایجنٹ اور اب بھی کمی نہیں ہے کلمہ پڑھتے ہیں ،مسلمان کہلاتے ہیں ،اسلام کے کام بھی کرتے ہیں اور اندر سے کافروں کے ایجنٹ ہیں ۔اس وقت مسلمانوں کے تمام حکام الاماشاء اللہ طالبان کے علاوہ سعودیہ سمیت سارے امریکہ کے ایجنٹ ہیں اسکی ہمنوائی کرتے ہیں جو وہ کہتا ہے وہ کرتے ہیں ۔تو فرمایا کیا سمجھتے ہو تم کہ چھوڑ دیئے جاؤ گے اور ابھی تک اللہ تعالیٰ نے تم میں سے مجاہدوں کو ظاہر نہیں کیا اور ان کو ظاہر نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے علاوہ کسی کو رازدان نہیں بناتے اور وہ کیسے مسلمان ہیں اور مومن ہیں جنہوں نے نہ عملی جہاد کیا ہے اور نہ مالی جہاد کیا ہے اور نہ زبانی جہاد کیا ہے وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے اس کاروائی سے جو تم کرتے ہو۔ رب تعالیٰ تمہارے ظاہر باطن سے واقف ہے اس سے کوئی

شئے مخفی نہیں ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ تم ہمارے ساتھ لڑنے کا حکم دیتے ہو قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حالانکہ ہم تو صدیوں سے مسجد حرام کی خدمت کرتے ہیں اس کو آباد رکھتے ہیں اور یہ بات حقیقت تھی کہ ان کے بڑے بڑے سردار آ کر مسجد حرام میں جھاڑو دیتے تھے صفائی کرتے تھے مسجد حرام کا بڑا خیال رکھتے تھے اور جو غریب آ جاتا اس کو کھانا بھی کھلاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ نہیں ہے لائق شرک کرنے والوں کے کہ وہ آباد کریں اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ گواہی دیتے ہوئے اپنے نفسوں پر کفر کی۔ یہ مسجد حرام کی کیا خدمت ہوئی کہ مسجد حرام کی خدمت بھی کرتے ہو اور ہبل اور دوسرے بتوں کے سامنے بھی جھکتے ہو حالانکہ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا [۲۹: جن] "اور بیشک مسجدیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں پس نہ پکارو اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی کو۔" تو مسجد میں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہونی چاہئے ایسا نہیں کہ نماز پڑھی پھر کہنا شروع کر دیا یا دستگیر، یا غوث اعظم، یہ مسجد کی آبادی ہے یا بربادی ہے اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال ضائع ہو چکے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو بظاہر نیک عمل کرتے ہیں مسجد کی صفائی کرتے ہیں، ٹینکی میں پانی بھرتے ہیں، مسجد میں روشنی کا انتظام کرتے ہیں اور اگر مسجد میں کوئی مسافر مہمان آ جائے تو اس کو کھانا بھی کھلاتے ہیں مگر ساتھ ساتھ شرکیہ افعال بھی کرتے ہیں تو ان کے نیک اعمال ضائع ہو گئے ان کا کوئی فائدہ آخرت میں نہیں ہوگا وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ اور وہ دوزخ میں رہیں گے ہمیشہ۔ شرک کرنے والوں کی کبھی بخشش نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ [پ: ۶/ سورۃ مائدہ] "بیشک جس نے شرک کیا اللہ تعالیٰ

کے ساتھ تحقیق حرام کردی اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور نہیں ہے ظلم کرنے والوں کا کوئی مددگار۔'' اور شرک کی حالت میں نیک اعمال کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔لوگ نیک اعمال کر کے خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے حج کیا ہے، عمرہ کیا ہے وغیرہ اور نیکی پر خوش ہونا گناہ بھی نہیں ہے۔

ایمان کی علامت :

آنحضرت ﷺ سے سوال کیا گیا کہ حضرت ایمان کی کوئی ایسی علامت ہے کہ جس سے ہم سمجھیں کہ ہم مومن ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ (رواہ مسلم) ''جب نیکی سے خوشی ہو اور برائی پر افسوس ہو تو سمجھ لو کہ تم مومن ہو۔'' لیکن نیکی کر کے پھولنا اور تکبر نہیں کرنا چاہئے یہ بری چیز ہے اور اس کیساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ میرا عقیدہ بھی درست ہے کہ نہیں، قرآن وسنت کے مطابق ہے کہ نہیں کیونکہ اگر عقیدہ قرآن وسنت کے مطابق نہ ہوا تو کوئی نیکی آخرت میں کام نہیں آئے گی۔

آدابِ مسجد :

فرمایا...... اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ پختہ بات ہے آباد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر ایمان لائے۔ مسجدوں کی آبادی ان کیساتھ ہے شور وغل مچانے سے مسجدیں آباد نہیں ہوتیں لیکن لوگوں نے آج کل اس کو دین بنالیا ہے حالانکہ رَفْعُ الصَّوْتِ فِي الْمَسٰجِدِ مسجدوں میں شور کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ لوگ مسجدوں میں شور کریں گے، آواز بلند کریں گے۔ یہ لاؤڈ سپیکر کے

ذریعے شور اور اس کے علاوہ شور کرنا سب قیامت کی نشانیاں ہیں۔ مسجد امن اور احترام کی جگہ ہے جب مسجد میں آؤ تو آرام اطمینان کے ساتھ چل کر آؤ ادب کو ملحوظ رکھ کر، دوڑ کر اور چھلانگیں لگاتے ہوئے نہ آؤ۔ بچو! تم بھی یاد رکھو مسجد میں دوڑ کر نہیں آنا البتہ تیزی کیساتھ قدم تو رکھ سکتے ہو لیکن دوڑ نہیں سکتے یہاںتک کہ اگر امام رکوع میں چلا گیا ہے اور تم رکعت میں شامل ہونا چاہتے ہو تو دوڑ کر نہ شامل ہو۔ اگرچہ تمہارا ارادہ یہ ہے کہ رکعت مل جائے مگر دوڑنے میں چونکہ مسجد کی بےحرمتی ہے لہذا آہستہ چل کر آؤ۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ لَا تَاتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ دوڑ کر نہ آؤ وَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَافَاتَكُمْ فَاقْضُوْا اور جتنی تم امام کیساتھ پالو پڑھلو اور جو تم سے فوت ہوگئی ہے بعد میں پڑھ لو۔ کیونکہ مسجد کا ادب واحترام ضروری ہے، مسجد میں دوڑنا، شور کرنا، بلند آواز سے ذکر کرنا سب گناہ ہے مگر آج لوگوں نے اس کو ثواب سمجھا ہوا ہے۔ پہلے زمانے میں سپیکر تو نہیں ہوتے تھے مگر بعض صوفی قسم کے لوگ گرمی کے موسم میں اپنے گھروں کی چھتوں پر بلند آواز سے ذکر کرتے تھے فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ یہ گناہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر قرآن کریم بھی بلند آواز سے پڑھنے میں لوگوں کے آرام سکون میں خلل آئے تو یہ بھی گناہ ہے اسلام بڑا امن اور رواداری رکھنے والا دین ہے۔ تو فرمایا پختہ بات ہے مسجدوں کو آباد وہ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور آخرت پر ایمان لائے وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ اور نماز قائم کی وَاٰتَى الزَّكٰوةَ اور زکوٰۃ ادا کی وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ اور نہ ڈرے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے۔ حق کے بیان کرنے میں کسی کی پرواہ نہ کرو جو حق ہے اس کو بیان کردو فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ پس قریب ہے کہ یہی لوگ ہوں گے ہدایت پانے والوں میں سے۔ جو نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں رب تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اللہ تعالیٰ

کی عبادت کرتے ہیں یہی لوگ کامیاب ہیں اور ہمیں رب تعالیٰ انھی لوگوں میں سے بنائے۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ کیا بنا دیا ہے تم نے حاجیوں کو پانی پلانا وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور مسجد حرام کی خدمت کرنا كَمَنْ اس شخص کی طرح اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر وَجٰهَدَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور اس نے جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ نہیں برابر اللہ تعالیٰ کے ہاں وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اور اللہ

تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم قوم کو اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے
اور انہوں نے ہجرت کی وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور انہوں نے جہاد کیا اللہ
تعالیٰ کے راستے میں بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اپنے مالوں اور جانوں کیساتھ اَعْظَمُ
دَرَجَۃً عِنْدَاللّٰہِ بڑے درجے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ
الْفَآئِزُوْنَ اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں یُبَشِّرُھُمْ رَبُّھُمْ خوشخبری دیتا
ہے ان کو ان کا رب بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَرِضْوَانٍ اپنی رحمت اور رضا کی وَّجَنّٰتٍ
لَّھُمْ اور ایسے باغ ہیں ان کیلئے فِیْھَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ جن کے اندر دائمی نعمتیں ہو
نگی خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا رہا کریں گے ان میں ہمیشہ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ
بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا اجر ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو
ایمان لائے ہو لَاتَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَ کُمْ وَاِخْوَانَکُمْ نہ بناؤ تم اپنے باپ دادا کو اور
اپنے بھائیوں کو اَوْلِیَآءَ دوست اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ اگر وہ پسند
کریں کفر کو ایمان کے مقابلے میں وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ اور جو کوئی دوستی کرے گا
ان کیساتھ تم میں سے فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ پس یہی لوگ ہیں ظلم کرنے
والے۔

اس سے قبل مساجد کی تعمیر کا ذکر تھا کہ مشرکین مکہ مسجد حرام کے آباد کرنے اور حاجیوں کو پانی پلانے پر بڑا فخر کرتے تھے اور جب کافروں کے ساتھ لڑنے کا وقت آیا تو بعض کافروں نے یہ بھی کہا کہ تم ہمارے ساتھ کیوں لڑتے ہو ہم بھی تو نیک کام کرتے ہیں مسجد حرام کو آباد رکھتے ہیں حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور شکل وصورت سے واقعی وہ نیک

کام کرتے تھے کہ اس زمانے میں مکہ مکرمہ میں پانی کی بڑی قلت تھی ایک زمزم کا پانی تھا اور چند جگہوں پر معمولی معمولی چشمے تھے کنواں اور نہر وہاں کوئی نہیں تھی۔ اس زمانے میں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے سولہ راستے تھے آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس ؓ پانی کے محکمہ کے منتظم تھے ان کے سپرد تھا کہ سولہ راستوں پر انہوں نے پانی کی سبیلیں لگائی ہوتی تھیں۔ آٹھ دس میل تک پانی کی سبیلیں ہوتی تھیں اور ساتھ پانی پینے کے برتن پیالے وغیرہ رکھے ہوتے تھے اور ان کی باقاعدہ نگرانی ہوتی تھی کہ پانی لانے والے پانی لاکر سبیلوں میں ڈال رہے ہیں یا نہیں تو اس زمانے میں اتنی بڑی خدمت کوئی معمولی نیکی نہیں تھی اور پانی بھی مفت اور پلانا بھی حاجیوں کو۔ حالانکہ ایمان کی حالت میں اگر کوئی کتے کو پانی پلادے تو اس کی نجات کا سبب بن جاتا ہے حالانکہ کتا گھر میں رکھنا جائز نہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے اور دونوں روایتیں بخاری شریف میں موجود ہیں ایک آدمی نے پیاسے کتے کو پانی پلایا رب تعالیٰ نے اس کی بخشش کردی ایک عورت نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تو رب تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اور ایمان کے بغیر حاجیوں کو پانی پلانا بھی کسی کام کا نہیں ہے۔

تو مشرکین مکہ نے کہا کہ ہم کتنی بڑی نیکی کرتے ہیں کہ حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور پھر مسجد حرام کی خدمت۔ وہ مسجد حرام اور کعبۃ اللہ کی بڑی خدمت کرتے تھے اس کی صفائی کا خیال رکھتے روشنی کا انتظام شیبہ نامی آدمی کے سپرد تھا، کچھ لوگوں کی ڈیوٹی تھی کہ جس کے پاس اپنے کھانے کا انتظام نہ ہو اس کے کھانے کا بندوبست کریں اور اس کام کیلئے انہوں نے کافی چندہ جمع کیا ہوتا تھا اور مسافر بیماروں کے علاج کیلئے ایک مستقل محکمہ تھا جو اس زمانے کے مطابق جو مناسب علاج ہوا کرتا تھا کرتے تھے اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ کیا بنادیا ہے تم نے حاجیوں کو پانی پلانا

وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور مسجد حرام کی خدمت کرنا کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ اس شخص کی طرح جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اور آخرت کے دن پر۔

ایمان کے بغیر کوئی نیکی قابلِ قبول نہیں :

ایمان کے بغیر کوئی نیکی نہیں ہے چاہے تم حاجیوں کو پانی پلاتے رہو یا مسجد حرام کی خدمت کرتے رہو یہ تمہارے کام مومن کی طرح نہیں ہو سکتے حاشا وکلّا بالکل نہیں ہو سکتے کیونکہ ایمان تمام عبادتوں کی جڑ ہے۔ سورت ابراہیم میں رب تعالیٰ فرماتے ہیں مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ کَرَمَادِ ن اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ ”مثال ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کیساتھ ان کے اعمال مثل راکھ کے ہیں کہ سخت ہو گئی ہے اس کے ساتھ ہوا شدید آندھی کے دن۔“ کافروں کے اعمال راکھ کے ڈھیر کی طرح ہیں کہ نظر تو بڑا آتا ہے مگر وزن کوئی نہیں ہے، آندھی چلی، طوفان آیا سب کچھ لے گیا۔ کیونکہ اعمال میں وزن پیدا ہوتا ہے ایمان، اخلاص اور اتباع سنت سے اور مشرک ان تینوں چیزوں سے محروم ہوتا ہے وَجٰهَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور اس نے جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کیلئے۔ اور ایک جہاد بالنفس ہے اپنے نفس کے ساتھ جہاد۔ حدیث پاک میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِالْمُجَاهِدِ کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ مجاہد کون ہے؟ فرمایا مجاہد وہ ہے مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ ”جس نے اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا کہ نفس کو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگایا نفس کی خواہشات پر نہ چلا۔“ تو فرمایا تمہارے یہ کام..... حاجیوں کو پانی پلانا، مسجد حرام کی خدمت کرنا..... یہ مومن مجاہد کے عمل کی طرح نہیں ہو سکتے لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ نہیں برابر اللہ تعالیٰ کے ہاں وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا

ظالم قوم کو جبراً۔ ہدایت اس شخص کو دیتا ہے مَنْ یُّنِیْبُ جو رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف۔ اللہ تعالیٰ زبردستی نہ کسی کو مومن بناتا ہے نہ کافر بناتا ہے اس نے انسان کو اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ’’پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔‘‘ فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جو ایمان لائے وَهَاجَرُوْا اور انہوں نے ہجرت کی ایمان کو بچانے کیلئے وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور انہوں نے جہاد کیا اللہ تعالیٰ کے راستے میں بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کیساتھ۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جانیں پیش کیں، اپنے مال پیش کیے اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ بڑے درجے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ اور اگر ایمان نہیں ہے تو کسی نیکی کی کوئی حیثیت نہیں ہے چاہے حاجیوں کو پانی پلائیں یا مسجد حرام کی خدمت کریں۔ کافر بڑی بڑی نیکیاں کرتے ہیں ان کے ملکوں میں جا کر آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ میں 1984ء میں انگلستان گیا تھا بائیس تیئس (23,22) دن وہاں رہا ساتھی مختلف علاقوں میں مجھے لے گئے ان کے کام دیکھ کر حیرانگی ہوئی اگر ان لوگوں میں ایمان ہو اور شراب زنا سے بچ جائیں تو جنت میں چلے جائیں ان کے پاس باقی سب کچھ ہے ایمان نہیں ہے اور ہمارے پاس سب دھوکہ اور فراڈ ہے اور کامیاب وہ لوگ ہیں جن کا عقیدہ درست ہو اور اعمال صحیح ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ خوشخبری سناتا ہے ان کو ان کا رب بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ اپنی رحمت اور رضا کی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا بہت بڑا پروانہ ہے وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ اور ایسے باغ ہیں ان کیلئے فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ جن کے اندر دائمی نعمتیں ہونگی خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا رہا کریں گے ان میں ہمیشہ۔ اس ہمیشہ کی زندگی کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے، سو، ہزار سال

نہیں، ارب، کھرب سال نہیں بلکہ نہ ختم ہونے والی زندگی ہے اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو تنبیہ فرمائی ہے جو حق کو سمجھتے ہوئے ہجرت نہ کر سکے کیونکہ ماں باپ کاروبار چھوڑنا آسان کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ نہ بناؤ تم اپنے باپ دادا کو اور اپنے بھائیوں کو دوست۔ ان کیساتھ دوستی نہ کرو مگر کب؟ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ اگر وہ پسند کریں کفر کو ایمان کے مقابلے میں۔ کیونکہ تمہاری دوستی رب تعالیٰ کی رضا کیلئے ہونی چاہئے اگر تمہارے باپ دادا، بھائی، عزیز رشتہ دار کفر کو پسند کرتے ہیں تو اے ایمان والو! ان کیساتھ بالکل دوستی نہ کرو اور نہ ہی خدا رسول کے مقابلے میں ان کی بات ماننی ہے چاہے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔ سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے......

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں :

فَلَا تُطِعْھُمَا پس تم ان کی بات نہ مانو لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔ ہاں اگر ماں باپ نیکی کا حکم دیں انکار کرے گا تو ڈبل گنہگار ہوگا، ایک رب تعالیٰ کی نافرمانی اور ایک والدین کی نافرمانی وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ اور جو کوئی دوستی کرے گا ان کیساتھ تم میں سے کہ وہ کفر کو پسند کرتے ہیں، کفر کو ترجیح دیتے ہیں اور تم ان کیساتھ دوستی کرتے ہو فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ پس یہی لوگ ہیں ظلم کرنے والے۔ کہ رب کے حکم کے مخالف ہیں تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ رب تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں نہ ماں باپ کی پرواہ کرو اور نہ بھائی اور دیگر عزیز رشتہ داروں کی پرواہ کرو۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

قُلْ آپ کہہ دیں اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ اگر ہوں تمہارے باپ دادا وَاَبْنَآؤُکُمْ اور تمہارے بیٹے وَاِخْوَانُکُمْ اور تمہارے بھائی وَاَزْوَاجُکُمْ اور

تمہاری بیویاں وَعَشِيرَتُكُمْ اور تمہاری برادری وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا اور مال جو تم نے مشقت کیساتھ کمایا ہے وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا اور تجارت جس کے ماند پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اور تمہارے مکانات جو تمہیں پسندیدہ ہیں اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ زیادہ پسندیدہ ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے فَتَرَبَّصُوْا تو پھر تم انتظار کرو حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ یہاںتک کہ لائے اللہ تعالیٰ اپنا حکم وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا نافرمان قوم کو لَقَدْ البتہ تحقیق نَصَرَكُمُ اللّٰهُ مدد کی تمہاری اللہ تعالیٰ نے فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ بہت سی جگہوں میں وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اور حنین والے دن اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ جس وقت تمہیں تعجب میں ڈالا كَثْرَتُكُمْ تمہاری کثرت نے فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا پس نہ کفایت کی اس کثرت نے تم سے کچھ بھی وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ اور تنگ ہوگئی تم پر زمین بِمَا رَحُبَتْ باوجود کشادہ ہونے کے ثُمَّ وَلَّيْتُمْ پھر تم پھرے مُّدْبِرِيْنَ پشت پھیرتے ہوئے ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ پھر اللہ تعالیٰ نے نازل کی سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ تسلی اپنے رسول پر وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اور ایمان والوں پر وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا اور نازل کیے اس نے ایسے لشکر لَّمْ تَرَوْهَا جن کو تم نے نہ دیکھا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ اور سزا دی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو كَفَرُوْا جنہوں نے کفر کیا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اور یہی

بدلہ ہے کافروں کا ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰہُ پھراللہ تعالیٰ نے رجوع فرمایا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ اس کے بعد عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ جس پر چاہا وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

آج کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا ذکر کیا ہے جن کی محبت کی وجہ سے لوگ جہاد سے گریز کرتے ہیں ارشادِ ربانی ہے قُلْ آپ کہہ دیں اِنْ کَانَ اٰبَاؤُکُمْ اگر ہوں تمہارے باپ دادا وَاَبْنَاؤُکُمْ اور تمہارے بیٹے وَاِخْوَانُکُمْ اور تمہارے بھائی وَاَزْوَاجُکُمْ اور تمہاری بیویاں وَعَشِیْرَتُکُمْ اور تمہاری برادری وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْھَا اور وہ مال جو تم نے مشقت کیساتھ کمایا ہے۔ اِقْتِرَاف کا معنٰی ہے مشقت کیساتھ کمانا اور اکتساب عام کمائی کو کہتے ہیں اور روپے کوئی آسانی کیساتھ تو نہیں کمائے جاتے اگر ایسا ہوتا تو لوگ جاپان، جرمنی، امریکہ اور انگلینڈ جیسے ملکوں کی خاک کیوں چھانتے پھرتے۔ بیویوں اور بچوں سے جدا ہوئے، ماں باپ، عزیز رشتہ داروں سے جدا ہوئے، بعض علاقے ٹھنڈے اور بعض بہت گرم ہیں یہ سب کچھ مال کیلئے ہی برداشت کیا۔

نکتہ :

نکتہ دیکھو! بڑی عجیب سی بات ہے کہ رزق کا وعدہ اللہ تعالیٰ کا سب کیساتھ ہے وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا [پ:۱۲/ ہود] ’’اور نہیں ہے کوئی چلنے پھرنے والا زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اس کی روزی‘‘ اور سورۃ الذاریات /پ:۲۷ میں فرمایا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ ’’بیشک اللہ تعالیٰ ہی روزی دینے والا مضبوط طاقت کا مالک ہے۔‘‘ اور مغفرت سب کی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ نہیں لی۔ تو جس چیز کا ذمہ رب تعالیٰ نے لیا ہے اس کیلئے تو دنیا ماری ماری پھرتی ہے اور جس چیز

کا ذمہ رب تعالیٰ نے نہیں لیا اس کی پرواہ بہت تھوڑوں کو ہے بڑی عبرت کی بات ہے۔ حالانکہ اس کی طرف توجہ زیادہ ہونی چاہئے اور رزق کی طرف کم ہونی چاہئے کیونکہ روزی کا وعدہ تو رب تعالیٰ نے کیا ہے۔ فرمایا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا اور وہ تجارت جس کے ماند پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو کہ اگر میں دوکان پر نہ گیا تو کام ٹھنڈا ہو جائے گا گاہک رخ دوسری طرف کرلیں گے اور میری تجارت پر زد پڑے گی وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَا اور تمہارے مکانات، بلڈنگیں، کوٹھیاں جو تمہیں پسندیدہ ہیں۔ اگر یہ ساری چیزیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے اَحَبَّ اِلَيْكُمْ زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہوں مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے وَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے سے فَتَرَبَّصُوْا تو پھر تم انتظار کرو حَتّٰى يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ یہاں تک کہ لائے اللہ تعالیٰ اپنا حکم۔ رب تعالیٰ نے کون سا حکم لانا ہے اس کے متعلق نسائی شریف اور ابو داؤد شریف میں آنحضرت ﷺ کا فرمان موجود ہے یعنی اس آیت کی تشریح میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَاَخَذْتُمْ بِاَذْنَابِ الْبَقَرِ وَرَضِيْتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ يُسَلِّطُ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهٗ عَنْكُمْ حَتّٰى تَرْجِعُوْا اِلٰى دِيْنِكُمْ اَوْ كَمَا قَالَ ﷺ ”جب تم خرید و فروخت کو اپنا دنیاوی مقصد بنا لو گے کہ ہم دنیا میں آئے ہی خرید و فروخت کیلئے ہیں اور جانوروں کی دُمیں پکڑ لو گے، ڈیری فارم بنا لو گے، دودھ بیچنے کیلئے نسل کی افزائش کیلئے، گوشت فراہم کرنے کیلئے اور اسی کو تم زندگی کا مقصد سمجھ لو گے اور کھیتی باڑی پر تم راضی ہو جاؤ گے کہ تمہیں رب تعالیٰ نے کھیتی باڑی کیلئے پیدا کیا ہے وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ اور جہاد کو تم چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کرے گا کہ تم اس ذلت کے چکر سے نہیں نکل سکو گے حَتّٰى تَرْجِعُوْا اِلٰى

دِیْنِکُمْ یہاںتک کہ تم دین کی طرف جہاد کی طرف لوٹ آؤ۔‘‘یعنی جب تک تم جہاد نہیں کرو گے ذلت سے نہیں نکل سکو گے۔روپؤوں سے عزت نہیں ہوتی اگر ہوتی تو کنجر دنیا میں بڑے عزت والے ہوتے کہ ان سے زیادہ دولت کس کے پاس ہے۔

مسلمان کی عزت جہاد کیساتھ ہے :

مسلمان کی عزت، ایمان ،عملِ صالح اور جہاد کیساتھ ہے۔آج مجموعی حیثیت سے مسلمان کی کوئی عزت نہیں ہے ساری دنیا میں ذلیل ہے۔دیکھو!امریکہ پھر پَر تول رہا ہے عراق پر حملہ کرنے کیلئے اس کے خیال کے مطابق عراق ابھی تک کمزور نہیں ہوا کیونکہ جب تک عراق کمزور نہیں ہوگا اس کا متبنّٰی اسرائیل خوفزدہ رہے گا۔اسرائیل امریکہ اور برطانیہ کا متبنّٰی ہے۔ان ملکوں میں بڑے بڑے تاجر سب یہودی ہیں یہودیوں کی مدد اور ساتھ دیئے بغیر یہ ملک نہیں چل سکتے۔تو یہودیوں کی مدد ان کی مجبوری ہے ان کے بغیر ان کا ملکی نظام نہیں چل سکتا فوجی مقامات معائنے سب بہانے ہیں انہوں نے عراق کو تباہ کر کے اسرائیل کو راضی کرنا ہیں اور اسرائیل رہے گا تو ان کے ملکوں کے یہودی راضی ہوں گے اور ان کا کام چلے گا یہودیوں کی سازشیں بڑی گہری ہوتی ہیں یہود کو اگر کسی نے سمجھا تھا تو وہ ہٹلر تھا اس کے سوا ان کو کوئی نہیں سمجھ سکا اس نے ان کا خوب علاج کیا تھا لاکھوں کی تعداد میں یہودی ذبح ہوئے تھے۔یہودی اگرچہ تعداد میں کم ہیں مگر ہیں بڑے منظم اور مالدار۔پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں تجارت کے ذریعے ،ملازمت کے ذریعے کوئی کسی بہانے اور کوئی کسی بہانے اور دنیا کو شکنجے میں لیا ہوا ہے اس وقت اسرائیل کی کل آبادی ستر لاکھ بھی نہیں ہے اور ان کے آس پاس مسلمان حکومتوں میں پندرہ کروڑ مسلمان ہیں اور یہودیوں نے سب کو آگے لگایا ہوا ہے کبھی لبنان پر بمباری ،کبھی شام پر ،کبھی شرق اردن پر

کبھی کسی پر، بیس لاکھ کے قریب قریب فلسطینی مہاجر گھروں سے نکالے ہوئے ہیں ان پر حملہ کر دیتے ہیں کہ وہاں سے گولی کی آواز آتی ہے۔ تو جب تک مسلمان جہاد کا راستہ نہیں اپنائے گا ذلت کے چکر سے نہیں نکل سکے گا جب تک دین کی طرف نہیں لوٹے گا عزت نہیں حاصل ہوگی وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا نافرمان قوم کو زبردستی۔ اگرچہ زبردستی بھی ہدایت دے سکتا ہے مگر اس نے قانون بنایا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔ اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ فتح وشکست کا تعلق کثرت تعداد اور قلت پر نہیں اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی نصرت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ البتہ تحقیق مدد کی تمہاری اللہ تعالیٰ نے بہت سی جگہوں میں، بدر میں خیبر میں وغیرہ وغیرہ۔

فتح مکہ :

آنحضرت ﷺ ہجرت کے آٹھویں سال رمضان المبارک کے مہینہ میں دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیساتھ مدینہ طیبہ سے فتح مکہ کیلئے چلے اور تورات کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ وہ نبی جب دار الخلافہ فتح کرے گا تو اس کیساتھ دس ہزار قدسی یعنی پاک دامن لوگ ہوں گے جب آپ ﷺ دس ہزار قدسیوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ پہنچے تو کافروں نے ہتھیار ڈال دیئے کچھ مسلمان ہو گئے اور کچھ بھاگ گئے۔ بھاگنے والوں میں ابو جہل کا بیٹا عکرمہ وہاں کا بڑا سردار صفوان ابن امیہ جو کافروں کو اسلحہ سپلائی کرتا تھا ہبار ابن اسود جس نے آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹانگ پکڑ کر اونٹ سے نیچے گرایا تھا جب وہ ہجرت کر کے جا رہی تھیں، پیٹ میں بچہ تھا وہ بھی ضائع ہو گیا اور کافی مدت تک

بیمار بھی رہیں اور وحشی ابن حرب (جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو احد کے مقام پر شہید کے مقام پر شہید کیا تھا) شامل تھا کیونکہ ان لوگوں کو اپنے جرائم اچھی طرح یاد تھے اس لئے یہ سارے بھاگ گئے مکہ والوں نے تو ہتھیار ڈال دیئے مگر عرب کے دو بڑے قبیلے ہوازن اور ثقیف نے کہا کہ مکہ والوں نے بہت برا کیا ہے کہ ہتھیار ڈال دیئے ہیں ہم نہیں ڈالیں گے اور جنگ کا اعلان کر دیا۔

غزوہ حنین :

حنین مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان میں ہے اور طائف مکہ مکرمہ سے پچھتر میل کے فاصلے پر واقع ہے حنین کے میدان میں ہوازن اور ثقیف کے چار ہزار لڑاکے جمع ہوئے یہ لوگ تیر اندازی کے اتنے ماہر تھے کہ سو فیصد تیر اپنے نشانے پر لگتے تھے اور ان کی کمان کرنے والا دُرَید ابن الصمہ نابینا تھا اس وقت اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ اس کو پلنگ پر اٹھائے پھرتے تھے اس نے عورتوں بچوں اور اونٹوں، بھیڑ، بکریوں کی آوازیں سنیں تو کہنے لگا یہ آوازیں کیسی آرہی ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہم سب کچھ سونا چاندی سمیت میدان میں لے آئے ہیں تاکہ جم کر لڑیں کہ ہمارا سب کچھ یہیں ہے پیچھے کچھ نہیں ہے۔ اندازہ لگاؤ کس ارادے سے آئے تھے آنحضرت ﷺ جب حنین پہنچے تو آپ کیساتھ بارہ ہزار صحابہ کرام تھے دس ہزار تو مدینہ طیبہ سے آپ ﷺ کے ہمراہ آئے تھے اور دو ہزار نو مسلم تھے جو مکہ مکرمہ سے ساتھ آئے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو گیا تھا کہ آج دشمن کی تعداد چار ہزار ہے بعض مسلمانوں کو اپنی کثرت پر گھمنڈ ہوا کہ ہم تھوڑے ہو کر شکست نہیں کھاتے تھے آج تو ہم بارہ ہزار ہیں اور دشمن چار ہزار ہے اور اللہ تعالیٰ انانیت اور گھمنڈ کو کسی موقع پر بھی پسند نہیں کرتا لڑائی شروع ہوئی ابتداءً مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا کافروں نے

زریں پھینکیں، خود پھینکے تلواریں پھینکیں، سامان چھوڑا اور بھاگنا شروع کیا مسلمان مالِ غنیمت اکٹھا کرنے میں لگ گئے۔ اس دوران انہوں نے ایسی تیراندازی شروع کی کہ بہت سارے میدان میں زخمی ہوئے اور باقی میدان سے بھاگ گئے میدان میں آنحضرت ﷺ، آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور آپ کے چچازاد بھائی ابوسفیان ابن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی نہ رہا۔ آپ ﷺ اس وقت سفید رنگ کے ایک خچر پر سوار تھے یہ خچر آپ ﷺ کو دومۃ الجندل کے ایک سردار (جس کا نام اُکید رتھا) نے ہدیۃً دیا تھا۔ آپ ﷺ ہدیہ اور تحفہ کسی کا رد نہیں فرماتے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کی زبان مبارک پر یہ جملہ تھا......

؎ اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

"میں اللہ تعالیٰ کا سچا نبی ہوں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں" اپنے آپ کو دادا کی طرف منسوب کیا ابوسفیان لگام پیچھے کھینچتے تھے اور آپ ﷺ سواری کو آگے چلاتے تھے۔ جس وقت آپ ﷺ نے فرمایا یَا اَصْحَابَ الشَّجَرَۃِ "او درخت کے نیچے بیعت کرنے والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" تو فوراً سارے میدان میں جمع ہو گئے اور جس نے کہا تھا کہ آج تو ہم بہت ہیں اس نے کان پکڑے اور توبہ کی کہ یہ سارا کچھ میری وجہ سے ہوا ہے چونکہ وہ بڑے پختہ مسلمان تھے غلطی کا احساس جلدی کرتے تھے اور سچے دل سے کرتے اور ہمیں پہلے تو اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوتا اور ہو بھی تو بڑی دیر سے ہوتا ہے اور وہ بھی خالص دل سے نہیں ہوتا ان کو فوراً احساس ہوا اور توبہ کی۔ نکتہ دیکھو! ایک آدمی نے ایک جملہ کہا جس کی سزا ساری قوم کو بھگتنا پڑی اور عجیب بات یہ ہے کہ کمان آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں ہے اس سے تم یہ سمجھ لو کہ ایک مسلمان کی کوتاہی کا اثر صرف اس کی ذات تک نہیں رہتا بلکہ اس کا

اثر دوسروں پر بھی پڑتا ہے۔ صحابہ کرام ؓ نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کافروں کی طرف بڑھے چلے جارہے ہیں تو سارے آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے پھر کیا تھا اللہ تعالیٰ نے غلبہ عطا فرمایا۔ وہ چار ہزار جنگجو بھی قیدی بنے اور عورتیں اور بچے بھی قید ہوئے چالیس ہزار بھیڑ بکریاں، چوبیس ہزار اونٹ اور منوں کے حساب سے سونا چاندی مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

تقسیمِ غنائم حنین :

بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ بِضْعَ عَشَرَ یَوْمًا چودہ پندرہ دن آپ ﷺ نے تقسیم نہ کیا اس انتظار میں کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہو جائیں تو ان کی ہر چیز واپس کر دی جائے۔ لیکن اتنے دن جب وہ نہ آئے تو آپ ﷺ نے قیدی بھی اور مال بھی اور اونٹ بھی تقسیم کر دیئے۔ کسی کو سو، کسی کو دو سو، کسی کو پچاس، کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دیئے۔ اسی طرح بھیڑ بکریاں بھی کسی کو کم اور کسی کو زیادہ دیں۔ جب یہ سارا معاملہ ہو گیا تو وہ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے کہ حضرت ہم مسلمان ہو گئے ہیں ہمیں ہمارا مال بھی اور قیدی بھی دے دیئے جائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تقریباً چودہ پندرہ دن تمہارا انتظار فرمایا لیکن تم نے آکر کلمے کا کوئی ثبوت نہیں دیا اور اب تو میں مال بھی تقسیم کر چکا ہوں اور قیدی بھی، اب میں ساتھیوں سے سفارش کرتا ہوں کہ تمہیں ایک چیز مل جائے مال یا قیدی۔ کہنے لگے حضرت ہمیں مال بیشک نہ ملے ہمارے قیدی اور عورتیں بچے مل جائیں۔ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تقریر فرمائی اور فرمایا کہ اِنَّ اِخْوَانَکُمْ جَاءُ وْکُمْ تَـائِبِیْـنَ بیشک یہ تمہارے بھائی توبہ کر کے مسلمان ہو گئے ہیں مگر دیر سے میں نے ان کا انتظار کیا کہ اگر یہ مسلمان ہو جائیں تو ان کے قیدی بھی ان کو دیدوں اور ان کا مال بھی مگر

اب میں تقسیم کر چکا ہوں میں نے ان کو کہا ہے کہ ایک چیز لے لو انہوں نے قیدیوں کا مطالبہ کیا ہے لہذا جن کو قیدی ملے ہیں اگر وہ بخوشی و رضا مفت میں دے دیں تو ان کی نوازش ہے اور اگر اس شرط پر دینا چاہیں کہ آئندہ جنگ ہوگی تو انہیں اتنے قیدی دیئے جائیں تو ہم یہ شرط بھی قبول کرنے کیلئے تیار ہیں۔سب حضرات نے کہا حضرت! رَضِینَـــا ہم راضی ہیں اور ہمارا کوئی مطالبہ نہیں ہے ہم نے سارے قیدی واپس کر دیئے چونکہ رش زیادہ تھا آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ تم میں سے کس نے اجازت دی ہے اور کس نے نہیں دی لہذا تمہارے خاندانوں کے سربراہ تمام حضرات سے پوچھ کر مجھے بتائیں چنانچہ سربراہوں نے پوچھنے کے بعد آکر بتایا کہ حضرت ہم نے ایک ایک سے دریافت کیا ہے سارے اس پر راضی ہیں کہ مرد عورتیں اور بچے ان کو واپس کر دیئے جائیں لہذا سب قیدی ان کو واپس کر دیئے گئے چونکہ یہ مال آپ ﷺ نے مکہ والوں میں تقسیم کیا تھا تو بعض انصار نے یہ جملہ کہا کہ اس طرح لگتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر اپنی برادری کی محبت غالب آگئی ہے کہ خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور ہمیں کچھ بھی نہیں ملا جب یہ بات آنحضرت ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے انصار کو ایک جگہ جمع کیا اور فرمایا انصار کے علاوہ اور کوئی نہ ہو۔بخاری شریف کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو تم لوگ اوس اور خزرج آپس میں لڑتے رہتے تھے زمانہ جاہلیت تھا اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری وجہ سے کلمہ نصیب فرمایا اور اب تم میں اتفاق واتحاد ہے، محبت ہے۔ کہنے لگے حضرت ہم یہ باتیں تسلیم کرتے ہیں یہ جملہ جو تمہارے پاس پہنچا ہے وہ ہم نے نہیں کہا نوجوانوں میں سے بعض نے یہ الفاظ کہے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا سنو بھائی میں نے ان کو مال اس لئے نہیں دیا کہ ان کی دینی خدمات زیادہ ہیں بلکہ اس لئے دیا ہے کہ یہ لوگ نئے نئے مسلمان ہیں ان کی

تالیف قلب ہو جائے ان کی دلجوئی کیلئے میں نے دیا ہے اور تم تو پکے مسلمان ہو کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ یہ لوگ گھروں میں اونٹ بھیڑ بکریاں لے جائیں اور تم اللہ تعالیٰ کے رسول (ﷺ) کو ساتھ لے جاؤ کیونکہ میں ان کیساتھ تو نہیں جا سکتا کیونکہ میں مہاجر ہوں اور مہاجر مکے میں نہیں رہ سکتے عارضی طور پر جانا اور بات ہے۔ سب نے کہا حضرت ہمیں بات سمجھ آ گئی ہم راضی ہیں اس مقام کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ اور حنین والے دن جب تمہیں تعجب میں ڈالا تمہاری کثرت نے کہ تم نے کہا کہ آج تو بارہ ہزار ہیں اور کافر چار ہزار ہیں ہم ضرور فتح حاصل کریں گے فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا پس نہ کفایت کی اس کثرت نے تم سے کچھ بھی وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ اور تنگ ہو گئی تم پر زمین بِمَا رَحُبَتْ باوجود کشادہ ہونے کے ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ پھر تم پھرے پشت پھیرتے ہوئے۔ کثرتِ تعداد کے باوجود تمہیں نقصان اٹھانا پڑا ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ پھر اللہ تعالیٰ نے نازل کی اپنی طرف سے تسکین۔ جس سے مسلمانوں کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ضرور انہیں فتح عطا فرمائے گا عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اپنے رسول ﷺ پر اور ایمان والوں پر وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا اور نازل کئے اس نے ایسے لشکر جن کو تم نے نہ دیکھا۔ بدر کے موقع پر بھی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کا لشکر نازل فرمایا تھا تاکہ ایمان والوں کے دلوں کو تسلی ہو اور یہاں پر بھی فرشتے نازل ہوئے اور ان کے اترنے کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں کے دل قائم ہو گئے۔ فرشتے معصوم ہیں اور ہر وقت نیکی میں مشغول رہتے ہیں اور نیکی کے اثرات دوسروں پر بھی پڑتے ہیں اسی طرح آدمی اچھے آدمیوں میں بیٹھے تو ان کی نیکی کا اثر ہوتا ہے۔

نیک لوگوں کی صحبت :

بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ تشریف لائے تو ایک عقیدت مند نے دستی پنکھا کرنا شروع کردیا اس زمانے میں بجلی والے پنکھے نہیں ہوتے تھے پنکھا کرتے ہوئے سوال کیا حضرت ایک گنہگار آدمی نیکوں کیساتھ دفن ہوا اور نیک لوگ جہاں دفن ہیں وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں تو کیا اس گنہگار کو بھی کوئی فائدہ ہوگا حضرت نے فرمایا تم کیا کررہے ہو؟ اس نے کہا حضرت میں پنکھا کررہا ہوں کہ آپ گرمی میں آئے ہیں آپ کا پسینہ خشک ہوجائے اور آپ کو سکون پہنچے۔ فرمایا یہ بتا کہ تیرے پنکھے کی ہوا میرے دائیں بائیں والوں کو بھی لگ رہی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا حضرت لگ رہی ہے۔ فرمایا تیرے پنکھے کی ہوا کا فائدہ میری وجہ سے ان کو ہورہا ہے تو رب کی رحمت تو بڑی وسیع ہے جہاں وہ برستی ہے آس پاس والوں کو ضرور فائدہ ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں آتا ہے کہ اچھی مجلس میں بیٹھنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عطر فروش کی دوکان میں بیٹھا ہو کہ وہ اس عطر کو تحفتًا دیگا یا یہ خود خریدے گا اگر یہ نہ ہو تو وہاں بیٹھے ہوئے خوشبو تو آرہی ہے اور بری مجلس میں بیٹھنے والے کی مثال لوہار کی بھٹی کی سی ہے چنگاریاں اڑیں گی، دھواں آئے گا حرارت پہنچے گی اور یہ بھی یاد رکھنا کہ بری مجلس کا اثر جلدی ہوتا ہے اور اچھی مجلس کا اثر دیر سے ہوتا ہے اسلئے کہ انسان کیساتھ دو قوتیں ہیں ایک شیطان اور ایک نفس امّارہ کی۔ نفس امارہ بری چیزوں کی طرف اچھل کے جاتا ہے لہذا بری مجلس اور برے لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ فارسی کا مقولہ ہے.....

؎ یار بد، از مار بد، بسیار بد

"برا یار برے سانپ سے بھی برا ہوتا ہے۔" آج کل لوگ روتے ہیں کہ ہمارے

بچے نشیئی ہو گئے، جواری بن گئے ہیں بھائی قصور تو تمہارا بھی ہے تم نے ان کو بری مجلسوں سے کیوں نہیں روکا۔ بچے کو جب بری مجلس میں ایک مرتبہ بھی دیکھو تو وہاں سے کان پکڑ کے لے آؤ اگر تم نے چھٹی دیدی بری مجلسوں بیٹھنے کی تو پھر وہ نشیئی بنیں گے، جواری بنیں گے، بدمعاشیاں کریں گے۔ مقولہ ہے کہ...... ''نیکی چیونٹی کی چال چلتی ہے اور بدی کی رفتار گھوڑے کی ہے۔'' تو اچھی بری صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ فرمایا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اور سزا دی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا، گرفتار ہوئے قیدی بنے وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اور یہی بدلہ ہے کافروں کا ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ پھر اللہ تعالیٰ نے رجوع فرمایا اس کے بعد عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ جس پر چاہا کہ کچھ ان میں سے مسلمان ہو گئے اور پھر سارے ہی مسلمان ہو گئے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ○

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ پختہ بات ہے کہ مشرک نری پلیدی ہیں فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ پس نہ قریب آئیں مسجد حرام کے بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا اس سال کے بعد وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً اور اگر تم خوف کرو فقر کا فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ پس عنقریب تمہیں اللہ تعالیٰ غنی کر دے گا مِنْ فَضْلِهٖ اپنے فضل سے اِنْ شَآءَ اگر اس نے چاہا اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لڑو ان لوگوں سے لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ جو نہیں ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور نہ آخرت کے دن پر وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اور نہیں حرام قرار دیتے اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہے اور

اس کے رسول ﷺ نے وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ اور نہیں قبول کرتے سچے دین کو مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی اس وقت تک لڑو حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ یہاں تک وہ جزیہ دیں عَنْ يَّدٍ اپنے ہاتھ سے وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ اور وہ ذلیل اور عاجز ہو کر رہیں۔

ابتدائے سورت میں ذکر تھا بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بیزاری کا اعلان ہے۔ اور اب یہ حکم ہے کہ مشرک آئندہ نہ حج کر سکتے ہیں اور نہ حرم میں آسکتے ہیں۔ فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ پختہ بات ہے کہ مشرک بالکل پلید ہیں فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ پس نہ قریب آئیں مسجد حرام کے بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا اس سال کے بعد۔ ایک ہوتا ہے پلید اور ایک ہوتی ہے پلیدی۔ نجس کے معنٰی نری پلیدی کے ہیں مشرک اگر سات سمندروں میں بھی غسل کرے پاک نہیں ہوسکتا۔ پھر پاک کس سے ہوتا ہے؟ پاک ہوگا سچے دل سے، پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جو کفر شرک کے زمانے میں گناہ کئے ہیں وہ سب معاف ہو جائیں گے اس طرح ہو جائے گا جیسے اب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور کلمے کے بغیر کوئی پاک نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر مشرک حج عمرے کیلئے نہ آئے تو ہم سامان کس کے آگے بیچیں گے اور کس سے خریدیں گے؟ کیونکہ ان دنوں میں تجارت انہی لوگوں سے ہوتی تھی تو اس وہم کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً اور اگر تم خوف کرو فقر اور محتاجی کا، غربت کا فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ پس عنقریب تمہیں اللہ تعالیٰ غنی کر دے گا اپنے فضل سے اگر اس نے چاہا۔ کہ رزق اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ تمہارے لئے

اسباب پیدا کردے گا اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔ ابتداء سورۃ سے یعنی بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ سے لیکر ابتک عنوان مشرکوں کیخلاف تھا اور سرزمین عرب پر اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی بھی آباد تھے کچھ سائبین اور کچھ مجوسی بھی تھے لیکن اکثریت یہودیوں کی تھی آگے ان کے متعلق ارشاد ہے۔ فرمایا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لڑو ان لوگوں سے لَایُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ جونہیں ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اور نہ آخرت کے دن پر وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَاحَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اور نہیں حرام قرار دیتے اس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہے اور اس کے رسول ﷺ نے۔ ان کو حرام نہیں سمجھتے جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، جنکی حرمت آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہے وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ اور نہیں قبول کرتے سچے دین کو مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی۔ یہودی اور عیسائی کہ یہ بھی اسلام کے سخت مخالف ہیں۔ سورۃ المائدۃ/پ:۶ میں آتا ہے لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا'' البتہ پاؤ گے تم زیادہ شدید عداوت کے اعتبار سے مومنوں کے حق میں یہود کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے شرک کیا'' یعنی مومنوں کے زیادہ سخت مخالف یہودی ہیں پھر مشرک ہیں۔

یہود ونصاریٰ کی سازشیں :

اس وقت دنیا میں جتنے فتنے اٹھے ہوئے ہیں چاہے کسی علاقے میں ہوں تحقیق کرو گے تو اس کی کڑی یہود کے ساتھ ملے گی ہر جگہ ان کی سازش کارفرما ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے وفات سے پہلے اعلان کیا تھا اَخْرِجُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ '' یہود ونصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔'' مگر اس وقت عرب کے

شہزادوں نے محض اپنے ذہنی دفاع کیلئے امریکی فوج تبوک کے مقام پر ٹھہرائی ہوئی ہے اور ان کی تنخواہیں اور تمام اخراجات خود اٹھائے ہوئے ہیں۔ کیونکہ امریکہ نے ان کے دماغوں میں یہ ہوّا اٹھایا ہوا ہے کہ اگر ہم یہاں نہیں رہیں گے تو کویت تمہیں کھا جائے گا عراق تمہیں کھا جائے گا اور ہم تمہارے چوکیدار ہیں۔ تیل کے کنوؤں پر بھی ان کا قبضہ ہے اور مزے سے کھا رہے ہیں ان سے بھی لڑو حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ یہاں تک وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے۔

جزیہ کی تعریف اور اسکی مقدار :

جزیہ اس مال اور رقم کو کہتے ہیں جو فوجی مصارف اور دفاع کیلئے ان کافروں سے لی جاتی ہے جو مومنوں کے رعایا بن کر رہتے ہیں اور ان میں سے جو بوڑھے اور بچے ہیں ان پر کوئی جزیہ نہیں ہے، عورتوں پر کوئی جزیہ نہیں ہے، لنگڑے، لولے، نابینے پر کوئی جزیہ نہیں ہے صرف جوان پر ہے اور اگر وہ فوج میں بھرتی ہو جائے تو اس پر بھی کوئی جزیہ نہیں ہے۔ اور جزیہ کی مقدار کیا ہے؟ خلافت راشدہ کے دور میں امیر سے اڑتالیس درھم اور متوسط سے چوبیس درھم اور ادنیٰ کمائی والے سے بارہ درھم سالانہ تھے۔ ظاہر بات ہے کہ ملک میں وہ بھی رہتے ہیں ان کی زمینیں ہیں کارخانے ہیں، باغات ہیں ملکی دفاع ان کے بھی ذمہ ہے اس میں کوئی ناانصافی نہیں ہے اور اس وقت حکومت نے جو ٹیکس لگائے ہوئے ہیں ان کو کوئی ظلم نہیں کہتا۔ سیٹھی محمد یوسف صاحب راہوالی والے انہوں نے حفظ قرآن اور تجوید کے بارے میں بڑا کام کیا ہے۔ میرے ساتھ ان کی بے تکلفی تھی اور میرے پاس آتے جاتے رہتے تھے ایک دن میں نے ان سے پوچھا سیٹھی صاحب یہ جو تمہارا گتے کا کارخانہ ہے اس میں سے حکومت بھی تم سے کچھ لیتی ہے؟ تو مسکرا پڑے اور

کہنے لگے سو میں سے ترانوے (۹۳) روپے لیتی ہے۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا کہ پھر تمہارے پاس کیا باقی رہا کہنے لگے باقی جو سات روپے ہیں ان میں فلاں فلاں ٹیکس علیحدہ ہے۔ آج حکومت اتنا کچھ لے تو ظلم نہیں ہے اور اسلام ملکی دفاع کیلئے تھوڑی سی رقم لے تو لوگ اس کو ظلم کہتے ہیں بھائی یہ بات ہی ظلم ہے کیونکہ بارہ درھم تقریباً دو سو روپے بنتے ہیں متوسط سے چار سو روپے اور مالدار سے آٹھ سو روپے سالانہ تو اس کو ظلم کہنا کتنا بڑا ظلم ہے؟ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ اور وہ ذلیل اور عاجز ہو کر رہیں۔ اسلامی احکامات کے تابع ہو جائیں اور کہیں کہ ہم تمہارے فرمانبردار ہو کر رہیں گے اور اگر جزیہ نہیں دیتے تو پھر ان سے لڑو۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ اور کہا یہودیوں نے عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے وَقَالَتِ النَّصٰرَى اور کہا نصاریٰ نے الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ مسیح اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ یہ باتیں ہیں ان کے اپنے مونہوں کی يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ مشابہت کرتے ہیں ان لوگوں کی بات کی كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ ان کو تباہ کرے اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ کدھر اُلٹے پھرے جارہے ہیں اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ

وَرُهْبَانَهُمْ بنالیا انہوں نے اپنے مولویوں کو اور پیروں کو اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ رب ، اللہ تعالیٰ کے سوا وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ اور مسیح ابن مریم کو وَمَآ اُمِرُوْٓا حالانکہ ان کو نہیں حکم دیا گیا تھا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا مگر اس بات کا کہ عبادت کریں ایک ہی خدا کی لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی معبود مگر صرف وہی سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ پاک ہے ذات اس کی ان چیزوں سے جن کو یہ اس کا شریک بناتے ہیں يُرِيْدُوْنَ وہ ارادہ کرتے ہیں اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ کہ مٹا دیں اللہ تعالیٰ کے نور کو بِاَفْوَاهِهِمْ اپنے مونہوں کیساتھ وَيَاْبَى اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ مگر یہ کہ وہ پورا کرے اپنے نور کو وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اگرچہ کافر لوگ اس کو پسند نہ کریں هُوَ الَّذِيْٓ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت کیساتھ وَدِيْنِ الْحَقِّ اور سچے دین کیساتھ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ تاکہ غالب کر دے اس دین کو تمام دینوں پر وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اور اگرچہ پسند نہ کریں اس کو شرک کرنے والے۔

پچھلی آیت کریمہ میں حکم تھا کہ اہل کتاب میں سے ان لوگوں کیساتھ لڑو جو ایمان نہیں لائے ۔ کیونکہ سرزمین عرب میں یہود بھی آباد تھے اور عیسائی بھی اور صابئین بھی ۔ ان کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے تو جب اہل کتاب کیساتھ لڑنے کا حکم ہوا تو سطحی قسم کے ذہنوں میں یہ اشکال پیدا ہوا کہ ان سے کیوں لڑنا ہے لڑائی کی وجہ اور سبب کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کیساتھ لڑنے کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ اس لئے ان سے لڑو ۔ ارشاد ربانی ہے

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ اور کہا یہودیوں نے عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے پیغمبر کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنانا بڑا کفر ہے۔ رب تعالیٰ کیلئے بیٹا ثابت کرنا معمولی بات نہیں ہے وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ اور کہا نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنانا بہت بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ہے۔ نہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو جنا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ حدیث قدسی میں آتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يَشْتِمُنِيْ ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ جَائِزٌ ''ابن آدم مجھے گالیاں نکالتا ہے حالانکہ اس کو گالیاں نکالنے کا کوئی حق نہیں ہے۔'' گالیاں کیسے نکالتا ہے؟ يَدْعُوْنِيْ وَلَدًا میری طرف اولاد کی نسبت کرتا ہے۔ رب تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا رب تعالیٰ کو گالیاں نکالنا ہے اور گالی کے بعد تو لڑائی ہوتی ہے۔ دیکھو ہماری تمہاری کیا حیثیت ہے ہمیں کوئی گالی نکالے تو ہمارے جذبات کیا ہوتے ہیں؟ تو جو اللہ تعالیٰ کو گالی نکالے پھر اس کے خلاف لڑنا ہی ہے مگر یہ بات یاد رکھنا کہ لڑنا افراد کا کام نہیں ہے کہ ہر آدمی اپنے طور پر اٹھ کر لڑنا شروع کر دے۔ یہودی سے عیسائی سے لڑنا اقتدار اور حکومتی سطح پر ہے۔

تعزیرات کا حکم :

حدود و تعزیرات کے جتنے بھی احکام ہیں یہ افراد کیلئے نہیں ہیں۔ قرآن پاک میں آتا ہے اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا [٦/ المائدہ: ٣٨] ''چور مرد اور چور عورت پس تم ہاتھ کاٹ دو ان کے۔'' عام آدمی میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ چور کو پکڑ کر اس کے ہاتھ کاٹ دے۔ غیر شادی شدہ مرد عورت زنا کریں تو ان کو کوڑے مارنے کا حکم قرآن حکیم میں مذکور ہے مگر حکومت کے بغیر کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ کوڑے مارے یہ

حکومت کا کام ہے اسی طرح یہود و نصاریٰ اور دیگر کافروں سے لڑنا انفرادی کام نہیں ہے یہ اجتماعی طور پر حکومت کا کام ہے گویا کہ مسلمانوں کے پاس اتنا اقتدار ہونا چاہئے کہ جس اقتدار کے ذریعے کافروں کی سرکوبی کریں یہود سے لڑیں نصاریٰ سے لڑیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ عزیر علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ فرمایا ذٰلِکَ قَوۡلُهُمۡ بِاَفۡوَاهِهِمۡ یہ باتیں ہیں ان کے اپنے مونہوں کی۔ آدمی منہ سے جو کچھ کہنا چاہے کہہ سکتا ہے یُضَاهِئُوۡنَ یہ مشابہت رکھتے ہیں، نقل اتارتے ہیں قَوۡلَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ قَبۡلُ ان لوگوں کی بات کی جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے۔ وہ کافر اور مشرک جو ان سے پہلے تھے وہ کہتے تھے کہ فرشتے رب تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں وَیَجۡعَلُوۡنَ لِلّٰهِ الۡبَنٰتِ [النحل: ۵۷] کسی نے رب تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا کسی نے بیٹیاں بنا دیں حالانکہ رب تعالیٰ کا نہ بیٹا، نہ بیٹی، نہ ماں، نہ باپ، رب تعالیٰ کی ذات ان سب سے پاک ہے قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ تباہ کرے ان کو اللہ تعالیٰ، برباد کرے، غارت کرے، لعنت بھیجے اَنّٰی یُؤۡفَکُوۡنَ کدھر الٹے پھرے جا رہے ہیں۔ تو ان کے ساتھ لڑنے کی ایک وجہ تو یہ ہوئی کہ انہوں نے حضرت عزیر علیہ السلام، حضرت مسیح علیہ السلام کو رب تعالیٰ کا بیٹا بنایا۔ اور ایک وجہ یہ ہے کہ اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَانَهُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ. اَحۡبَار جمع ہے حِبۡرٌ کی اور حِبۡرٌ کا معنیٰ ہے عالم، مولوی۔ اور رُهۡبَان جمع ہے راهِبٌ کی، راهب کا معنیٰ ہے پیر۔ آیت کا معنیٰ ہوگا بنا لیا انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو رب اللہ تعالیٰ کے سوا، اس لئے ان کیساتھ لڑو۔ حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ پہلے عیسائیوں کے پادری تھے بڑے پڑھے لکھے سمجھ دار آدمی تھے۔ نو ہجری کے آخر میں یا دسویں سال کی ابتداء میں یہ مسلمان ہوئے۔ جب یہ آیتِ کریمہ سامنے آئی تو کہنے لگے حضرت میں خود عیسائیوں کا مولوی، پادری اور مبلغ تھا میرے علم میں تو نہیں ہے

کہ انہوں نے مولویوں اور پیروں کو رب بنایا ہوا اور رب تعالیٰ فرماتے ہیں اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہ انہوں نے اپنے مولویوں اور پیروں کو رب بنالیا اللہ تعالیٰ کے سوا۔ ترمذی شریف صحاح ستہ کی کتاب ہے اس میں اور مسند احمد میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے مولوی بغیر کسی شرعی ثبوت کے کوئی حکم دیتے تھے تو لوگ ان کو مانتے تھے، ان کے پیر بغیر کسی شرعی ثبوت کے کوئی حکم دیتے تھے تو وہ لوگ مانتے تھے؟ عرض کیا یہ تو ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا شرعی ثبوت کے بغیر کسی مولوی پیر کی بات ماننا یہی اس کو رب بنانا ہے کیونکہ یہ صفت رب تعالیٰ کی ہے ہاں اگر مولوی پیر مسئلہ شریعت کے مطابق بتلائیں تو ٹھیک ہے اور اگر وہ مسئلہ نہ قرآن کے مطابق ہے، نہ حدیث کے مطابق ہے، نہ فقہ اسلامی کے مطابق ہے اور پھر بھی لوگ اس کی پیروی کریں تو یہ ان کو رب بنانا ہے۔ آج اس کی کمی کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں میں بھی نہیں ہے۔

شرک کی ایک قسم :

یہ عام تعویزات والے عموماً کہتے ہیں کہ فلاں چیز چھوڑ دو فلاں چیز نہیں کھانی چاہیے، یہ شرک کی ایک قسم ہے۔ تم کون ہوتے ہو حلال چیزوں کو چھڑانے والے؟ ہاں اگر طبی لحاظ سے کوئی چیز کسی کو نقصان دیتی ہے کہ بعض چیزیں بعض کے مزاج کے موافق ہوتی ہیں اور بعض چیزیں مزاج کے موافق نہیں ہوتیں اگر حکمت اور ڈاکٹری اعتبار سے ان کو نہ کھائے تو کھانے پر اسکو مجبور نہیں کیا جائے گا لیکن ان کو حرام سمجھنے کا مجاز نہیں ہے۔ اکثر تعویز لکھنے والے مشرکانہ ذہن رکھتے ہیں اور لوگوں کو بھی مشرک بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تو نے یہ نہیں کرنا وہ نہیں کرنا ولادت والے گھر نہیں جانا، یہ سب خرافات ہیں اور ان کی باتوں کو ماننا ان کو رب بنانا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ اور مسیح ابن

مریم کو انہوں نے رب بنایا ان کی عبادت کی وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا حالانکہ ان کو نہیں حکم دیا گیا تھا مگر اس بات کا کہ عبادت کریں ایک ہی خدا کی۔ کسی کا حکم ماننا بلا شرعی ثبوت کے یہ بھی عبادت تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں کوئی معبود مگر صرف وہی اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی معبود اور الہٰ نہیں ہے سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ پاک ہے ذات اس کی ان چیزوں سے جن کو یہ اس کا شریک بناتے ہیں۔ نہ اس کا بیٹا نہ بیٹی، نہ کوئی شریک، نہ اس کے سوا کوئی حکم دینے والا اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے پیغمبر بھی اس چیز کے مجاز نہیں ہیں کہ اپنی طرف سے کسی چیز کا حکم یا کسی چیز کو حلال یا حرام ٹھہرائیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر۔ فرمایا يُرِيْدُوْنَ وہ ارادہ کرتے ہیں اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ کہ مٹا دیں اللہ تعالیٰ کے نور کو۔ نورِ ایمان، نورِ توحید، نورِ سنت، نورِ اسلام کو بِاَفْوَاهِهِمْ اپنے مونہوں کیساتھ پھونکیں مار کر یہ چاہتے ہیں کہ حق کی باتیں دبی رہیں وَيَاْبَى اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ انکار کرتا ہے اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ مگر یہ کہ وہ پورا کرے، اپنے نور کو۔ یہ لوگ اسلام توحید وسنت کو مٹانا چاہتے ہیں رب تعالیٰ اس کو روشن کرے گا۔ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے اچھا فرمایا ہے کہ.....

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جیسے کوئی سارا دن سورج کو پھونکیں مارتا رہے کہ سورج بجھ جائے اس کا منہ تھک جائے گا گردن ٹیڑھی ہو جائے گی مگر سورج چمکتا رہے گا اسلام کو مٹانے کی بڑی کوششیں ہوئیں ہیں مگر کوئی نہیں مٹا سکا۔ آج حیرانی ہوتی ہے کہ کوسوو میں البانی مسلمان لاکھوں کی تعداد میں تھے یوگوسلاویہ میں ان کو نکال دیا گیا ہے۔ کافر برائے نام شلجموں سے مٹی

جھاڑنے کی طرح ساتھ دے رہے ہیں جیسے برطانیہ، امریکہ اور نیٹو والے اور مسلمان بادشاہ ایسے بے ایمان ہیں کہ ایک نے بھی ساتھ نہیں دیا بمع سعودیہ اور کویت کے سارے گونگے ہو چکے ہیں کم از کم زبانی طور پر ہی کہہ دو اوظالمو! یہ ظلم بند کر دیہ جو کچھ ہو رہا ہے یہ ظلم ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے ان کو شرم آنی چاہیے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے نور کو چمکائے گا مکمل کرے گا وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ اگرچہ کافر اس کو پسند نہ کریں ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو بِالْھُدٰی ہدایت کیساتھ وَدِیْنِ الْحَقِّ اور سچے دین کیساتھ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ تاکہ غالب کر دے اس دین کو تمام دینوں پر۔ الحمد للہ حجت، دلیل اور برہان کے اعتبار سے اسلام ہمیشہ غالب رہا ہے اور رہے گا۔

ایک واقعہ :

آج سے تقریباً آٹھ نو سال پہلے کا واقعہ ہے کہ احمد دیدات گجرات کاٹھیاوار کا رہنے والا عالم ہے دیوبندی مسلک کا آدمی ہے اور انگریزی زبان کا بڑا ماہر ہے۔ پادریوں کے ساتھ اس کا مناظرہ طے ہوا اس نے کہا کہ مناظرہ میں اس شرط پر کروں گا کہ مناظرہ ٹی وی پر ہو باقاعدہ جج مقرر کیا جائے وہ میرے دلائل بھی سنے اور تمہارے دلائل بھی سنے اور پھر فیصلہ دے کہ کون ہارا اور کون جیتا۔ چنانچہ ٹی وی پر مناظرہ ہوا اور جج غیر مسلم انگریز تھے انہوں نے فیصلہ دیا کہ احمد دیدات جیت گیا اور پادری ہار گیا۔ میرے خیال کے مطابق یہ مناظرہ ٹی وی پر دو ارب آدمیوں نے دیکھا کافر نے فیصلہ سنایا، اور غلبہ کس طرح ہوگا؟ اللہ تعالیٰ دین کو غالب کرے گا وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ اور اگرچہ اس کو پسند نہ کریں شرک کرنے والے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس دین کو چمکائے گا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ حق تعالیٰ

اہل حق کی امداد فرمائے اسوقت ایران نے خباثت کر کے بامیان کے کچھ حصے پر قبضہ کرلیا ہے اور یہ مزید کچھ شرارتیں کرے گا۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ طالبان کو فتح نصیب فرمائے اور کوسوو اور فلپائن کے مسلمانوں کی بھی امداد فرمائے اور جہاں جہاں مسلمان مظلوم ہیں وہاں وہاں ان کی مدد فرمائے اور ان حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں تباہ کرے۔

يَـٰٓأَيُّهَـا الَّـذِيـنَ اٰمَـنُـوٓا اِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْاَحْبَـارِ وَالرُّهْبَـانِ لَيَـاْكُـلُـوْنَ اَمْـوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَالَّـذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَـنَّـمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

يَـٰٓأَيُّهَـا الَّذِيْنَ اٰمَنُوٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِنَّ كَثِيْرًا بیشک بہت سارے مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ مولوی اور پیر لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ البتہ کھاتے ہیں لوگوں کا مال بِالْبَاطِلِ باطل طریقے سے وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے وَالَّذِيْنَ اور وہ لوگ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ جو جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ان کو خوشخبری سنادیں دردناک عذاب کی يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ جس دن گرم کیا جائے گا انکو جہنم کی آگ میں فَتُكْوٰى بِهَا پس داغا جائے گا اس کے ساتھ جِبَاهُهُمْ ان کی پیشانیوں کو وَجُنُوْبُهُمْ اور ان کے پہلوؤں کو وَظُهُوْرُهُمْ اور ان کی پشتوں کو (اور کہا جائے گا) هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ یہ وہ چیز ہے جس

کو تم خزانہ بناتے تھے لِاَنْفُسِكُمْ اپنے نفسوں کیلئے فَذُوْقُوْا پس چکھو تم مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ وہ چیز جس کو تم خزانہ بناتے تھے۔

صدقہ دینے کا طریقہ :

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بہت سارے مولوی اور پیر لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں۔ دیکھو! صدقہ خیرات بڑی اچھی چیز ہے مگر اس کیلئے شریعت نے بڑی شرائط مقرر فرمائی ہیں ایک شرط یہ ہے کہ صدقہ کرنے والا مومن ہو بغیر ایمان کے صدقے کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور صدقہ خیرات جس کیلئے کیا گیا ہے یعنی جس کو صدقہ خیرات کا ثواب پہنچانا ہے وہ بھی مومن ہو چاہے گنہگار ہی کیوں نہ ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ صدقہ حلال اور طیب مال سے ہو حرام مال سے صدقہ کرے گا تو قبول نہیں ہوگا پھر یہ کہ صدقے کیلئے دن کی تعیین نہیں ہے کہ فلاں دن صدقہ ہو سکتا ہے اور فلاں دن نہیں ہو سکتا صدقہ جب اور جس وقت چاہے کرے، ہو جائے گا اور صدقہ اس طریقے سے کرے کہ دائیں ہاتھ سے کرے تو بائیں کو پتہ نہ چلے۔ اب ان شرائط کے ساتھ صدقہ کون کرتا ہے پھر صدقہ جس کو دینا ہے وہ مستحق بھی ہو۔ اب تم فیصلہ کرو کہ تیجا، ساتا، دسواں، چالیسواں، عرس، برسی، گیارھویں یہ صدقے کی مد میں آتے ہیں؟ یہ تمام باطل طریقے ہیں اور ان باطل طریقوں سے مولوی اور پیر لوگوں کا مال کھاتے ہیں حالانکہ ان کو کھانے کا حق بھی نہیں پہنچتا۔ صدقہ خیرات تو غریبوں کا حق ہے جو مولوی، پیر مالدار ہیں خود صدقہ فطرانہ دیتے ہیں قربانی کرتے ہیں وہ صدقہ کھانے کے کہاں مجاز ہیں مگر کھا جاتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ یہودیوں کے بارے میں ہے مگر خطاب تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کیا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو سنو! بہت

سارے مولوی اور پیر لوگوں کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے ہیں تم ایسا نہ کرنا یہ سمجھانا مقصود ہے۔تو صدقہ خیرات کرو شرائط کیساتھ رب تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے اور یہاں تو حالت یہ ہے کہ جب تک گلی میں دیگ نہ کھٹکے ہمارا دل ہی مطمئن نہیں ہوتا۔یہ سارا کچھ اپنی ناک کیلئے ہے رب تعالیٰ کی رضا کیلئے تو نہیں ہے پھر لوگوں کا مال اس طرح بھی کھاتے ہیں کہ جو لوگ تعویز لینے کیلئے آتے ہیں ان سے کہتے ہیں دس روپے والا لینا ہے یا پچاس والا یا سو روپے یا پانچ سو والا لینا ہے۔بیشک تعویز کی اجرت حرام نہیں ہے مگر اپنی خوشی سے کوئی دے تو لے لو۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ بیشک بہت سارے مولوی اور پیر لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ البتہ کھاتے ہیں لوگوں کا مال باطل طریقے سے وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے سے لوگوں کو۔جو صحیح مسئلہ بتاتا ہے اس سے روکتے ہیں کہ اسکے پاس نہ جاؤ یہ وہابی ہے۔صدقہ خیرات کا تو ہم بھی انکار نہیں کرتے مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ دنوں کی تعیین نہ کرو غریبوں کو دو مخفی طریقے سے دو نام و نمود نہ کرو شہرت پسندی سے بچو، مستحق کو دو خود نہ کھاؤ، ماموں چچا کھائے، سسر کھائے، داماد کھائے یہ صدقہ ہے ہاں تجربہ کر کے دیکھ لو تیجا، ساتا، دسواں لوگ خود کھا جاتے ہیں غریبوں کو دھکے پڑتے ہیں۔یاد رکھنا! جو واجب قسم کا صدقہ ہے وہ ایسے شخص کو دینا جو خود فطرانہ دیتا ہے حرام ہے اور نفلی صدقہ مکروہ تنزیہی ہے۔ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنی ہتھیلی پر تھوک کر چاٹ لے اور تیجے ساتے کے موقع پر جو لوگ آتے ہیں میرے خیال کے مطابق کوئی ہو جو غریب ہو باقی سب صاحب حیثیت ہوتے ہیں رب تعالیٰ نے صحیح فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے

سے روکتے ہیں حق بیان کرنے والے کے پاس جانے سے منع کرتے ہیں اس کے قریب نہیں جانے دیتے ۔حافظ اللہ داد صاحب مرحوم کھٹیالہ گجرات کے رہنے والے تھے اور ہمارے پیر بھائی تھے ۔پنجابی زبان کے بڑے بہترین مقرر تھے بڑا بہترین وعظ فرماتے تھے کئی کئی دن وہ میرے پاس ٹھہرتے تھے ۔کوٹ وارث جلسہ کر کے واپس آرہے تھے پیدل والے راستے سے مطالعہ کیلئے کتابوں کی گٹھڑی ان کے پاس ہوتی تھی کہ کئی کئی دن گھر سے باہر رہتے تھے ،اس راستے پر گدھے آرہے تھے حافظ صاحب نے گدھے والے کو کہا بھائی جان اگر اجازت ہو تو میں کتابوں کی گٹھڑی تمہارے گدھے پر رکھ دوں اس نے کہا رکھ دو اور پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آرہے ہو؟ حافظ صاحب نے کہا کوٹ وارث جلسہ تھا جلسہ ختم کر کے اب میں گکھڑ جا رہا ہوں اس نے کہا کس کے پاس جانا ہے؟ حافظ صاحب نے میرا نام لیا (کہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر کے پاس جانا ہے ۔) کمہار نے کہا اس کے پاس نہ جانا وہ تو کلمے کا منکر ہے ۔حافظ صاحب نے کہا کہ وہ تو کلمہ لوگوں کو پڑھاتا پھرتا ہے وہ کلمے کا کیسے منکر ہے؟ کمہار نے کہا ہمیں مولویوں نے کہا ہے کہ وہ کلمے کا منکر ہے پھر کہا کہ وہ معراج کا منکر ہے حافظ صاحب نے میرا رسالہ ’’ضوء اسراج‘‘ یعنی چراغ کی روشنی جو معراج کے مسئلے پر لکھا ہوا ہے اور تمام باطل اعتراضات کا اس میں رد ہے جو معراج کے متعلق کئے گئے ہیں الحمد للہ بڑا مقبول ہے ،گٹھڑی سے نکال کر کمہار کو پڑھ کے سنایا کہ اس نے تو معراج کے بڑے ثبوت دیئے ہیں اور دلائل کیساتھ معراج کو ثابت کیا ہے وہ کیسے منکر ہوا؟ پھر کمہار نے کہا نہیں جی وہ آنحضرت ﷺ کی توہین کرتا ہے ۔اس طرح ایک سیڑھی سے اترا ، دوسری پر چڑھا ، دوسری سے اُترا ، تیسری پر چڑھا اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰه ثُمَّ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰهِ پیغمبر تو بڑی ذات ہے ،صحابہ کا بڑا مقام ہے ۔ ہمارا

یہ نظریہ تم متعدد بار سن چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے کسی ولی، کسی نیک بندے کا نام جس مجلس میں لیا جائے تو وہاں رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں مگر ہم بد باطنوں کا کیا کر سکتے ہیں خود حرام کھاتے ہیں اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا دین صحیح طریقہ سے بیان کرنے والوں کے پاس جانے سے روکتے ہیں۔

صدقہ وخیرات نہ دینے پر وعید :

آگے اور مسئلہ بیان فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ اور وہ لوگ جو جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی۔اس زمانے میں کاغذ کے نوٹ نہیں ہوتے تھے سونا چاندی ہوتا تھا وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور نہیں خرچ کرتے اس کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔نہ زکوٰۃ دیتے ہیں، نہ فطرانہ، نہ عشر اور نفلی صدقہ بھی نہیں کرتے حالانکہ غریب آدمی کی امداد اخلاقی طور پر اسلام کا فریضہ ہے فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ان کو خوشخبری سنا دیں دردناک عذاب کی۔یہ طنز اور استہزاء کے طور پر فرمایا ہے ورنہ خوشخبری تو اچھی چیز کی ہوتی ہے عذب کی خوشخبری کیا ہوئی پھر عذاب بھی معمولی نہیں بلکہ دردناک عذاب ہے یَّوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ جس دن تپایا جائے گا، گرم کیا جائے گا سونے چاندی کو جہنم کی آگ میں ٹکڑے ٹکڑے بنا کر فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ پس داغا جائے گا اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں کو وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ اور ان کے پہلوؤں کو اور پشتوں کو۔ٹکڑا گرم کر کے پیشانی پر رکھیں گے پیچھے سے نکل جائے گا۔سونے چاندی کا ٹکڑا گرم کر کے ایک طرف پہلو پر رکھیں گے آگے چھاتی سے نکل جائے گا۔کیونکہ جو صحیح معنیٰ میں مستحق ہے مانگنا اس کی عادت نہیں ہے مجبور ہے جب وہ سامنے آ کر کھڑا ہوتا ہے اگر آدمی نے نہ دینا ہو تو منہ پھیر لیتا ہے پھر پہلو پھیر لیتا ہے اگر مزید وہ اصرار کرے تو پیٹھ پھیر لیتا ہے تو پہلے پیشانی داغی

جائے گی اور کہا جائے گا هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ یہ وہ چیز ہے جس کو تم خزانہ بناتے تھے اپنے نفسوں کیلئے بخلاف اس کے جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتے ہیں زکوۃ دیتے ہیں، فطرانہ دیتے ہیں، عشر نکالتے ہیں اور اس کے علاوہ غریبوں کی امداد کرتے ہیں ان پر کوئی حرف نہیں آئے گا سزا وہ پائیں گے جو مال کا حق ادا نہیں کرتے غریب کی امداد نہیں کرتے چاہے مانگتا رہے اس کی پرواہ نہیں کرتے اور آج تو یہ بھی بڑی مصیبت ہے کہ بعض لوگوں نے مانگنا پیشہ بنالیا ہے چاہے اس کے پاس ہزاروں لاکھوں روپے کیوں نہ ہوں حالانکہ یہ گناہ اور حرام ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ''بلا اشد ضرورت کے جو شخص سوال کرے گا قیامت والے دن اس کے چہرے پر گوشت نہیں ہوگا ہڈیوں کا پنجر ہوگا یہ نشانی ہوگی اس شخص کی جو بلا ضرورت دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔'' تو بغیر ضرورت کے مانگنا حرام ہے اور مستحق کو نہ دینا بھی گناہ ہے فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ پس چکھو تم وہ چیز جس کو تم خزانہ بناتے تھے۔ یعنی اس کا وبال چکھو اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں سمجھا دیا ہے تا کہ تم آخرت میں پریشان نہ ہو اور آج ہی جو کچھ اپنے لیے کرنا ہے کرلو۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَاللّٰهِ اثْنَاعَشَرَ شَهْرًافِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَااَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۵ۙ فَلَاتَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَايُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○ اِنَّمَاالنَّسِيْٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهٗ عَامًاوَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِئُوْاعِدَّةَ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْامَاحَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ لَايَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ○

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ بیشک گنتی مہینوں کی عِنْدَاللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے ہاں اثْنَاعَشَرَ شَهْرًا بارہ مہینے ہیں فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس دن اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمینوں کو مِنْهَااَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ان میں سے چار مہینے عزت والے ہیں ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ یہ دین مظبوط ہے فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ پس نہ زیادتی کرو تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً اور لڑو تم شرک کرنے والوں کیساتھ اکٹھے ہوکر كَمَايُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً جیسا کہ وہ تم سے لڑتے

ہیں اکٹھے ہوکر وَاعْلَمُوْآ اور جان لو اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ کہ بیشک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کیساتھ ہے اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ پختہ بات ہے مؤخر کر دینا کفر میں زیادتی ہے یُضَلُّ بِہٖ گمراہ کئے جاتے ہیں اس مؤخر کرنے کیساتھ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وہ لوگ جو کافر ہیں یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا حلال سمجھتے ہیں اس مہینے کو ایک سال وَّ یُحَرِّمُوْنَہٗ عَامًا اور حرام قرار دیتے ہیں ایک سال لِّیُوَاطِئُوْا عِدَّۃَ تاکہ پوری کرلیں گنتی مَا حَرَّمَ اللّٰہُ اس کی جو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ پس حلال کرلیتے ہیں اس چیز کو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے زُیِّنَ لَھُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِھِمْ مزین کئے گئے ان کیلئے برے اعمال وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْکٰفِرِیْنَ اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو۔

مہینوں کی تعیین :

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک خاص حکم بیان فرمایا ہے جس حکم کے بارے میں مشرکین عرب بہت زیادتی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ بیشک گنتی مہینوں کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اِثْنَا عَشَرَ شَھْرًا بارہ مہینے ہیں سال کے فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں، لوح محفوظ میں۔ نوشت میں یہ سال کے بارہ مہینے اللہ تعالیٰ نے اس وقت سے مقرر کئے ہوئے ہیں یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ جس دن پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو۔ اس لئے کہ ان کے بغیر نظام نہیں چلتا۔ سارے کام مہینوں کیساتھ اور تاریخوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہے۔ اور بھی جتنے دینی کام ہیں بلکہ دنیاوی کام بھی بغیر تعیین تاریخ کے نہیں ہوتے کہ فلاں

سال فلاں مہینے میں پیدا ہوا، فلاں سال فلاں تاریخ کو نکاح ہوا اور فلاں تاریخ کو فوت ہوا، کس سن اور تاریخ کو ملازم ہوا اور کب ریٹائر ہونا ہے، کب یہ معاملہ کرنا ہے فلاں تاریخ وعدہ کیا اور فلاں تاریخ کو پورا کرنا ہے۔ غرضیکہ بلا تعین سال، مہینے اور دن کے نظام نہیں چل سکتا۔ اسلامی قاعدے کے مطابق سال محرم کے مہینے سے شروع ہوتا ہے۔ یعنی محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے اور ذوالحجہ پر جا کر ختم ہوتا ہے۔

اَشْھُرِ حُرُم :

تو سال کے اللہ تعالیٰ نے بارہ مہینے بنائے مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ان میں سے چار مہینے عزت والے ہیں۔ ان چار مہینوں میں لڑائی وغیرہ حضرت ابراہیم سے لیکر آنحضرت ﷺ کے زمانے تک منع تھی آخر میں اس کی حرمت منسوخ ہوگئی۔ وہ چار مہینے یہ ہیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب۔ لوگ ان مہینوں کا خاص احترام کرتے تھے۔ ۶ھ میں آنحضرت ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمرے کا احرام باندھا ذوالقعدہ کے مہینے میں تو صحابہ کرام کو اشکال پیش آیا کہ ہم تو عمرہ کیلئے آئے ہیں، احرام باندھا ہوا ہے اور مہینہ بھی حرمت کا ہے اگر کافر ہم پر حملہ کر دیں تو ہم کیا کریں گے ایک تو مہینہ محترم ہے اس میں لڑائی ممنوع ہے اور حرم کے علاقے میں بھی لڑنا ممنوع ہے بلکہ حرم کے علاقے میں درخت کاٹنا، اکھیڑنا گھاس اکھیڑنا سوائے ازخر کے اور شکار کرنا منع ہے، حرام ہے۔ تو ایک یہ کہ مہینہ محترم دوسرا یہ کہ علاقہ محترم اور تیسرا یہ کہ ہم ہیں احرام میں احرام باندھنے کے بعد آدمی لڑ نہیں سکتا، بلکہ ناخن نہیں کاٹ سکتا لبیں نہیں صاف کر سکتا سر کو ڈھانپ نہیں سکتا، سلا ہوا کپڑا نہیں پہن سکتا، خوشبو نہیں لگا سکتا، کسی چیز کو مار نہیں سکتا، یہ سب ممنوعات احرام ہیں۔ ہم پر تو پابندیاں ہیں اگر کافروں نے ہم پر حملہ کر دیا تو پھر ہم کیا کریں گے؟ دوسرے پارے میں

اس کا ذکر ہے یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامَ آپ کہہ دیں حرمت والے مہینے میں لڑنا بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم ابتداء نہ کرو لیکن اگر وہ تم پر حملہ کردیں تو تم دفاع کر سکتے ہو لیکن بعد میں یہ حرمت منسوخ ہوگئی اب ان مہینوں میں کافروں کیساتھ لڑائی میں ابتدا کرنا بھی جائز ہے۔ فرمایا ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ یہ دین مظبوط ہے، سیدھا ہے فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْھِنَّ اَنْفُسَکُمْ پس نہ زیادتی کرو تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر یعنی لڑائی نہ کرو لیکن وَقَاتِلُوْا الْمُشْرِکِیْنَ کَآفَّةً اور لڑو تم شرک کرنے والوں کیساتھ اکٹھے ہو کر کَمَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ کَآفَّةً جیسا کہ وہ تم سے لڑتے ہیں اکٹھے ہو کر۔ ویسے لڑائی تو ہر جگہ میں بری ہے لیکن حرم میں اور زیادہ بری ہے اور مسجد حرام میں اور زیادہ بری ہے اور مسجد نبوی میں اور زیادہ بری ہے جیسے لڑنا اور مہینوں میں ممنوع ہے مگر رمضان المبارک میں اور زیادہ ممنوع ہے لیکن دفاع کی اجازت ہے۔

مسئلہ :

وقت اور جگہ کا خیال رکھو مسجد تو ایسی جگہ ہے کہ یہاں دوڑ کر آنا بھی منع ہے یہاںتک کہ اگر امام رکوع میں چلا گیا تو تمہیں دوڑ کر ساتھ ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ حالانکہ تمہارا مقصد یہی ہے کہ جلدی سے امام کیساتھ رکوع میں مل جاؤں کہ مسئلہ یہ ہے کہ جس نے رکوع میں شرکت کر لی اس کی وہ رکعت ہوگئی لیکن شرط یہ ہے کہ رکوع میں جانے سے پہلے اتنی دیر قیام کرے کہ جس میں تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ سکے اور اگر تکبیر تحریمہ رکوع میں جا کر کہی تو نماز نہیں ہوگی۔ کیونکہ تکبیر اولیٰ قیام نماز میں فرض ہے اگر معذور نہ ہو اگر قیام کرنے سے معذور ہے تو اس کا مسئلہ جدا ہے۔ بہر حال مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنی ہے۔ پھر اگر امام کیساتھ رکوع میں مل گیا تو اس نے رکعت پالی وَاعْلَمُوْآ اور تم

جان لو اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ کہ بیشک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کیساتھ ہے۔

مشرکین مکہ کی خصلتِ بد :

حرمت والے مہینوں کا تقدس اور احترام بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی اس خرابی کا ذکر فرمایا ہے جو وہ اس سلسلے میں کرتے تھے۔ وہ اسطرح کہ چار مہینے حرمت وعزت والے تھے ان میں لڑنا حرام تھا لیکن مشرکین مکہ کو ان میں سے کسی مہینے میں لڑنے کی ضرورت پیش آجاتی تو اس کی حرمت اگلے مہینے کی طرف منتقل کر دیتے اور اس میں لڑائی کر لیتے۔ مثلاً رجب کا مہینہ حرمت والا مہینہ تھا اس میں لڑائی ممنوع تھی لیکن ان کو اگر دشمن کے مقابلے میں لڑائی پیش آجاتی تو رجب میں لڑ لیتے اور اس کی حرمت شعبان کی طرف منتقل کر دیتے کہ اس سال شعبان کا مہینہ محترم ہے۔ اسی طرح محرم کے مہینے میں لڑنا حرام تھا مگر ان کو اگر کسی کیساتھ لڑنے کی ضرورت پیش آجاتی تو لڑ لیتے اور کہتے کہ اس مہینے کی حرمت ہم نے صفر کی طرف منتقل کر دی ہے کہ صفر میں نہیں لڑیں گے۔ بھائی سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرمت محرم کو حاصل ہے تم نے اپنی طرف سے وہ حرمت صفر کو دیدی رب تعالیٰ کی طرف سے تو حرمت رجب کے مہینے کو حاصل ہے تم نے وہ حرمت شعبان کی طرف منتقل کر دی۔ کسی چیز کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا اپنی مرضی سے یہ کفر میں زیادتی ہے۔ نفس کفر تو پہلے ہے اس سے کفر اور زیادہ ہو گیا کہ تم نے رب تعالیٰ کے حکم کو اپنی جگہ سے پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ پختہ بات ہے مؤخر کر دینا، اپنی جگہ سے ہٹا دینا کفر میں زیادتی ہے یُضَلُّ بِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا گمراہ کئے جاتے ہیں اس مؤخر کرنے کیساتھ وہ لوگ جو کافر ہیں یُحِلُّوْنَہٗ عَامًا حلال سمجھتے ہیں اس مہینے کو ایک سال۔ کہ جب ان کو اس میں لڑائی کی ضرورت پیش آتی ہے تو لڑ لیتے ہیں اور کہتے

ہیں کہ اس مہینے کی حرمت ہم اگلے مہینے کو دیدیں گے وَّ یُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا اور حرام قرار دیتے ہیں ایک سال۔ یعنی دوسرے سال پھر اس کی حرمت کو برقرار رکھتے ہیں کہ یہ حرمت والا مہینہ ہے اس میں ہم نہیں لڑیں گے اسی طرح کیوں کرتے ہیں لِّيُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ تاکہ پوری کرلیں گنتی اس کی جو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے چار مہینوں کی حرمت بیان فرمائی ہے تو چار کا عدد اس طرح پورا کرلیتے کہ رجب کی بجائے شعبان کو حرم شمار کرلیتے یا مثلاً محرم کو حلال سمجھ لیا اور صفر کو عزت والا مہینہ ٹھہرالیتے حالانکہ یہ غلط تھا۔ محترم تو وہی مہینہ ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے محترم ٹھہرایا ہے تمہیں تو اس کی تعیین کا اختیار کسی کو نہیں دیا کہ جس کو چاہو محترم بنالو اور جس کو چاہو حلال سمجھ لو۔ اس کو تم اس طرح سمجھو کہ روزے اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں فرض فرمائے ہیں لیکن کوئی یوں کہے کہ اس سال روزے شوال میں رکھیں گے تو اس کا کوئی مجاز نہیں ہے یا مثلاً حج کا مہینہ ذوالحجہ ہے تو کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ یہ کہنے لگے کہ اس سال ذوالحجہ گرمی میں آرہا ہے لہٰذا حج ربیع الثانی میں کریں گے کہ سردی ہو جائے گی۔ تو ایسا کوئی نہیں کرسکتا جو چیز رب تعالیٰ نے مقرر کردی ہے ہم اس میں ہیر پھیر نہیں کرسکتے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے ایسی چیز کی تعیین کرنا جو اللہ تعالیٰ نے متعین نہیں فرمائی، نافرمانی ہے۔ جو متعین ہے اس کو ہٹاؤ نہیں اور جو متعین نہیں اس کو متعین نہ کرو۔ تو وہ مہینوں کو آگے پیچھے کرکے گنتی پوری کرلیتے مَا حَرَّمَ اللّٰهُ اس کی جو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ پس حلال کرلیتے ہیں اس چیز کو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا ہے۔ اور اس کی حرمت دوسرے مہینے کو دے دیتے یہ ان کی زیادتی تھی کفر میں زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ مزین کیے گئے ان کیلئے برے اعمال۔ اور مزین کئے کس نے؟ اس کے متعلق قرآن پاک میں دوسری جگہ آتا

ہے زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ "شیطان نے ان کیلئے اعمال مزین کئے" خوبصورت تاویلوں کیساتھ اور ہیرا پھیری کیساتھ ان کے ذہنوں میں ڈالتا ہے کہ کوئی حرج نہیں ہے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافر قوم کو جبراً دھکے کے ساتھ۔ بلکہ اس نے اختیار دیا ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ پس جس کا جی چاہے ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے اپنی مرضی سے۔" اللہ تعالیٰ کسی کو ایمان لانے پر اور کفر اختیار کرنے پر مجبور نہیں کرتا باوجود اس کے کہ وہ قادر ہے، کر سکتا ہے۔ لیکن اس نے انسان کو نیکی بدی کرنے کا اختیار دیا ہے۔ مرضی سے نیکی کرے، مرضی سے برائی کرے اس میں انسان مجبور نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَا لَكُمۡ اِذَا قِيۡلَ لَكُمُ انۡفِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَى الۡاَرۡضِ‌ؕ اَرَضِيۡتُمۡ بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا مِنَ الۡاٰخِرَةِ‌ۚ فَمَا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيۡلٌ ○ اِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا ۙ وَّيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَلَا تَضُرُّوۡهُ شَيۡـًٔا‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ○ اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا‌ ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى‌ ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا‌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ○

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو مَا لَكُمۡ تمہیں کیا ہو گیا ہے اِذَا قِيۡلَ لَكُمُ کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے انۡفِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ کوچ کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اثَّاقَلۡتُمۡ اِلَى الۡاَرۡضِ تو تم بوجھل ہوئے جاتے ہو زمین کی طرف اَرَضِيۡتُمۡ بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا کیا تم راضی ہو چکے ہو دنیا کی زندگی پر مِنَ الۡاٰخِرَةِ آخرت کے بدلے میں فَمَا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ پس

نہیں ہے فائدہ دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلے میں اِلَّا قَلِیْلٌ مگر بہت تھوڑا
اِلَّا تَنْفِرُوْا اگر تم کوچ نہیں کرو گے یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دیگا
دردناک سزا وَّیَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ اور تبدیل کر دیگا تمہاری جگہ دوسری قوم کو
وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْئًا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
قَدِیْرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اِلَّا تَنْصُرُوْهُ اگر تم مدد نہیں کرو گے اس کے
رسول کی فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی ہے اِذْ اَخْرَجَهُ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا جب نکالا اس کو ان لوگوں نے جو کافر تھے ثَانِیَ اثْنَیْنِ دو میں سے
دوسرے تھے اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ جس وقت کہ وہ دونوں غار میں تھے اِذْ یَقُوْلُ
لِصَاحِبِهٖ جب کہا اس نے اپنے صحابی کو لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا تو غمگین نہ ہو
بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ پس نازل کی اللہ تعالیٰ
نے اپنی تسلی عَلَیْهِ ان پر وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید کی ایسے
لشکروں کیساتھ لَّمْ تَرَوْهَا جنکو تم نے نہیں دیکھا وَجَعَلَ کَلِمَةَ الَّذِیْنَ
کَفَرُوا السُّفْلٰی اور کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا فیصلہ جنہوں نے کفر کیا تھا
پست وَکَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی غالب رہا وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ
حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔

پچھلے رکوع میں یہود و نصاریٰ کے غلط عقیدے کا ذکر تھا کہ وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ
عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ اور کہا یہود نے کہ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں وَقَالَتِ النَّصٰرَی
الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ اور نصاریٰ نے کہا مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

غزوہ تبوک :

آگے مسلسل کئی رکوع غزوہ تبوک کے بارے میں ہیں۔جس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں یہودیوں کا ایک مذہبی اور سیاسی پیشوا تھا ابو عامر راہب بڑا ہوشیار اور چالاک آدمی تھا۔آج کل کے لیڈروں کی طرح کہ جھوٹے ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو سچا ثابت کرتے ہیں۔ابو عامر راہب اسلام کا اور آنحضرت ﷺ کا سخت دشمن تھا بدر سے لیکر غزوہ خندق تک کی لڑائیوں میں اس کا ہاتھ تھا۔آگے اسی سورت میں مسجد ضرار کا ذکر آئے گا وہ بھی اسی کی کوششوں سے بنی تھی ۔جس وقت مکہ مکرمہ فتح ہو گیا اور عرب کا سارا علاقہ اسلام کے جھنڈے تلے آ گیا تو اس کو پیٹ میں مروڑ اٹھا اس کو بڑی تکلیف ہوئی یہ روم کے بادشاہ ہرقل روم کے پاس روتا ہوا گیا اور اس کو کہا کہ عرب کی سرزمین پر انہوں نے قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے روم بھی فتح کرنا ہے اور یہ بات میں نے اپنے کانوں سے سنی ہے اور ہرقل روم اس سے پہلے بھی کچھ باتیں مسلمانوں کی سن چکا تھا اس نے گویا مزید آگ پر تیل چھڑکا کہ وہ تم پر حملہ کرنے والے ہیں لہذا تم اس کا بروقت دفاع کرو۔اور جس وقت کسی کے اقتدار کو خطرہ لاحق ہو تو وہ پریشان ہوتا ہے اور اس کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے؟ ہرقل روم نے اپنے کمانڈر کیساتھ مشورہ کیا تو انہوں نے کہا یہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے اور کچھ باتیں تم پہلے بھی سن چکے ہو کہ وہ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے لہذا ان کا علاج کرنا چاہئے۔چنانچہ اس نے ہجرت کے نویں سال رجب کے مہینے میں لاکھوں کی تعداد میں اپنی فوجیں تبوک کے مقام پر پہنچا دیں۔آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ نے اس کی تحقیق فرمائی کیونکہ آپ ﷺ کسی خبر پر یقین نہیں کرتے تھے جب تک اس کی تحقیق نہ فرما لیتے اور قرآن کریم کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی خبر پہنچے

فَتَبَیَّنُوْا'' تو تحقیق کرلیا کرو۔'' تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی فوجیں تبوک سے مقام پر پہنچ گئی ہیں۔ ترکوں کے زمانے میں سعودیہ نے جب لائن بچھائی تھی تو مدینہ طیبہ سے تبوک پندرھواں اسٹیشن تھا اور ہمارے ہاں تو اسٹیشن قریب قریب ہیں وہاں آبادی نہ ہونے کی وجہ سے دور دور ہیں۔ تم یوں سمجھو کہ پندرہ دن کی مسافت تھی لمبا سفر تھا اور سخت گرمی کے دن تھے اسی سورت میں آگے آئے گا کہ منافقوں نے ایک دوسرے سے کہا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ بڑی گرمی ہے نہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا آپ کہہ دیں کہ جہنم کی آگ بہت گرم ہے۔ پھر فصلیں پکی ہوئیں تھیں کھجوریں اتارنے کا وقت تھا۔ فصلوں کی کٹائی کے وقت فصل والوں کو فرصت نہیں ہوتی۔ کہاوت مشہور ہے کہ'' ان دنوں میں جاٹوں کی ماں مرگئی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ اس کو بھڑولے میں ڈال دو فصل سے فارغ ہونے کے بعد دفن کرلیں گے۔'' یعنی وہ اتنے مصروف ہوتے ہیں۔ تو وہ موقع تھا فصل کی کٹائی کا اس وجہ سے کچھ لوگوں سے کمزوری سامنے آئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تنبیہ فرمائی اگر تم اپنے نبی کیساتھ جہاد میں شریک نہیں ہو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کا کوئی دوسرا ذریعہ پیدا فرمادیگا۔ ارشاد ربانی ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو مَا لَكُمْ تمہیں کیا ہو گیا ہے اِذَا قِیْلَ لَكُمْ جب تمہیں کہا جاتا ہے انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کوچ کرو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ تو تم بوجھل ہوئے جاتے ہو زمین کی طرف، بوجھ بن کر زمین پر گر پڑتے ہو اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کیا تم راضی ہو چکے ہو دنیا کی زندگی پر مِنَ الْاٰخِرَةِ آخرت کے مقابلے میں فَمَا مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ پس نہیں ہے فائدہ دنیا کی زندگی کا آخرت کے مقابلہ میں مگر بہت تھوڑا۔ آخرت کی زندگی نہ ختم ہونے والی ہے وہ آج ہمارے تصور میں بھی نہیں آسکتی۔ دنیا

کی زندگی کتنی ہے؟ دس سال، بیس سال، چالیس سال، پچاس سال، سو سال، پانچ سو سال بالآخر ختم ہونے والی ہے۔ تو یہ آخرت کے مقابلے میں ہیچ ہے تم اس زندگی پر راضی ہو چکے ہو اور آخرت کو نظر انداز کر رہے ہو اِلَّا تَنۡفِرُوۡا اگر تم کوچ نہیں کرو گے یُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دیگا دردناک سزا وَّيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ اور تبدیل کر دیگا تمہاری جگہ دوسری قوم کو۔ یہ نہ سمجھو کہ تم ہی ہو اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ دین حق اور توحید کی امداد کیلئے کوئی اور قوم لے آئیگا جو دین حق کی امداد کرے گی وَلَا تَضُرُّوۡهُ شَيۡـئًا اور تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ اور اگر '' ہٗ '' ضمیر کا مرجع آنحضرت ﷺ کو بنایا جائے تو پھر مطلب یہ ہوگا اگر تم جہاد کیلئے نہیں نکلو گے تو پیغمبر کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے اللہ تعالیٰ ان کے امدادی اور بنادیں گے وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو جن لوگوں نے غزوۂ تبوک کے موقع پر کچھ سستی کی تھی کہ فصل کی کٹائی کا موسم تھا، سفر لمبا تھا، گرمی کا موسم تھا ان کو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اگر تم مدد نہیں کرو گے اس کے رسول ﷺ کی پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی ہے اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا جب نکالا اس کو اُن لوگوں نے جو کافر تھے ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ دو میں سے دوسرے تھے اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ جس وقت وہ دونوں غار میں تھے۔ نویں پارے میں اس کی تم تفصیل سن چکے ہو۔

دار الندوہ میں مشرکین مکہ کی میٹنگ :

قریش مکہ آنحضرت ﷺ کے خلاف دار الندوہ میں اکٹھے ہوئے اس وقت یہ جگہ مسجد حرام میں شامل ہوگئی ہے۔ اس مشورے کیلئے ہر قبیلے کے ایک آدمی کو دعوت تھی اور مدعوین کے علاوہ کسی اور کو اندر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ دروازے پر پہریدار بٹھا دیا گیا

تھا کہ کوئی غیر متعلقہ آدمی داخل نہ ہو صرف وہ آئیں جن کے نام مدعوبین میں شامل ہیں۔ چنانچہ وہی لوگ آئے دروازہ بند ہونے والا تھا ایک ناواقف آدمی بزرگانہ شکل میں آیا اور کہنے لگا کہ میں نے بھی اس میٹنگ میں شریک ہونا ہے۔ پہریدار نے پوچھا کہ تو کہاں سے آیا ہے کہنے لگا نجد سے آیا ہوں چوکیدار نے اندر جا کر بتایا کہ ایک معزز بوڑھا نجد سے آیا ہے اور اندر آنا چاہتا ہے مجلس والوں نے کہا کہ آنے دو کوئی حرج نہیں ہے۔ چنانچہ یہ اندر جا کر بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے اٹھ کر کہا مکے والو! تمہیں معلوم ہے کہ محمد (ﷺ) کا معاملہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کا کلمہ پڑھنے والوں کو تم نے مارا ہے، شہید کیا ہے، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی مگر اس کے ساتھیوں پر کوئی اثر نہیں ہوا وہ بڑھتے ہی جا رہے ہیں اگر معاملہ اسی طرح رہا تو تمہارے سارے بچے گمراہ ہو جائیں گے اور تمہارے باپ دادا کا دین مٹ جائے گا۔ لہٰذا آج کی مجلس میں آخری فیصلہ کر کے اٹھنا ہے۔ یہ رائے جب سامنے آئی تو کچھ لوگوں نے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ اس کو نظر بند کر دیا جائے نہ لوگ اس کو ملیں اور نہ یہ کسی کو ملے۔ چند آدمیوں نے ان کی رائے کی تائید کی کہ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں ایسا کر لو اور دنیا میں غلط سے غلط بات کی تائید کرنے والے بھی موجود ہوتے ہیں۔ ان کی رائے کے بعد ابوجہل اٹھا اور کہنے لگا مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبَ فَقَدْ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ ''تجربہ شدہ بات کا تجربہ کرنا نادانوں کا کام ہے۔'' تین سال تم نے اس کو شعب ابی طالب میں بند رکھا بتاؤ ان تین سالوں میں اسلام کم ہوا یا زیادہ ہوا ہے؟ کہنے لگے ٹھیک ہے ہم اپنے الفاظ واپس لیتے ہیں۔ اور چند کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ اس کو جلا وطن کر دو نہ تم اس کو دیکھو گے نہ یہ تم کو دیکھے گا۔ ان کی بھی کچھ لوگوں نے کھڑے ہو کر تائید کی کہ یہ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ابوجہل نے کھڑے ہو کر کہا تم عجیب لوگ ہو کیسی بات کر رہے ہو؟ تمہیں

معلوم ہے کہ اس کی زبان کتنی میٹھی ہے کہ ہماری اس شدید مخالفت کے باوجود اور رکاوٹیں ڈالنے کے باوجود اس کے پروگرام میں کوئی فرق نہیں آیا اور ساتھی اس کے بڑھتے جا رہے ہیں۔ جب یہ کسی نئی جگہ جائے گا تو اس کا مقابلہ کون کرے گا وہاں یہ دنوں میں فوج بنا لے گا اور تم پر حملہ کر کے تمہیں کچل کر رکھ دے گا کچھ سوچ سمجھ کر بات کرو۔ ان لوگوں نے بھی کہا کہ ہم اپنی تجویز واپس لیتے ہیں۔ ابوجہل نے کہا کہ اب آخری بات بتاؤ لوگوں نے کہا پھر یہی ہے کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ وہ نجدی بابا جو اصل میں شیطان لعین تھا کہنے لگا یہ بات بڑی اچھی ہے مگر قتل اس طرح کرو کہ ہر برادری کا ایک ایک آدمی اس کے قتل میں شریک ہو تا کہ بنو ہاشم انتقام نہ لے سکیں اور دیت دینی آسان ہو۔

ہجرتِ مدینہ :

جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے آپ ﷺ کو اس سارے مشورے کی اطلاع دی۔ آنحضرت ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لیکر جبل ثور کی چوٹی پر غار میں جا کر بیٹھ گئے۔ جبل ثور مکہ مکرمہ سے جنوب مشرق کی طرف کافی بلند پہاڑ ہے۔ مجھے یاد ہے کہ میں پونے دو گھنٹوں میں غار تک پہنچا تھا کھڑے ہونے کی جگہ نہیں تھی بیٹھ کر میں نے دو نفل بھی پڑھے تھے۔ کافروں کو جب پتہ چلا کہ وہ ہاتھ سے نکل گئے ہیں تو ان میں کھلبلی مچ گئی کھوجیوں کو بلایا سراغ لگانے کیلئے کوئی اِدھر بھاگا کوئی اُدھر بھاگا بڑا کھوجی مخزومی ان کو لیکر غار کے منہ پر پہنچ گیا کہنے لگا یہاں تک ان کا نشان پہنچتا ہے۔ ادھر یہ ہوا کہ جب آنحضرت ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار کے اندر چلے گئے تو غار کے منہ پر مکڑی نے جالا بن دیا اور اس پر جنگلی کبوتروں نے گھونسلہ تیار کر کے انڈے دے دیئے۔ جب یہ چیز دیکھی تو مشرکین نے کھوجی کی بات پر اعتبار نہ کیا اور کہنے لگے یہ جالا تو محمد (ﷺ) کی پیدائش سے بھی پہلے کا

معلوم ہوتا ہے وہ اس غار میں کدھر سے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو مکڑی کے جالے سے قلعے کا کام لے لے۔ غار کے اندر سے حضرت صدیق اکبر ﷺ نے مشرکین کے پاؤں دیکھے تو آپ ؓ کو سخت پریشانی ہوئی۔ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا اگر یہ لوگ اپنے پاؤں کی طرف جھک کر دیکھیں تو ہمیں پالیں گے۔ اس موقع کا ذکر ہے اِذْ یَـقُـوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا جب کہا اس نے اپنے صحابی کو تو غم نہ کر بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

صدیقِ اکبرؓ کی صحابیت کا انکار، قرآن کا انکار ہے :

مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کا صحابی ہونا نص سے ثابت ہے۔ لہذا جو شخص ابوبکر ؓ کے صحابی ہونے کا انکار کرتا ہے وہ قرآن کا منکر ہے۔ اور یہاں ظلم یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ سب سے بڑا کافر ہی ابوبکر ہے (معاذ اللہ تعالیٰ) خمینی نے کشف الاسرار میں لکھا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد قرآن پاک کا پہلا منکر ابوبکر ہے اور دوسرے نمبر پر قرآن کا منکر ملحد اور زندیق عمر تھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ باتیں جب حکومت کے سامنے آتی ہیں تو ان کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی بالکل۔ الٹا حکومت دوسروں کو پکڑتی ہے کہ تم نے یہ حوالے ظاہر کر کے توہین کی ہے۔ توہین تو انہوں نے کی ہے جنہوں نے یہ کتابیں لکھی ہیں اور شیخین کو قرآن کا منکر لکھنے سے بڑی توہین اور کیا ہے؟ ان کتابوں پر پابندی کیوں نہیں لگاتے؟ بیشک سپاہ صحابہ کے ساتھی جذباتی ہیں جذبات میں غلو نہیں کرنا چاہئے مگر وہ مجبور ہیں جب وہ حالات دیکھتے ہیں کہ یکطرفہ کاروائی ہو رہی ہے تو ان کے جذبات ابھرتے ہیں فَـاَنْـزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ پس نازل کی اللہ تعالیٰ نے اپنی تسلی ان پر۔ آپ ﷺ پر

اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بھی وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی تائید کی ایسے لشکروں کیساتھ جنکو تم نے نہیں دیکھا۔ فرشتوں کا لشکر اترا جو نظر نہیں آیا لیکن اس کے اترنے کے بعد کافروں کے دلوں میں رعب پیدا ہو گیا۔ اور اپنے کھوجی کو ڈانٹا اور کہنے لگے تیری مت ماری گئی ہے۔ وہ غار کے اندر جاتے تو یہ انڈے ضرور ٹوٹتے تو نے خواہ مخواہ ہماری ٹانگیں تھکا دی ہیں۔ مایوس ہو کر واپس چلے گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی اور کر دیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا فیصلہ جنہوں نے کفر کیا تھا پست اور ناکام۔ ان کا فیصلہ یہ تھا کہ معاذ اللہ آپ ﷺ کو شہید کر دیتے ہیں لیکن وہ شہید نہ کر سکے وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہی غالب ہے۔ کہ آنحضرت ﷺ کی جان محفوظ رہی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جان محفوظ رہی اور تین راتیں اور تین دن غار ثور میں رہنے کے بعد منزل بمنزل چل کر مدینہ منورہ محلہ قبا میں پہنچے۔ چودہ دن وہاں رہے پھر مدینہ منورہ تشریف لے گئے وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ تو اے لوگو! اگر تم اس وقت آپ کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی مدد کرے گا جس نے اس موقع پر آپ ﷺ کی مدد کی۔

اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ○ لَوۡ كَانَ عَرَضًا قَرِيۡبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوۡكَ وَلٰـكِنۡۢ بَعُدَتۡ عَلَيۡهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَسَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسۡتَطَعۡنَا لَخَرَجۡنَا مَعَكُمۡ ۚ يُهۡلِكُوۡنَ اَنۡفُسَهُمۡ ۚ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ○ عَفَا اللّٰهُ عَنۡكَ ۚ لِمَ اَذِنۡتَ لَهُمۡ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيۡنَ صَدَقُوۡا وَتَعۡلَمَ الۡكٰذِبِيۡنَ ○ لَا يَسۡتَاۡذِنُكَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ اَنۡ يُّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالۡمُتَّقِيۡنَ ○

اِنۡفِرُوۡا خِفَافًا وَّثِقَالًا کوچ کرو ہلکے ہونے کی حالت میں اور بوجھل ہونے کی حالت میں وَّجَاهِدُوۡا بِاَمۡوَالِكُمۡ وَاَنۡفُسِكُمۡ اور جہاد کرو اپنے مالوں کیساتھ اور اپنی جانوں کیساتھ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ذٰلِكُمۡ خَيۡرٌ لَّكُمۡ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ اگر تم جانتے ہو لَوۡ كَانَ عَرَضًا قَرِيۡبًا اگر ہوتا سامان قریب وَّسَفَرًا قَاصِدًا اور سفر درمیانہ لَّاتَّبَعُوۡكَ البتہ یہ ضرور تمہاری پیروی کرتے وَلٰـكِنۡۢ بَعُدَتۡ عَلَيۡهِمُ

الشُّقَّةُ اور لیکن بعید ہوگئی ان پر مسافت وَسَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ اور عنقریب یہ قسمیں اٹھائیں گے اللہ کے نام کی لَوِ اسْتَطَعْنَا اگر ہم طاقت رکھتے لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ تو البتہ ضرور نکلتے تمہارے ساتھ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ یہ ہلاک کرتے ہیں اپنی جانوں کو وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے بیشک یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کردیا لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ آپ نے کیوں اجازت دی انکو حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ یہاںتک کہ واضح ہوجاتے آپ کیلئے الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وہ لوگ جو سچے ہیں وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ اور آپ جان لیتے جھوٹوں کو لَا يَسْتَاْذِنُكَ نہیں رخصت طلب کرتے آپ سے الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اس بات کی کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کیساتھ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو۔

پچھلے درس میں میں نے کہا تھا کہ آگے مسلسل کئی رکوع غزوۂ تبوک کے بارے میں نازل ہوئے ہیں۔تبوک سعودی عرب میں ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے تقریباً ہزار (۱۰۰۰) کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔تبوک کے مقام پر آج کل امریکہ کی فوجیں بیٹھی ہوئیں ہیں۔ان کو شہزادوں نے اپنے تحفظ کیلئے بٹھایا ہوا ہے کہ امریکہ نے ان کے دماغوں پر یہ ہوّا اسوار کیا ہوا ہے کہ اگر ہماری فوجیں نہیں ہوں گی تو تمہیں کویت کھا جائے گا،عراق کھا جائے گا اور ان کا سارا خرچہ سعودیہ برداشت کرتا ہے۔حالانکہ ان کی فوجوں کو سرزمین

عرب میں رکھنا آنحضرت ﷺ کے صریح ارشاد کے خلاف ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَخْرِجُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ ''یہود و نصاریٰ کو عرب کی سرزمین سے نکال دو'' یہ آپ ﷺ نے اس سال فرمایا جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے۔ اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اِنْ عِشْتُ اگر آئندہ سال تک میں زندہ رہا تو کوئی یہودی اور عیسائی یہاں نہیں رہنے دونگا عرب میں صرف مسلمان رہیں گے۔'' کتنا صاف اور صریح حکم ہے لیکن سعودی شہزادے اپنے دفاع کیلئے اسکی صریح خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اپنے ذاتی تحفظ کیلئے تو اتنا کچھ کر رہے ہیں اور ادھر کسوؤ میں مسلمانوں پر جو ظلم ہو رہا ہے خدا کی پناہ پوری خبریں نہیں آتیں اور جو آتیں ہیں وہ انسان کے دل کو ہلا دیتی ہیں۔ کسوؤ یوگوسلاویہ کی ایک ریاست ہے وہاں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہیں ان کو وہاں سے نکالنے کی کوشش کی گئی چار لاکھ کے قریب مسلمان بے دردی کے ساتھ شہید کر دیئے کچھ نکال دیئے ہیں اور باقیوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن تمام مسلمان حکومتوں کے سربراہ گونگے، اندھے بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے وزیر اعظم صاحب شلجموں سے مٹی جھاڑنے کیلئے گئے تھے جسطرح امداد ہونی چاہئے تھی اس طرح نہیں ہوئی۔ باقی مسلمان ملک خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں اور اپنے مزے اور عیش میں ہیں۔ حالانکہ حدیث پاک میں آتا ہے ''مسلمان کی مثال ایسے ہے جیسے انسان کے اعضاء ہوتے ہیں ایک عضو کو تکلیف ہو تو باقی سارے اعضاء بیقرار ہو جاتے ہیں۔'' ایسا نہیں کہ آنکھ کو درد ہو تو دوسرے اعضاء کہیں کہ ہمیں کیا، کان میں درد ہو، دانت میں درد ہو جسم کے کسی بھی حصہ میں تکلیف ہو تو سارے اعضاء اس کیلئے بیقرار ہو جاتے ہیں مگر آج ہم اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ اس درد سے غافل ہیں۔ تو خیر تبوک کے مقام پر ہرقل روم

کی فوجیں پہنچ گئیں تو آنحضرت ﷺ نے وہاں پہنچنے کا اعلان فرمادیا۔اور کل میں نے بیان کیا تھا کہ گرمی کا موسم تھا جیسے یہاں جولائی کے مہینے میں ہوتی ہے۔فصلیں پکی ہوئی تھیں ،گندم ،جو، کھجوریں وغیرہ اور سفر بھی لمبا تھا ،سواریوں کی کمی تھی ۔دس دس آدمیوں کیلئے ایک ایک سواری تھی ایک آدمی ایک میل سوار ہوتا پھر دوسرا پھر تیسرا یوں سمجھو سارا سفر ہی پیدل تھا۔مخلص ساتھ رہے اور منافقوں نے جان چھڑانے کیلئے خوب بہانے بنائے۔بڑے مکار تھے وہ جانتے تھے کہ مقابلہ رومیوں کیساتھ ہے وہاں سے کچھ غنیمت ملنے کی بھی توقع نہیں تھی۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا کوچ کرو ہلکے ہونے کی حالت میں اور بوجھل ہونے کی حالت میں۔ہلکے پھلکے ہونے کا کیا معنٰی ہے؟ تو اس کی تفسیر یہ ہے کہ تم غریب ہو تمہارے پاس زیادہ سامان نہیں ہے پھر بھی جاؤ۔غریب آدمی کا کیا ہے چادر کندھے پر ڈالی ،تلوار سیدھی الٹی پکڑی اور چل پڑا۔اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ انسان تندرست ہو تو اس کا بدن ہلکا پھلکا ہوتا ہے۔اور بوجھل کا معنٰی ہے کہ امیر ہو کہ امیر آدمی اپنی سہولت کیلئے سامان رکھ کر بوجھل ہو جاتا ہے اور ایک معنٰی یہ ہے کہ بیمار ہو تو بیماریوں کیوجہ سے بدن بوجھل ہو جاتا ہے۔تو مطلب یہ بنے گا کہ غریب ہو یا امیر ہو ،تندرست ہو یا بیمار ہو مگر ایسی بیماری کہ جس کے ساتھ سفر کر سکتے ہو تو کوچ کرو وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ اور جہاد کرو اپنے مالوں کیساتھ اور اپنی جانوں کیساتھ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔کہ جب آنکھیں بند ہو جائیں گی قبر برزخ کا معاملہ ہوگا ،جنت دوزخ کی منزل آنی ہے اس وقت ان چیزوں کے درجے کا پتہ چلے گا کہ کتنا ہے۔فرمایا لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا اگر ہوتا سامان قریب۔کہ ان کا خیال ہوتا کہ ہمیں

وہاں سامان ملے گا مالِ غنیمت کا وَّسَفَرًا قَاصِدًا اور سفر ہوتا درمیانہ لَّاتَّبَعُوْكَ البتہ یہ ضرور تمہاری پیروی کرتے جان چرانے والے منافق وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ اور لیکن بعید ہوگئی ان پر مسافت۔ ''شُقَّه'' کے معنیٰ مسافت، کہ مسافت لمبی ہے، رومیوں کیساتھ مقابلہ ہے، کچھ ملنے کی امید نہیں ہے۔ آگے اسی سورۃ میں آئے گا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ منافقوں نے ایک دوسرے سے کہا بڑی گرمی ہے نہ جانا۔ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اور عنقریب یہ قسمیں اٹھائیں گے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر جب تم واپس آؤ گے لَوِ اسْتَطَعْنَا اگر ہم طاقت رکھتے لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ تو البتہ ہم ضرور نکلتے تمہارے ساتھ لیکن ہم مجبور تھے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ یہ ہلاک کرتے ہیں اپنی جانوں کو جھوٹ بول کر وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بیشک یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ ان کا کوئی عذر نہیں تھا سوائے اس کے کہ گرمی تھی، سفر لمبا تھا وہاں سے کچھ ملنے کی توقع نہیں تھی۔

غزوہ تبوک کا سفر اور منافقین کی چالاکیاں :

بعض منافق بڑے ہوشیار تھے جب سفر شروع ہونے لگا تو آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ کسی نے کہا حضرت میری ماں بیمار ہے اور بالکل قریب المرگ ہے اور میرا کوئی بھائی بھی نہیں کہ اس کو دفن ہی کر دے۔ حضرت قبر کھودنی ہے، کفن کا انتظام کرنا ہے، یہ مجبوری ہے ورنہ میں تو بالکل تیار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تجھے چھٹی ہے۔ ایک اور آیا اس نے کہا حضرت میرا غلام جو کام کرتا تھا بھاگ گیا ہے (اور خود بھگا کے آیا) بکریاں بھیڑیں ہیں، اونٹ ہیں، فصل کی کٹائی کرنی ہے کوئی اور آدمی نہیں ہے اگر میں چلا گیا تو جانور بھوکے مر جائیں گے، کھیتی تباہ ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تجھے بھی چھٹی ہے۔ اس

قسم کے بہانے بناتے رہے اور آپ ان کو اجازت دیتے رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تنبیہ فرمائی عَفَا اللّٰہُ عَنۡکَ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا لِمَ اَذِنۡتَ لَھُمۡ آپ نے ان کو کیوں اجازت دی حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکَ الَّذِیۡنَ صَدَقُوۡا یہاںتک کہ واضح ہو جاتے آپ کیلئے وہ لوگ جو سچے ہیں وَ تَعۡلَمَ الۡکٰذِبِیۡنَ اور آپ جان لیتے جھوٹوں کو۔ کہ انہوں نے جانا ہی نہیں تھا کسی قیمت پر اب انہوں نے آپ ﷺ کی اجازت کو سہارا بنا لیا ہے کہ حضرت نے اجازت دی تھی اس لئے نہیں گئے۔ یہ ان کے ہاتھ سند آ گئی۔ لَا یَسۡتَاۡذِنُکَ نہیں اجازت طلب کرتے آپ سے الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اَنۡ یُّجَاھِدُوۡا بِاَمۡوَالِھِمۡ وَ اَنۡفُسِھِمۡ اس بات کی کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کیساتھ۔ مخلصوں میں سے کسی نے اجازت نہیں مانگی چاہے وہ آسانی میں تھے یا تنگی میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کا ساتھ دیا اور جھوٹے منافقوں نے مختلف بہانے بنا کر اپنی جان چھڑائی سوائے چند منافقوں کے جو آپ ﷺ کے ساتھ گئے جن کی تعداد کوئی دس بتلاتا ہے، کوئی بارہ اور کوئی چودہ بتلاتا ہے۔ ان کے علاوہ کوئی منافق اس سفر میں شریک نہیں ہوا۔ آگے ذکر آئے گا کہ اس سفر میں ایسے حالات بھی پیش آئے کہ کچھ ساتھی پیاس کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ آواز دی گئی ھَلۡ مَعَکُمۡ مِنۡ مَّآءٍ کسی کے پاس کچھ پانی ہے۔ کسی کے پاس پانی نہ ملا۔ دائیں بائیں دوڑے شاید کہیں سے پانی مل جائے، جب نہ ملا تو ذہن میں یہ چیز آئی کہ اونٹ ذبح کر و اس کی اوجھڑی سے پانی نچوڑ کر ان لوگوں کے منہ میں ڈالو کہ ان کی جانیں بچ جائیں۔ مجبوری کی حالت میں شریعت ان چیزوں کی اجازت دیتی ہے۔ شراب حرام ہے، مردار حرام ہے، خنزیر حرام ہے لیکن قرآن پاک میں اِلَّا مَنِ

اضْطُرَّ کا استثنا موجود ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اتنا مجبور ہے کہ ان کے کھائے پئے بغیر جان نہیں بچ سکتی تو ان کو کھا پی کر جان بچالے غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ نہ لذت تلاش کرنے والا ہو کہ ان کا مزا کیسا ہوتا ہے اور نہ ضرورت سے زیادہ کھائے۔ اگر ایسی مجبوری کی حالت میں ان کو کھائے گا نہیں پئے گا نہیں اور مر جائے تو گنہگار موت مرے گا کیونکہ رب تعالیٰ نے ا سکو اجازت دی ہے اور رب تعالیٰ کی اجازت کو نہ ماننا بھی گناہ ہے وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ م بِالْمُتَّقِیْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے پرہیز گاروں کو۔ اور جن لوگوں نے چھٹی مانگی ہے منافق بے ایمان ہیں۔

اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُکَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُھُمْ فَھُمْ فِیْ رَیْبِھِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ o وَ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَہٗ عُدَّۃً وَّلٰکِنْ کَرِہَ اللّٰہُ انْبِعَاثَھُمْ فَثَبَّطَھُمْ وَقِیْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِیْنَ o لَوْ خَرَجُوْا فِیْکُمْ مَّا زَادُوْکُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا خِلٰلَکُمْ یَبْغُوْنَکُمُ الْفِتْنَۃَ ج وَفِیْکُمْ سَمّٰعُوْنَ لَھُمْ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ م بِالظّٰلِمِیْنَ o لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَۃَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَکَ الْاُمُوْرَ حَتّٰی جَآءَ الْحَقُّ وَظَھَرَ اَمْرُ اللّٰہِ وَ ھُمْ کٰرِھُوْنَ o

اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُکَ پختہ بات ہے آپ سے اجازت مانگتے ہیں اَلَّذِیْنَ وہ لوگ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ جو نہیں ایمان رکھتے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر وَارْتَابَتْ قُلُوْبُھُمْ اور شک میں پڑے ہوئے ہیں دل ان کے فَھُمْ فِیْ رَیْبِھِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ پس وہ اپنے شک میں ہی متردد ہیں وَ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ اور اگر وہ ارادہ کرتے نکلنے کا جہاد کیلئے لَاَعَدُّوْا لَہٗ عُدَّۃً تو ضرور تیار کرتے اس کیلئے سامان وَّلٰکِنْ کَرِہَ اللّٰہُ انْبِعَاثَھُمْ اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا ان کا اٹھ کھڑا ہونا فَثَبَّطَھُمْ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو روک دیا وَقِیْلَ

اُقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِیْنَ اور کہا گیا (تکوینًا) بیٹھ جاؤ تم بیٹھنے والوں کیساتھ لَوْ خَرَجُوْا فِیْكُمْ اور اگر وہ نکلتے تمہارے درمیان مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا تو نہ زیادہ کرتے تمہارے لئے مگر فساد وَّلَاْاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ اور البتہ شرارت کے گھوڑے دوڑاتے تمہارے درمیان یَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ اور تلاش کرتے تمہارے لئے فتنہ وَفِیْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ اور تمہارے اندر ان کی باتیں سننے والے ہیں وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالموں کو لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ البتہ تحقیق وہ تلاش کر چکے ہیں فتنے کو اس سے پہلے وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ اور الٹ دیا انہوں نے معاملات کو آپ کے سامنے حَتّٰی جَآءَ الْحَقُّ یہاںتک کہ حق آ گیا وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ اور ظاہر ہو گیا اللہ تعالیٰ کا حکم وَهُمْ كٰرِهُوْنَ اور وہ ناپسند کرتے تھے۔

پچھلی آیات میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا شیوہ بیان فرمایا کہ وہ اپنے مال جان کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور اس معاملے میں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول سے رخصت طلب نہیں کرتے انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو بھی تکلیف پہنچے اسے وہ برداشت کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف منافقوں کا طرزِ عمل یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ پختہ بات ہے آپ سے اجازت مانگتے ہیں جہاد پر نہ جانے کی وہ لوگ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ جو نہیں ایمان رکھتے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر۔ نہ ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور نہ آخرت پر ان کا ایمان ہے وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ اور شک میں پڑے ہوئے ہیں دل ان کے اسلام کے بارے میں فَهُمْ فِیْ رَیْبِهِمْ یَتَرَدَّدُوْنَ پس

وہ اپنے شک میں ہی متردد ہیں۔ان کے دل ایمان والے نہیں ہیں اسلئے کبھی کوئی بہانہ بناتے ہیں اور کبھی کوئی بہانہ بناتے ہیں۔فرمایا ہم ایک نشانی بتادیتے ہیں ان کے جھوٹے ہونے کی وہ یہ کہ آنحضرت ﷺ نے تبوک کے سفر پر روانگی سے چند دن قبل اعلان فرمایا کہ ہم نے اس طرح تبوک کے مقام پر پہنچنا ہے۔اپنا سامان تیار کرلو،اپنے لئے گھوڑے، خچر، اونٹ وغیرہ سواریوں کا انتظام کرلو اور جو کچھ تمہارے پاس اسلحہ ہے تلواریں، نیزے، تیر کمان وغیرہ کا سامان کرلو۔آپ ﷺ نے یہ اعلان نماز کے بعد فرمایا کہ میری بات سن کر جانا۔سب لوگ نمازی تھے ہر ایک کی خواہش ہوتی تھی کہ مسجد نبوی میں آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھوں۔اس زمانے میں اس بات کا تصور بھی نہیں ہوتا تھا کہ مسلمان ہو،معذور بھی نہ ہو اور مسجد میں حاضر نہ ہو۔اذان کیساتھ ہی مسجدیں بھر جاتیں تھیں۔تو آپ ﷺ نے نماز کے بعد اعلان فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ میرا اعلان جہاں تک پہنچا سکتے ہو پہنچاؤ۔مدینہ طیبہ اور اردگرد کی آبادیوں کا کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جس تک یہ جہاد کا اعلان نہ پہنچا ہو۔اور عین جب جانے کا وقت ہوا تو یہ منافق آگئے اور مختلف بہانے بنا کر اجازت طلب کرنے لگے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ اور اگر وہ ارادہ کرتے نکلنے کا جہاد کیلئے لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً تو ضرور تیار کرتے اس کیلئے اپنا سامان۔سفر کیلئے جو سامان تیار کرنا تھا وہ تو کیا نہیں اور ماں بیمار ہے،مرنے والی ہے اور کسی نے کہا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہے کام کرنے والا کوئی نہیں ، بہانے بنا کر رخصت طلب کرنے کیلئے آگئے ہیں۔ان کا جانے کا ارادہ ہی نہیں تھا وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ اور لیکن اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا ان کا اٹھ کھڑا ہونا۔جہاد کیلئے ان کا جانا رب تعالیٰ کو پسند ہی نہیں تھا فَثَبَّطَهُمْ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو روک دیا۔اللہ تعالیٰ کا قانون ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى ہم پھیر دیتے ہیں

جدھر کوئی پھرے۔ کیونکہ ان کا ارادہ اور نیت ہی جہاد کیلئے جانے کی نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو روکدیا کہ جانے کی توفیق ہی نہیں دی وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ اور کہا گیا (تکوینی طور پر) بیٹھ جاؤ تم بیٹھ جانے والوں کیساتھ تمہارا جنگ میں جانا سودمند ثابت نہیں ہوگا کیونکہ لَوْخَرَجُوْا فِيْكُمْ اور اگر وہ نکلتے تمہارے درمیان۔ یعنی تمہارے ساتھ جہاد کیلئے جاتے مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا تو نہ زیادہ کرتے تمہارے لئے مگر فساد۔ مقصد یہ ہے کہ اگر بادل نخواستہ آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑتے تو آپ کیلئے مشکلات میں اضافہ کا باعث بنتے لہذا ان کا نہ جانا ہی بہتر تھا وَّلَاْاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ اور البتہ شرارت کے گھوڑے دوڑاتے تمہارے درمیان۔ ''ایضاع'' گھوڑے اور اونٹ کو تیز دوڑانے کو کہتے ہیں مگر محاورہ کے طور پر اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ اِدھر کی باتیں اُدھر کی جائیں اور اُدھر کی باتیں اِدھر کی جائیں جس سے فتنہ فساد کا بازار گرم ہو۔ منافقین کی ایک خصلت یہ بھی بیان فرمائی يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ اور تلاش کرتے تمہارے لئے فتنہ۔ جب سے آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تھے یہ لوگ ہمیشہ سازشوں میں مصروف رہے اور فتنہ فساد کی آگ بھڑکاتے رہے۔ کبھی یہودیوں کے ساتھ مل کر اہل ایمان کے خلاف سازش کی اور کبھی مشرکین مکہ کو مسلمانوں کے خلاف مدد دی۔ اب بھی اگر یہ لوگ جہاد کیلئے نکل کھڑے ہوتے تو کوئی نہ کوئی فتنہ ہی کھڑا کرتے لہذا اچھا ہوا کہ آپ ﷺ کے ساتھ اس سفر میں رفیق نہیں بنے وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ اور تمہارے اندر ان کی باتیں سننے والے ہیں۔ یعنی تمہارے اندر ایسے لوگ بھی ہیں جو ان کی باتوں کو سنتے ہیں یعنی ان کی لگائی بجھائی سے متاثر ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ سچے مومن دل کے کھرے ہیں ان کو بھی وہ کھرے سمجھتے ہیں۔ جب سچے مومن منافقین کی چال میں آجائیں گے تو فتنہ ہی برپا ہوگا۔ جیسے

17

ع ۸

محدثین کرامؒ فرماتے ہیں کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانیؒ یہ بڑے بزرگ ہیں ہم ان کے متعلق امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے جنت میں بہترین ٹھکانے بنائے ہیں لیکن ہم ان کی بیان کردہ ہر حدیث نہیں مانیں گے۔ کیونکہ یہ بڑے صاف دل اور سچے لوگ ہیں یہ دوسروں کے بارے میں بھی یہی گمان کرتے ہیں کہ وہ بھی سچ کہہ رہے ہیں تحقیق نہیں کرتے جو ان کے سامنے حدیث کہہ کر بیان کرے لے لیتے ہیں حالانکہ بڑے بڑے حدیث کے وَضَّاع اور کذاب بھی گزرے ہیں جو جعلی احادیث بناتے رہے ہیں۔ یہ نیک لوگ کھوٹے کھرے کی تمیز نہیں کر سکتے۔

شیخ عبدالقادر کی کتاب غنیۃ الطالبین کی تحقیق :

غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب ہے مگر جعلی احادیث کا اس میں انبار ہے۔ اس وجہ سے بعض محدثین نے انکار کر دیا ہے کہ یہ کتاب ان کی نہیں ہے۔ ناقدفنِ رجال علامہ ذھبی وغیرہ فرماتے ہیں کہ کتاب انہی کی ہے مگر چونکہ بزرگ تھے روایاتُ بیان کرنے والوں نے بیان کیں انہوں نے لکھ لیں تحقیق نہیں کی۔ خود سچے تھے دوسروں کو بھی سچا سمجھتے تھے۔ اور محدثینِ کرامؒ تو راویوں کے بال کی کھال اُتارتے ہیں کہ یہ راوی کب پیدا ہوا، کس استاد سے پڑھا، کس سے سنا اور کس وقت سنا وہ جب حدیث سنتے ہیں تو راوی کی تحقیق کر کے پاؤں سے زمین نکال دیتے ہیں جیسے آج کل وکیل گواہ پر جرح کرتے ہیں وہ ایسی باتیں پوچھتے ہیں کہ گواہ بیچارہ حیران ہو جاتا ہے۔ تو فرمایا تمہارے اندر ان کی باتیں سننے والے بھی ہیں جو نیک ہیں، سچے ہیں وہ سمجھتے ہیں یہ بھی سچ کہتے ہیں۔ اچھا ہوا کہ یہ شیطان نہیں گئے کہ اگر یہ جاتے تو تمہارے لئے فساد اور شرارتیں تلاش کرتے وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالظّٰلِمِينَ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالموں کو

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ البتہ تحقیق وہ تلاش کر چکے ہیں فتنے کو اس سے پہلے وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ اور الٹ دیا انہوں نے معاملات کو آپ کے سامنے حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ یہانتک کہ حق آ گیا وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ اور ظاہر ہو گیا اللہ تعالیٰ کا حکم۔ اس طرح کے بہت سارے واقعات قرآن پاک میں ہیں کہ واقعہ کچھ تھا اور منافقوں نے پلٹ کر کچھ اور بنا کر دکھایا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی حقیقت کو ظاہر فرمایا اور معاملہ صاف ہوا۔ ایک واقعہ میں عرض کرتا ہوں جس کا پانچویں پارے میں ذکر ہے۔

بشیر نامی منافق کا واقعہ :

بشیر نامی ایک منافق نے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے گھر نقب لگائی اور آٹے کی بوری، تلوار، زرہ اور خود چوری کر کے لے گیا۔ بوری میں تھوڑا سا سوراخ تھا جس راستے سے جاتا رہا تھوڑا تھوڑا آٹا گرتا رہا، تھا بڑا ہوشیار اور چالاک کہ بوری اپنے گھر رکھنے کی بجائے دور محلے میں لبید ابن الاعصم کے گھر جا کر رکھی۔ ادھر صبح کو جب گھر والے اٹھے دیکھا دیوار پھٹی ہوئی ہے اور اس سے روشنی اندر آ رہی ہے عورتوں نے شور مچایا کہ چوری ہو گئی ہے۔ آٹے کی بوری نہیں، تلوار نہیں، زرہ نہیں اور خود نہیں، اس وقت یہ قیمتی چیزیں تھیں۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ بوڑھے آدمی تھے منہ میں کوئی دانت نہیں تھا کوئی بات ان کی سمجھ آتی تھی کوئی سمجھ نہیں آتی تھی۔ اپنے بھتیجے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا بیٹے یہ معاملہ ہو گیا ہے اور تجھے معلوم ہے کہ میں بوڑھا ہوں میری کوئی بات سمجھ آتی ہے اور کوئی سمجھ نہیں آتی اور چل بھی نہیں سکتا لہذا تم میری طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مقدمہ پیش کرو کہ اس طرح ہماری چوری ہو گئی ہے اور قرائن سے ہمیں فلاں آدمی پر شک ہے۔ وہاں منافق بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے فوراً آپس میں میٹنگ کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ جس

نوجوان کا یہ ذکر کرتے ہیں وہ تو بڑا پارسا، نیک آدمی ہے، بڑا متقی اور پرہیزگار آدمی ہے بلا وجہ اس پر الزام لگا رہے ہیں ان کے پاس کوئی گواہ ہے؟ بھائی رات کو کون گواہ ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے اس انداز سے گفتگو کی کہ آنحضرت ﷺ نے ان کی باتوں کو سچا سمجھا اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو جھڑک دیا کہ بغیر ثبوت کے تم ایک آدمی پر چوری کا الزام لگاتے ہو اتنے آدمی اس کی صفائی پیش کر رہے ہیں۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بڑا حیران ہوا اور روتا ہوا تایا جی کے پاس آیا اور ان کو بتایا کہ یہ بات ہوئی ہے۔ فرمانے لگے بیٹا کوئی بات نہیں دنیا میں ایسا ہوتا رہتا ہے لیکن حق حق ہے انشاءاللہ حق ہو کر رہے گا۔ تو اس سلسلے میں دو رکوع نازل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فرمایا لَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ان کی طرف سے جھگڑا نہ کریں جنہوں نے اپنی جانوں کیساتھ خیانت کی۔ یہ واقعی جھوٹے ہیں، چور ہیں۔ اب دیکھو منافقوں نے معاملہ کو کس طرح پلٹا کہ آپ ﷺ نے جھوٹوں کو سچا اور سچوں کو جھوٹا سمجھا۔ حق آیا، وحی آئی اور اللہ تعالیٰ کا حکم ظاہر ہوا۔ تو فرمایا کہ یہ آپ ﷺ کے سامنے پہلے بھی معاملات پلٹ چکے ہیں یہاں تک کہ حق آ گیا اور اللہ تعالیٰ کا حکم ظاہر ہوا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ اور وہ ناپسند کرتے تھے حقیقت کے کھلنے کو لیکن اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دی۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ۭ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ○ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ○ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ۭ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ڮ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ○ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ○

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اور بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ کہ آپ مجھے رخصت دیدیں اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیں اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا خبردار فتنے میں تو یہ گرے ہوئے ہیں وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ اور بیشک جہنم البتہ گھیرنے والی ہے کافروں کو اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ اگر پہنچے آپ کو کوئی بھلائی تَسُؤْهُمْ ان کو بری لگتی ہے وَاِنْ تُصِبْكَ

مُصِيبَةٌ اور اگر پہنچے آپ کو کوئی مصیبت يَقُولُوا تو کہتے ہیں قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ تحقیق ہم نے اپنا معاملہ سنبھال لیا تھا اس سے پہلے وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ اور پھرتے ہیں وہ اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں لَّنْ يُّصِيبَنَآ ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گی اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا مگر وہی چیز جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہے ہمارے لئے هُوَ مَوْلٰنَا وہی ہمارا آقا ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ تعالیٰ پر ہی چاہئے کہ بھروسہ کریں ایمان والے قُلْ آپ کہہ دیں هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ تم نہیں انتظار کرتے ہمارے بارے میں اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ مگر دو بھلائیوں میں سے ایک کی وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اور ہم انتظار کرتے ہیں تمہارے بارے میں اَنْ يُّصِيبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ کہ پہنچائے اللہ تعالیٰ تم کو عذاب مِّنْ عِنْدِهٖٓ اپنی طرف سے اَوْ بِاَيْدِيْنَا یا ہمارے ہاتھوں کیساتھ فَتَرَبَّصُوْٓا پس تم انتظار کرو اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ بیشک ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا آپ کہہ دیں خرچ کرو تم خوشی سے یا جبراً لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا تم سے اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ بیشک تم نافرمان قوم ہو۔

غزوہ کی تعریف اور ان کی تعداد :

آنحضرت ﷺ کی زندگی میں جو جہاد پیش آئے ہیں ان میں آپ ﷺ نے شرکت کی یا حکم دیا اس کو غزوہ کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی میں ستائیس (۲۷) غزوات ہوئے ہیں۔ اور جہاد ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوا ہے۔ گویا نو سالوں میں ستائیس غزوات

ہوئے تو اوسطاً فی سال تین غزوے ہیں۔ان میں سے پہلا جہاد غزوہ بدر تھا جو بالکل بے سروسامانی کا معاملہ تھا لیکن رب تعالیٰ نے اپنی قدرت سے غلبہ عطا کیا۔اس کے بعد غزوۂ احد تھا پھر احزاب تھا اس کے بعد بنوقریظہ اور پھر غزوۂ خیبر ہوا اس کے بعد مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ اور یہ جو رکوع چلے آرہے ہیں ان میں غزوۂ تبوک کا ذکر ہے۔یہ ہجرت کے نوویں سال پیش آیا اور پہلے میں نے بتایا تھا کہ یہ جتنے غزوات ہوئے ہیں ان میں یہودیوں کے مذہبی اور سیاسی پیشوا ابو عامر کا ہاتھ تھا۔عرب کی ساری زمین ۸ھ تک جب اسلام کے جھنڈے کے نیچے آگئی تو یہ بہت زیادہ پریشان ہوا کہ عرب تو سارا ان کے ہاتھ آگیا ہے اب انہوں نے دوسرے ملکوں پر بھی حملہ کر دینا ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ اے غریب مسلمانو! ایک وقت آئے گا کہ تم قیصر وکسریٰ کی حکومتوں پر بھی فتح پاؤ گے۔یہ لفظ بھی اس نے باقاعدہ نوٹ کئے ہوئے تھے۔چنانچہ اس نے ہرقل روم کو جا کر اکسایا اس کو کہا کہ میں مدینہ طیبہ سے آیا ہوں اور تم سن چکے ہو کہ محمد (ﷺ) نامی شخص نے عرب کی ساری زمین فتح کر لی ہے اور اب وہ تمہارے اوپر حملہ کرنے والا ہے اس کے متعلق کچھ فکر کرو۔وہ بادشاہ تھا کچھ باتیں اُس نے بھی سنی ہوئی تھیں اِس نے اور تیز کر دیا۔اُس نے کمانڈروں کیساتھ مشورے کے بعد فوجیں تبوک کے مقام پر پہنچا دیں کہ یکبارگی حملہ کر کے سارے عرب سے مسلمانوں کا نام ونشان مٹا دیں گے۔آنحضرت ﷺ کو تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی تبوک کے مقام پر ہرقل کی فوجیں پہنچ چکی ہیں۔آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو تبوک کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا مخلص ساتھی سارے تیار ہو گئے باوجود یکہ سخت گرمی اور فصلوں کی کٹائی کا موسم تھا اور بے سروسامانی کا عالم تھا۔لیکن منافقوں نے طرح طرح کے بہانے تراش کر جان چھڑائی سوائے چند منافقین کے جو مجبوراً ساتھ گئے۔جیسے عبداللہ ابن

ابی۔ لیکن وہ بھی اپنی سازشوں سے باز نہیں آیا۔ ان منافقوں میں ایک جُدُّ ابْنُ قَیْس بھی تھا۔ یہ بڑا صحت مند، خوبصورت اور مالدار آدمی تھا اس کی شکل شباہت دیکھ کر آدمی مرعوب ہو جاتا تھا۔ یہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا حضرت میرا دل چاہتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں اور اس غزوے میں ضرور شرکت کروں لیکن میرے اندر ایک کمزوری ہے، نقص ہے کہ میں ہرجائی ہوں (اردو کی اصطلاح میں ہرجائی اس آدمی کو کہتے ہیں جو ہر سفید گوری عورت کو دیکھ کر اس پر عاشق ہو جائے۔) اور سنا ہے کہ روم کی عورتیں بڑی گوریاں ہیں پھر میں تو ان کو دیکھ کر وہیں کا ہو جاؤں گا۔ اندازہ لگاؤ کیسی گفتگو کر رہا ہے یہ بات کرتے ہوئے شرم بھی نہیں آئی اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اور بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں، جُدُّ ابْنِ قَیْس ائْذَنْ لِّي وَلَا تَفْتِنِّي کہ آپ مجھے رخصت دیدیں اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیں۔ کہ میں وہاں گیا تو وہاں کا ہو کر رہ جاؤں گا کہ میرے اندر عیب ہے میں گوری عورت دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا خبردار فتنے میں تو یہ گرے ہوئے ہیں وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ بِالْكٰفِرِيْنَ اور بیشک جہنم البتہ گھیرنے والی ہے کافروں کو۔ منافقین کی اور برائی اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ اگر پہنچے آپ کو کوئی بھلائی تَسُؤْهُمْ ان کو بری لگتی ہے۔ کسی جگہ فتح ہو جائے، مالِ غنیمت مل جائے، کافر دھڑا دھڑ مسلمان ہو جائیں جو بات بھی آپ کیلئے خوشی اور بھلائی ہو ان کو بری لگتی ہے وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ اور اگر پہنچے آپ کو کوئی مصیبت يَّقُوْلُوْا کہتے ہیں قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ تحقیق ہم نے اپنا معاملہ سنبھال لیا تھا اس سے پہلے۔ یعنی ہم نے اپنے بچاؤ کا سامان کر لیا تھا کہ شریک ہی نہیں ہوئے اور دوسرے مقام میں آتا ہے کہ اگر آپ ﷺ کو

تکلیف پہنچتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں۔ وَيَتَوَلَّوا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ اور وہ پھرتے ہیں اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں۔ اچھا ہوا ان کو تکلیف پہنچی اور ہماری جان بچ گئی۔ احد کے مقام پر آپ ﷺ کا دانت مبارک شہید ہوا، چہرۂ اقدس زخمی ہوا تھا مسلمانوں کے صدمے کی کوئی حد نہیں تھی حضرت عمرؓ جیسے بہادر قدم اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے ایک چٹان کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہوگئے۔ حضرت انس ابن نصرؓ نے کہا عمر کیا بات ہے؟ فرمایا ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ عرض کیا کہ کوئی مرہم پٹی کی ہے؟ فرمایا اس طرح نہیں ٹوٹی تو نے نہیں سنا کہ آنحضرت ﷺ شہید ہوگئے ہیں انہوں نے کہا کیا تمہارے لئے جنت کا دروازہ بند ہوگیا ہے؟ فرمایا نہیں! مگر پاؤں آگے چلیں تو میں چلوں۔ اتنے بہادر آدمی کے صدمے کا یہ عالم تھا کہ قدم اٹھانے کی سکت نہیں اور منافق خوش تھے کہ اچھا ہوا قُلْ آپ کہہ دیں لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گی مگر وہی چیز جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے هُوَ مَوْلٰنَا وہی ہمارا آقا ہے، ہمارا کارساز ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ اور اللہ تعالیٰ پر ہی چاہئے کہ بھروسہ کریں ایمان والے۔ کہ وہ ہمارا رب ہے اس نے جو ہمارے لئے لکھا ہوگا وہی ہوگا قُلْ آپ کہہ دیں هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ تم نہیں انتظار کرتے ہمارے بارے میں مگر دو بھلائیوں میں سے ایک کی۔ ایک بھلائی ہے ہمارا شہید ہو جانا اور ایک بھلائی ہے ہمارا فتح پالینا ہمارے لئے وہ بھی ٹھیک ہے اور یہ بھی ٹھیک ہے۔

شہید کا مقام:

کافروں پر فتح ہو جائے تو یہ بھی ہمارے لئے خوشی ہے اور اگر شہادت مل جائے تو یہ بھی ہمارے لئے خوشی ہے کہ ایک شہید کو ستر بہتر گنہگاروں کی سفارش کا موقع ملے گا۔

شہید سے قبر میں سوال جواب نہیں ہوتے ، قبر کے حساب سے بالکل فارغ ہو جاتا ہے حالانکہ قبر کا حساب بڑا سخت اور مشکل ہے اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے ۔ اس کے بدن سے خون کے قطرے بعد میں زمین پر گرتے ہیں اور حوریں پہلے پہنچ جاتی ہیں ۔ کوئی معمولی درجہ ہے؟ اور جنت میں سو درجے اونچی بلڈنگ شہید کو ملے گی اور رب تعالیٰ کی رضا ہوگی ۔ تو ہمارے لئے شہادت بھی اچھی ہے اور کافروں پر فتح اور غلبہ بھی اچھا ہے وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اور ہم انتظار کرتے ہیں تمہارے بارے میں اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ کہ پہنچائے اللہ تعالیٰ عذاب تم کو اپنی طرف سے کہ براہ راست سزا دے اَوْ بِاَيْدِيْنَا یا ہمارے ہاتھوں سے کہ ہمیں حکم دے تمہارے خلاف لڑنے کا ۔ ہمارے ہاتھوں سے تمہیں سزا دے ہم رب تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں ۔ کافروں کیساتھ جہاد تلوار کیساتھ تھا اور منافقوں کیساتھ تلوار کا نہیں تھا ۔ ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضرت کافروں کے خلاف ہم لڑتے ہیں یہ منافق ان سے زیادہ سخت ہیں ان کیساتھ کیوں نہ لڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا دَعْ اِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّ مُحَمَّدًا (ﷺ) يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ "چھوڑو! لوگ کہیں گے کہ بیشک محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے ۔" چونکہ یہ لوگ زبانی کلمہ پڑھتے ہیں ، نمازیں پڑھتے ہیں عام لوگ معاملہ فہم نہیں ہوتے وہ سمجھیں گے کہ کلمہ پڑھنے والوں کو قتل کر دیا ہے ۔ وہ کلمہ سے بیزار ہو جائیں گے بدنامی ہوگی ۔ فرمایا فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ پس تم انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں کہ رب تعالیٰ کا حکم کیا آتا ہے؟ یہ منافقین چندہ بھی دیتے تھے لیکن چندہ دینے کا انداز بڑا عجیب ہوتا تھا ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے مخلص تھے ریاکاری سے بچتے تھے ۔ وہ کوشش کرتے تھے کہ جب آپ ﷺ اکیلے ہوں اس وقت چندہ دیں یا ایسے موقع پر کہ لوگ کم سے

کم جمع ہوں۔لیکن یہ منافق بڑے ہوشیار تھے یہ انتظار کرتے تھے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ جمع ہو جائیں بڑا مجمع بن جائے پھر آ کر کہتے کہ حضرت یہ ہماری طرف سے چندہ ہے تاکہ لوگ دیکھیں اور سمجھیں کہ یہ بھی مسلمان ہیں اور ہمیں کچھ نہ کہیں اور دھوکے میں بھی رہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ کَرْهًا خرچ کرو تم خوشی سے یا جبراً لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ہرگز نہیں قبول کیا جائے گا تم سے یہ مال اور چندہ۔کیونکہ قبولیت کی بنیادی شرط ایمان ہے اور ایمان تو دل کیساتھ تعلق رکھتا ہے قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ [۱۴/النحل:۱۰۶] "اس کا قلب مطمئن ہو ایمان کیساتھ" ایمان کا مرکز دل ہے۔اگر دل میں ایمان نہیں تو زبان سے کلمہ پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اور منافق اسے کہتے ہیں جو زبان سے کلمہ پڑھتا ہے دل سے نہیں اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِیْنَ بیشک تم نافرمان قوم ہو۔تم دل سے ایمان نہیں لائے تمہارے چندے رب تعالیٰ کیوں قبول کرے؟

وَمَامَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ
وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ
اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ
اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ
اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○ وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ
لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ○ لَوْ يَجِدُوْنَ
مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ○
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِى الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا
رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ○ وَلَوْ اَنَّهُمْ
رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ
سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ○

وَمَا مَنَعَهُمْ اور نہیں روکا ان کو اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ کہ قبول کیے جائیں ان سے نَفَقٰتُهُمْ ان کے چندے اِلَّآ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ مگر اس بات نے کہ بیشک انہوں نے کفر کیا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اور وہ نہیں ادا کرتے نماز کو اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى مگر اس حال

میں کہ وہ سست ہوتے ہیں وَلَا یُنْفِقُوْنَ اور نہیں خرچ کرتے وہ اِلَّا وَهُمْ
کٰرِهُوْنَ مگر اس حال میں کہ وہ ناپسند کرتے ہیں فَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُهُمْ پس
نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو ان کے مال وَلَآ اَوْلَادُهُمْ اور نہ ان کی اولاد اِنَّمَا یُرِیْدُ
اللّٰهُ پختہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا کہ ان کو سزا دے ان
کی وجہ سے فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا دنیا کی زندگی میں وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ اور نکلیں
ان کی جانیں وَهُمْ کٰفِرُوْنَ اس حال میں کہ وہ کفر کرنے والے ہوں
وَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اور وہ قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی اِنَّهُمْ لَمِنْکُمْ کہ
بیشک وہ تم میں سے ہیں وَمَا هُمْ مِّنْکُمْ حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں وَلٰکِنَّهُمْ
قَوْمٌ یَّفْرَقُوْنَ اور لیکن وہ قوم ہے ڈرنے والی لَوْ یَجِدُوْنَ مَلْجَاً اگر وہ پائیں
کوئی جائے پناہ اَوْ مَغٰرٰتٍ یا کوئی سرنگیں اَوْ مُدَّخَلاً یا کوئی داخل ہونے کی جگہ
لَّوَلَّوْا اِلَیْهِ البتہ پھر جائیں اس کی طرف وَهُمْ یَجْمَحُوْنَ اور وہ بڑی تیزی سے
جائیں وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّلْمِزُکَ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ پر عیب لگاتے
ہیں فِی الصَّدَقٰتِ صدقات کی تقسیم میں فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا پس اگر دیا جائے ان
کو اس میں سے رَضُوْا راضی ہو جاتے ہیں وَاِنْ لَّمْ یُعْطَوْا مِنْهَآ اور اگر ان کو نہ
دیا جائے اس میں سے اِذَا هُمْ یَسْخَطُوْنَ اچانک وہ ناراض ہو جاتے ہیں
وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا اور اگر وہ بیشک راضی ہو جاتے ہیں مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اس
چیز پر جو دی ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے وَقَالُوْا حَسْبُنَا

اللّٰہُ اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ عنقریب دیگا ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وَرَسُوْلُہٗ اور اللہ تعالیٰ کا رسول اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رٰغِبُوْنَ بیشک ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

گذشتہ درس میں یہ بات بیان ہوئی تھی کہ منافق مختلف موقعوں پر چندہ بھی پیش کرتے دکھاوے کیلئے اور ایسے موقع پر پیش کرتے تھے کہ لوگوں کی حاضری زیادہ ہوتا کہ لوگ دیکھیں کہ فلاں نے اتنا چندہ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ چندہ خوشی سے دیں یا جبراً دیں ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ آگے اللہ تعالیٰ عدم قبولیت کی وجہ بیان فرماتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے وَمَا مَنَعَھُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْھُمْ نَفَقٰتُھُمْ اور نہیں روکا ان کو کہ قبول کئے جائیں ان سے چندے اور خرچے اِلَّآ اَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَبِرَسُوْلِہٖ مگر اس بات نے کہ انہوں نے کفر کیا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔

قبولیتِ عمل کی شرطیں :

کفر کی حالت میں چندہ دینے اور امداد کرنے کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ اعمال کی قبولیت کا مدار تین چیزوں پر ہے۔

۱) ایمان...... اگر کسی میں ایمان نہیں ہے اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی۔ نہ قولی، نہ فعلی، نہ مالی، نہ بدنی، چاہے وہ کتنی خوبصورت ہی کیوں نہ ہو۔

۲) ایمان کے بعد دوسری چیز ہے اخلاص...... کہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو ریا کاری اور دکھلاوا نہ ہو، نام اور شہرت مقصود نہ ہو۔ اگر کسی عمل میں نمود آ گیا تو گناہ لازم اور ثواب کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اور......

۳) تیسری چیز اتباعِ سنت...... سنت کی پیروی میں جو عمل کیا جائے گا وہ قبول ہوگا۔ بدعت

رسم کا کوئی ثواب نہیں ہے بلکہ اس پر گرفت ہوگی۔تو چونکہ ان میں ایمان نہیں ہے اسلئے ان کے چندے قبول نہیں ہیں وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى اور وہ نہیں ادا کرتے نماز کو مگر اس حال میں کہ وہ سست ہوتے ہیں۔نماز میں سستی کرنا منافقوں کا کام ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس صفت سے بچائے۔حدیث پاک میں آتا ہے اَثْقَلُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ ''منافقوں پر بھاری نمازیں دو ہیں عشاء اور فجر کی۔''مومن سارے کام چھوڑ کر نماز کی طرف آتا ہے اور منافق بہانے بناتا ہے وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ اور نہیں خرچ کرتے وہ مگر اس حال میں کہ وہ ناپسند کرتے ہیں۔خوشی سے چندہ نہیں دیتے بلکہ دکھلاوے کے طور پر دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ پس نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو اے نبی کریم ﷺ ان کے مال اور نہ ان کی اولاد۔کہ ان کو اتنا مال کیوں ملا ہے اور اتنی اولاد کیوں ملی ہے؟تعجب نہ کریں کیوں؟ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ پختہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کہ ان کو سزا دے ان اموال اور اولاد کی وجہ سے دنیا کی زندگی میں وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ اور نکلیں ان کی جانیں اس حال میں کہ وہ کفر کرنے والے ہوں۔مال مشقت سے کماتے ہیں پھر اس کی حفاظت کرتے ہیں اسی طرح اولاد کے پالنے کی مشقت برداشت کرتے ہیں لیکن ایمان نہیں ہے تو یہ مشقتیں آخرت میں کام نہیں آئیں گی تو ان کیلئے دنیا کی زندگی میں عذاب ہی ہے کہ جس کا آخرت میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔مومن بھی مال کماتے ہوئے مشقت برداشت کرتا ہے لیکن چونکہ ایمان ہے تو یہ مشقت اس کے گناہوں کا کفارہ بنے گی اور کمانے پر ثواب بھی ملے گا اور گناہوں کا کفارہ بھی ہوگا۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ مومن جو لقمہ کما کر بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے اس

سے اس کو صدقے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ حالانکہ بیوی کا خرچہ اس پر فرض ہے اسی طرح اولاد کو خوراک اور لباس مہیا کرتا ہے تو اس پر بھی اسکو ثواب ملتا ہے حالانکہ یہ بھی اس کے ذمے ہیں۔ فرمایا وَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ اور وہ قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ کہ بیشک وہ تم میں سے ہیں۔ منافقین اللہ تعالیٰ کی قسمیں اٹھا کر مومنوں کو کہتے تھے کہ ہم تم میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَاهُمْ مِّنْكُمْ حالانکہ وہ منافق تم میں سے نہیں ہیں وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ اور لیکن وہ قوم ہے ڈرنے والی، ڈرپوک قوم۔ یہ تم سے ڈرتے ہیں کہ اگر ان کو پتہ چل گیا ہماری منافقت کا تو ہم پر سختی کریں گے اسلئے جان بچانے کیلئے تمہارے سامنے قسمیں اٹھاتے ہیں کہ ہم بھی مومن ہیں۔ فرمایا ان کی حالت یہ ہے لَوْيَجِدُوْنَ مَلْجَاً۔ "مَلْجَاً" کا معنٰی ہے جائے پناہ۔ اگر وہ پائیں کوئی جائے پناہ اَوْمَغٰرٰتٍ۔ مغٰرٰتٍ "مَغَارَةٌ" کی جمع ہے مَغَارَةٌ کا معنٰی ہے سرنگ جو پہاڑوں میں ہوتی ہیں۔ بہت سارے علاقے ایسے ہیں کہ وہاں کے لوگ اس وقت بھی سرنگوں میں گذارہ کرتے ہیں۔ عالم اسباب میں افغانستان میں جنگ جیتنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ مجاہدین کی بڑے بڑے پہاڑوں میں سرنگیں ہیں جہاں وہ رہتے ہیں۔ روس اپنا پورا زور لگا چکا ہے نہ وہ ان پہاڑوں کو اڑا سکا ہے اور نہ سرنگیں ختم کر سکا ہے۔ تو فرمایا ان کو سرنگیں مل جائیں اَوْمُدَّخَلاً یا کوئی داخل ہونے کی جگہ لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ البتہ پھر جائیں اس کی طرف وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ اور وہ بڑی تیزی سے جائیں۔ جَمَحَ کا معنٰی ہے گھوڑا لگام کی پرواہ کیے بغیر تیزی کے ساتھ چلے۔ مطلب یہ ہے کہ لگام والے گھوڑے کی طرح سر اٹھائے چلے جائیں مگر اب مصیبت یہ ہے کہ سارا عرب اسلام کے جھنڈے تلے آ گیا ہے ان کو کوئی جگہ نہیں ملتی سر چھپانے کو اسلئے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھا کر تمہیں اعتماد میں لیتے ہیں اور

الٹی سیدھی نمازیں بھی پڑھ لیتے ہیں مگر اندر سے دل صاف نہیں ہیں۔ زبانی طور پر ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں حقیقت میں مومن نہیں ہیں وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو آپ پر عیب لگاتے ہیں صدقات کی تقسیم میں۔ آنحضرت ﷺ کے پاس مال آیا آپ ﷺ اس کو تقسیم فرما رہے تھے اور آپ ﷺ کی خدمت میں کافی لوگ جمع تھے۔ آپ ﷺ گھر کے افراد اور لوگوں کی حیثیت کو سامنے رکھ کر مال تقسیم فرما رہے تھے۔ مثلاً جس آدمی کے گھر کے افراد دس تھے اس کو اس کے مطابق دیا اور یہ بھی انصاف کا تقاضا ہے۔ اور جو مقروض تھا اس کو قرض کی ادائیگی کیلئے کچھ زیادہ دے دیا، بڑے کو کچھ زیادہ دے دیا، چھوٹے کو تھوڑا دے دیا اور ظاہر بات ہے کہ بڑے کا خرچہ اور ہوتا ہے چھوٹے کا خرچہ اور ہوتا ہے۔ فقہاء کرامؒ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ملک کا بادشاہ ہے اس کے گھر کے افراد چار ہیں لیکن اس کے گن مین ہیں، چپڑاسی ہے، اردلی ہے تو اس کو خرچہ صرف چار افراد کے حساب سے نہیں دیا جائے گا بلکہ اس کے باقی عملہ کو سامنے رکھ کر خرچہ دیا جائے گا یہ ساری باتیں انصاف اور شریعت کے مطابق ہیں لیکن دنیا نہیں سمجھتی۔ تو آنحضرت ﷺ صدقات تقسیم فرما رہے تھے حرقوص بن زہیر قبیلہ بنو تمیم کا بڑا منہ پھٹ آدمی تھا اس نے اعتراض کیا۔ کہنے لگا مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ يَا مُحَمَّدُ "آپ نے تقسیم میں انصاف نہیں کیا کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دیا ہے۔" اس کا ذکر ہے کہ ان میں وہ بھی ہیں جو آپ ﷺ پر عیب لگاتے ہیں صدقات کی تقسیم کے سلسلہ میں فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا پس اگر دیا جائے ان کو اس میں سے تو راضی ہو جاتے ہیں پھر زبان نہیں کھولتے وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اور اگر ان کو نہ دیا جائے صدقات میں سے اور صرف مستحقین کو دیا جائے تو اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ اچانک وہ ناراض ہو جاتے ہیں کہ ہمیں نہیں دیا وَلَوْ اَنَّهُمْ

رَضُوْا اور اگر بیشک وہ راضی ہوجاتے ہیں مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اس چیز پر جوان کو دی ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی صدقات، عشر اور زکوۃ اکٹھی ہوتی ہے اور آنحضرت ﷺ ان کو اپنے ہاتھوں سے تقسیم کردیتے ہیں۔ یہ مطلب ہے کہ جوان کو اللہ تعالیٰ نے اور رسول ﷺ نے دیا وَقَالُوْا اور کہتے ہیں حَسْبُنَا اللّٰهُ ہمیں اللہ کافی ہیں سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عنقریب ہمیں دیگا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے۔ آئندہ بھی ایسے مواقع آئیں گے جن مین مالِ غنیمت، مال فئی، صدقات آئیں گے ان میں سے اللہ تعالیٰ ہمیں دیگا وَرَسُوْلُهٗ اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ تقسیم کریں گے۔ آپ ﷺ کے دور میں فطرانہ وغیرہ مسجد نبوی میں جمع ہوتا تھا اور آپ ﷺ اپنی نگرانی میں تقسیم کراتے تھے اور آپ ﷺ مصروف ہوتے تو کسی کو مقرر کردیتے۔ زکوۃ، صدقات مستحقین میں تقسیم ہوتی تھی اور اگر کوئی مستحق نہیں ہوتا تھا وہ خود کہہ دیتا تھا کہ میں اس کا مستحق نہیں ہوں۔ اور......

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں کوئی زکوۃ لینے والا نہیں تھا:

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں لوگ زکوۃ دیتے وقت پریشان ہوتے تھے کہ ہم زکوۃ کس کو دیں؟ رات کو ایک تھیلے میں سونے کے دینار اور ایک تھیلے میں چاندی کے درھم ڈال کر رکھ دیتے۔ صبح کی نماز اور اشراق پڑھ کر ناشتہ کر کے وہ تھیلے لیتے اور بازاروں، چوکوں اور گلیوں میں پھرنا شروع کردیتے۔ جو ملتا اس سے پوچھتے کہ بھائی یہ زکوۃ کی رقم ہے اگر آپ مصرف اور مستحق ہیں تو لے لیں۔ وہ کہتا دھائی خدا کی میں تو خود دینے والا ہوں۔ سارا دن پھرتے لینے والا کوئی نہ ملتا تھا شام کو لاکر گھر رکھ دیتے تھے پھر دوسرے دن اسی طرح پھرتے۔ اندازہ لگاؤ ایک وہ زمانہ تھا اور ایک آج کا زمانہ ہے کہ

مستحق ہو یا نہ ہو کہتا ہے سارا مصرف میں ہی ہوں مجھے دیدو۔ نہ دینے والے کو زکوٰۃ کے مصرف کا علم اور نہ لینے والے کو مصرف کا علم۔ اکثریت تو زکوٰۃ دیتی نہیں اور جو دیتے ہیں ان میں بہت تھوڑے ایسے ہیں جو صحیح مستحقین کے حوالے کریں۔ حکومتِ پاکستان نے جب زکوٰۃ اور عشر وصول کرنا شروع کیا تو ہم نے اس پر تنقید کی کہ یہ مصرف پر خرچ نہیں ہو گی اور ہمارا خدشہ درست ثابت ہوا لوگوں نے زکوٰۃ سے نالیاں بنوائیں اور الیکشن لڑے اور یہ باتیں آج تک اخباروں میں آ رہی ہیں بہت کم لوگ ہیں جو مالی معاملات میں دیانت داری سے کام لیتے ہوں اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رٰغِبُوْنَ بیشک ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ اگر اس طرح وہ کرتے تو بڑی اچھی بات ہوتی مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

پختہ بات ہے صدقات فقیروں کیلئے ہیں اور مسکینوں کیلئے ہیں اور جو اس پر عمل کرتے ہیں ان کیلئے ہیں اور ان لوگوں کیلئے ہیں جن کے دلوں میں الفت ڈالی جائے اور گردنوں کو آزاد کرنے میں اور جو تاوان میں دبے ہوئے ہیں ان کیلئے ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور مسافروں کیلئے ، یہ فریضہ ہے ٹھہرایا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے حکمت والا ہے۔

مصارفِ زکوٰۃ :

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے مصارف بیان فرمائے ہیں کہ زکوٰۃ کس کس کو دی جاسکتی ہے اور یہ بھی یاد رکھنا کہ جو حکم زکوٰۃ کا ہے سو حکم صدقات واجبہ کا ہے۔ صدقات واجبہ سے مراد فطرانہ ، نذر ، منت ، قسم کے کفارے کی رقم ، کفارۂ ظہار ، یہ تمام صدقات واجبہ ہیں۔ ان کے احکام اچھی طرح سمجھ لیں تا کہ نہ دینے والے غلط فہمی کا شکار ہوں اور نہ لینے والے غلط فہمی میں رہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ واجب قسم کے صدقات کسی غیر مسلم کو نہیں لگتے یعنی اگر تم غیر مسلم کو زکوٰۃ ، عشر ، فطرانہ وغیرہ دو گے تو وہ ادا نہیں ہونگے دینے کے باوجود تمہارے ذمہ اسی طرح رہیں گے۔ اور ہر ایسا شخص مسلمان

نہیں ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔

قادیانی، رافضی، خارجی، بہائی کو بوجہ مسلمان نہ ہونے کے زکوٰۃ نہیں لگتی:

مسلمان وہ ہے جس کو شریعت مسلمان کہے اور وہ نفس الامر میں صحیح معنیٰ میں مسلمان ہو یہ اسلئے کہہ رہا ہوں کہ کہنے کو تو قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، منکرین حدیث اور رافضی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں خارجی، بہائی اور ذکری بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی مسلمان نہیں ہے لہٰذا تصدیق کر کے کہ مسلمان ہے یا نہیں۔ پھر واجب قسم کا صدقہ دو تو پہلی بنیادی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو اگر عقیدے کا کچا ہے تو چاہے وہ کتنا بھوکا اور محتاج کیوں نہ ہو اس کو واجب قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں ہے ہاں نفلی قسم کا صدقہ دے سکتے ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ سادات میں سے نہ ہو۔ سید کو صدقہ واجبہ دینا جائز نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ الْمَالِ لَاتَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ (ﷺ) ''یہ صدقات زکوٰۃ وغیرہ یہ لوگوں کے مالوں کی میل کچیل ہے نہ میرے لئے حلال ہے اور نہ میری آل کیلئے حلال ہے۔'' (بخاری شریف) اب رہا یہ سوال کہ سید کون ہیں تو پانچ بزرگوں کی اولاد سید ہے۔

۱)..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد چاہے وہ حضرت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہو چاہے کسی اور سے ہو۔ یہ اعوان برادری ہے یہ کہتے ہیں کہ ہم عون ابن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں اگر واقعی ان کی بات صحیح ہے تو یہ بھی سادات ہیں ان کو بھی زکوٰۃ وغیرہ صدقہ واجبہ دینا جائز نہیں ہے۔

۲)..... حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد۔

۳)..... حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد، جو اپنے آپ کو جعفری کہتے ہیں۔

۴)......حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد، جو عقیلی کہلاتے ہیں۔

۵)......آپ ﷺ کے چچا حارث کی اولاد، یہ خود تو مسلمان نہیں ہوئے تھے البتہ ان کے بیٹے ابوسفیان بن حارث مسلمان تھے۔ تو ان پانچ بزرگوں کی اولاد کو شریعت سادات کہتی ہے۔ یعنی علوی، عباسی، اعوان، جعفری، عقیلی، حارثی حضرات، یہ نہ تو دوسروں سے زکوٰۃ وغیرہ لے سکتے ہیں اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو دے سکتے ہیں۔ اور تیسری شرط یہ ہے کہ مالدار اور غنی نہ ہو۔ اور شریعت مالدار کسے کہتی ہے؟ شریعت مالدار اسے کہتی ہے کہ جس پر قرض نہ ہو نقد روپیہ اور سونا چاندی بھی اس کے پاس نہیں ہے مگر اس کے گھر میں ضرورت سے زائد اتنا سامان ہے کہ اگر اس کو فروخت کیا جائے گا تو ساڑھے باون تولے چاندی کو پہنچ جاتا ہے تو یہ شخص شریعت کے نزدیک مالدار ہے۔ زائد سامان سے وہ سامان مراد ہے جو عموماً استعمال میں نہیں ہوتا۔ مثلاً گھر میں دو درجن برتن ہیں ایک درجن استعمال میں ہیں اور ایک درجن ویسے ہی پڑے ہیں کبھی کوئی مہمان آئے تو استعمال ہوتے ہیں۔ ایک درجن بسترے ہیں چھ سات استعمال میں ہیں اور باقی کبھی کبھار استعمال ہوتے ہیں۔ کچھ چارپائیاں استعمال میں ہیں اور کچھ ویسے ہی پڑی ہیں کبھی کبھار استعمال ہوتی ہیں یہ سب زائد سامان کہلاتا ہے۔ اور یہ بات بھی سمجھ لیں کہ کوئی عورت بیوہ ہے مگر اس کے پاس اتنا مال ہے کہ وہ نصاب کو پہنچ جاتا ہے تو اس کو زکوٰۃ اور صدقات واجبہ میں سے رقم دینا جائز نہیں ہے۔ لوگ محض بیوہ سمجھ کر دیدیتے ہیں زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اسی طرح بعض لوگ یتیم بچے سمجھ کر زکوٰۃ دے دیتے ہیں اگر وہ واقعتاً مستحق ہیں تو ٹھیک ہے اور اگر ان کے باپ نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ ہر بچے کے حصے میں اتنا آتا ہے کہ جس کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کو پہنچ جاتی ہے تو وہ بھی زکوٰۃ، صدقات واجبہ نہیں لے سکتے۔

مال کا معنٰی یہ نہیں ہے کہ نقد روپے یا سونا چاندی ہی ہو بلکہ کرسیاں ، پلنگ ، بیڈ ، بستر ے ، برتن یہ تمام چیزیں مال ہیں ۔ان مسائل کو اچھی طرح سمجھ لیں یہ چیزیں ہمارے عمل کی ہیں اور اکثر حضرات زکوٰۃ دیتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ دی ہے اور کچھ لینے والے ہیں ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ. ''فُقَرَاء'' فقیر کی جمع ہے۔ پختہ بات ہے صدقات فقیروں کیلئے ہیں وَالۡمَسٰكِيۡنِ اور مسکینوں کیلئے ہیں۔

فقیر اور مسکین کی تعریف :

فقیر اور مسکین کی تعریف میں فقہاء کرامؒ اختلاف کرتے ہیں ۔ایک گروہ کہتا ہے کہ فقیر وہ ہے کہ جس کے پاس ایک وقت کی خوراک بھی نہ ہو اور نہ اس کے پاس زائد سامان اور سونا چاندی ہے ۔اور مسکین وہ ہے کہ جس کے پاس ضرورت سے زائد کچھ چیزیں ہیں مگر اتنی نہیں ہیں کہ ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کو پہنچ جائیں تو یہ مسکین ہے ۔اور سید چاہے فقیر مسکین ہو اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے ۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ سید کو اگر زکوٰۃ نہ دی تو وہ بھوکا مرجائے گا یہ لوگوں ڈھکو سلے ہیں ۔سوال یہ ہے کہ کیا شریعت نے تمہارے سے سارا مال لے لیا ہے اور تمہارے پاس کچھ نہیں چھوڑا اگر ایسا ہے تو پھر تو تمہارا کہنا بجا ہے لیکن شریعت نے تو چالیس میں سے ایک روپیہ لیا ہے باقی انتالیس روپے تمہارے پاس ہیں ان انتالیس پاکیزہ میں سے سید بادشاہ کو دو تم نے ضرور سید کو میل کچیل کھلانی ہے ۔حدیث پاک میں آتا ہے اِنَّ فِى الۡمَالِ حَقًّا سِوَى الزَّكوٰةِ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہیں۔'' صرف یہ نہیں کہ زکوٰۃ ،فطرانہ ،عشر دیکر تم فارغ ہو گئے صحیح مال بھی یتیموں ،مسکینوں اور ناداروں پر خرچ کرو اور مال کے پورے حقوق ادا کرو ۔اور تیسرا مصرف وَالۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا اور جو اس پر عمل کرتے ہیں ،وصول کرنے اور تقسیم کرنے

کیلئے حکومتی سطح پر مقرر ہیں کہ فلاں علاقے کی زکوٰۃ تم نے وصول کرنی ہے اور فلاں حلقے کی اس نے واصول کرنی ہے۔تو ان وصول کرنے والوں کو بھی زکوٰۃ میں سے معاوضہ دیا جا سکتا ہے یا کسی کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ تم یہ زکوٰۃ کی رقم دیانتداری سے تقسیم کرو اور وہ غریب ہے تو اس کو بھی اس میں سے معاوضہ دیا جا سکتا ہے یا حساب کرنے والا ہے اس کو بھی معاوضہ اس سے دیا جاسکتا ہے۔لیکن روح المعانی میں تصریح ہے کہ کوئی عامل سادات میں سے نہیں ہو سکتا۔ان مسائل کو اچھی طرح سمجھ لو بہت سارے لوگ ان مسائل میں مبتلا ہیں۔آج کل مانگنے والے لیچڑ قسم کے آدمی ہوتے ہیں پیچھا نہیں چھوڑتے وہ ایسی باتیں کرتے ہیں ہ دینے والا سمجھتا ہے کہ واقعی یہ مستحق ہیں۔اول تحقیق کرو ثانیاً اپنا ظن غالب کرو کہ غالب گمان بھی اعتبار ہے۔اگر تم نے کسی شخص کو غالب گمان سے مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دیدی پھر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ مصرف نہیں تھا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا[پ:۳]''نہیں تکلیف دی اللہ تعالیٰ نے کسی نفس کو مگر اس کی طاقت کے مطابق۔'' آگے انشاءاللہ مزید تفصیل آئے گی۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِى الرِّقَابِ وَالۡغٰرِمِيۡنَ وَفِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ‌ؕ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ○ وَمِنۡهُمُ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ النَّبِىَّ وَيَقُوۡلُوۡنَ هُوَ اُذُنٌ‌ؕ قُلۡ اُذُنُ خَيۡرٍ لَّكُمۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَرَحۡمَةٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ‌ؕ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ○

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ پختہ بات ہے کہ صدقات فقراء کیلئے ہیں وَالۡمَسٰكِيۡنِ اور مسکینوں کیلئے وَالۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا اور جو زکوٰۃ وصول کرنے کا کام کرتے ہیں ان کیلئے ہے وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ اور ان لوگوں کیلئے ہیں جن کے دلوں میں الفت ڈالی جائے وَفِى الرِّقَابِ اور گردنوں کو آزاد کرنے میں وَالۡغٰرِمِيۡنَ اور جو تاوان میں دبے ہوئے ہیں ان کیلئے وَفِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَابۡنِ السَّبِيۡلِ اور مسافروں کیلئے فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ یہ فریضہ ہے ٹھہرایا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے وَمِنۡهُمُ الَّذِيۡنَ اور ان منافقوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں يُؤۡذُوۡنَ النَّبِىَّ جو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو وَيَقُوۡلُوۡنَ

هُوَ اُذُنٌ اور وہ کہتے ہیں کہ وہ کان ہی کان ہے قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ آپ کہہ دیں وہ کان ہیں تمہاری بہتری کیلئے يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اور تصدیق کرتا ہے ایمان والوں کی وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ اور رحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے تم میں سے وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ اور وہ لوگ جو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول کو لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

کل کے سبق میں کچھ مصارف کے متعلق بیان ہوا تھا اور میں نے تفصیل کیساتھ سمجھایا تھا کہ فقیر کسے کہتے ہیں اور مسکین کسے کہتے ہیں۔ تاکہ اس مسئلے کو اچھی طرح سمجھ لیں، دینے والے بھی اور لینے والے بھی۔ کہ اگر کسی نے لاپرواہی میں دی اور وہ مصرف پر خرچ نہ ہوئی تو دینے والا فارغ الذمہ نہ ہوگا۔ اس کو اسطرح سمجھو کہ ایک آدمی ناپاک کپڑوں کیساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز نہیں ہوگی چاہے پورے اطمینان کے ساتھ رکوع سجود وغیرہ کرے۔ کیونکہ شرط نہیں پائی گئی کہ کپڑے پاک نہیں ہیں یا جگہ پاک نہ ہو باقی ساری شرطیں پائی جائیں یا قبلے کی طرف رخ نہیں کیا، نماز نہیں ہوگی چاہے کتنے خشوع خضوع کیساتھ پڑھے نماز نہیں ہوگی۔ تو جسطرح نماز بغیر شرطوں کے نہیں ہوتی اسی طرح زکوٰۃ بھی شرطوں کے بغیر ادا نہیں ہوگی۔ اور مستحق کی بھی وضاحت کی تھی تاکہ لینے والے بھی حرام خوری کے مرتکب نہ ہوں تو مستحق کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو اور مسلمان بھی وہ جس کو شریعت مسلمان کہے از خود اپنے کو مسلمان کہنے والا نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ نماز روزے کا پابند ہو، برے کام نہ کرتا ہو۔ اگر شرابی، زانی، جوا کھیلنے والے کو علم ہوتے ہوئے زکوٰۃ دو گے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اسلئے کہ وہ تمہاری زکوٰۃ والی رقم سے

شراب پئے گا، جوا کھیلے گا، برے کام کرے گا۔ ہاں اگر تمہیں علم نہیں تھا اور مصرف سمجھ کر زکوٰۃ دیدی تو تمہارا فریضہ ادا ہو گیا غیب اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ سادات میں سے نہ ہو اور سادات کی تفصیل پچھلے سبق میں بیان ہو چکی ہے۔

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ اور وَفِي الرِّقَابِ کی تفسیر :

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ اور ان لوگوں کیلئے ہیں جن کے دلوں میں الفت ڈالی جائے۔ اس کی دو طرح سے تفسیر کی گئی ہے۔ ایک یہ کہ ابتداء میں جب مسلمان تھوڑے تھے اور اسلام کمزور تھا بعض اثر و رسوخ والے کافروں کو زکوٰۃ دینا جائز تھی جن کے ایمان لانے کی توقع ہوتی تھی تاکہ ان کے دل اسلام کی طرف مائل ہوں۔ یہ شق اب تمام کے نزدیک منسوخ ہے کسی کافر کو تالیف قلب کیلئے زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔ اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ جو نئے مسلمان ہوئے تھے کافر برادری ان سے تعاون ختم کر دیتی تھی تو ایسے نو مسلم کو تالیف قلب کیلئے زکوٰۃ دی جاتی تھی کہ وہ اسلام پر پختہ ہو جائے۔ اور چونکہ وہ مسلمان ہوتا اسلئے اس کو پاؤں پر کھڑا کرنے اور اس کی ضروریات پوری کرنے کیلئے زکوٰۃ دی جاتی تھی۔ یہ شق اب بھی موجود ہے وَفِي الرِّقَابِ اور گردنوں کو آزاد کرنے میں۔ اس زمانے میں غلام اور لونڈیاں ہوتی تھیں وہ آزادی چاہتے تھے اور اکثر مالک بغیر رقم کے آزاد نہیں کرتے تھے۔ تو ان لونڈیوں اور غلاموں کو بھی زکوٰۃ دے سکتے ہوتا کہ وہ اپنی آزادی حاصل کر سکیں۔ اس وقت ہمارے علم میں نہیں ہے کہ کسی ملک میں شرعی غلام ہو ویسے کسی کو زبردستی غلام اور لونڈی بنا لینا صحیح نہیں ہے۔ یہ تو دھکے شاہی ہے وَالْغٰرِمِيْنَ اور جو تاوان میں دبے ہوئے ہیں۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً تاجر سے سامان لوٹ لیا گیا کہ اس کے پاس کچھ نہیں رہا، آگ لگ گئی مکان جل گیا یا دوکان جل گئی یا سیلاب آ گیا اور

سب کچھ اس میں بہہ گیا، دشمنوں نے حملہ کیا اور سارا مال لے گئے۔ بیشک پہلے یہ مالدار تھا لیکن اب یہ تاوان میں آ گیا ہے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ مگر شرائط مذکورہ کیساتھ کہ غیر مسلم نہ ہو اور سید نہ ہو اور برابد معاش نہ ہو وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جو جہاد کرتے ہیں اور ان کے پاس خرچہ نہیں اسلحہ نہیں تو زکوٰۃ کی رقم سے ان مجاہدین کی امداد کرنا اگر وہ مالدار نہ ہوں۔ اگر وہ مالدار ہیں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ ہم کسی پر بدگمانی نہیں کرتے غیب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن حالات واقعات کو سامنے رکھ کر بات کر رہا ہوں کہ آج بعض تنظیمیں ایسی ہیں مجاہدین کی کہ ان کا مقصد صرف پیسہ اکٹھا کرنا ہے۔ لہٰذا جو تمہارے پاس آئیں پہلے ان کی مکمل تحقیق کر لو کہ واقعی یہ تنظیم صحیح مصرف میں خرچ کرتی ہے یا صرف روپیہ اکٹھا کرتی ہے پھر اس کے مطابق فیصلہ کرو وَابْنِ السَّبِیْلِ اور مسافروں کیلئے۔ کئی مسافر ایسے ہوتے ہیں کہ سفر میں ان کیساتھ کوئی ایسا معاملہ ہو جاتا ہے کہ ان کے پاس کرایہ نہیں رہا چاہے اپنے گھر میں وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں ان کی زکوٰۃ اور صدقات واجبہ میں سے امداد کی جا سکتی ہے۔ تو یہ آٹھ مصارف ہیں زکوٰۃ کے اور جو حکم زکوٰۃ کا ہے وہی حکم فطرانے، عشر، کفارۂ قسم اور کفارۂ ظہار کا ہے۔ اور......

سیّد کو زکوٰۃ نہیں لگتی :

ایک دفعہ پھر سمجھ لیں کہ سید کو زکوٰۃ نہیں لگتی۔ بعض لوگ غلط فہمی کی وجہ سے کہتے ہیں کہ زکوٰۃ سید کو لگتی ہیں۔ میری پھوپھی اور بڑی ہمشیرہ سادات کے گھر میں ہے۔ میں جب دارالعلوم دیو بند سے فارغ التحصیل ہو کر آیا تو ایک مولوی صاحب جو مدرس، عالم اور سید تھے۔ کہنے لگے سید کو زکوٰۃ لگتی ہے اور میں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ نہیں لگتی۔ وہ پرانے بزرگ تھے اور میں نوعمر تھا انہوں نے کہا کہ لگتی ہے میں نے کہا نہیں لگتی کافی بحث

ہوئی۔انہوں نے امام طحاویؒ جو کہ تین واسطوں سے امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور احناف کے وکیل اور بڑے بزرگ ہیں ان کی وفات ۳۲۱ھ میں ہوئی ہے انہوں نے ان کی ایک عبارت اپنے مؤقف پر پیش کی تو میں تردد میں پڑ گیا۔چونکہ ہمت کافی تھی اور مطالعہ کا شوق بھی تھا الحمد للہ! شاذ و نادر ہی کسی عالم نے میرے جتنا مطالعہ کیا ہوگا۔چنانچہ میں نے حدیث کی کتابیں اور شروح حدیث کی کتابیں اور فقہ کی ساری کتابیں چھان ماریں اور اپنے مؤقف سے مطمئن ہوا کہ سید کو زکوٰۃ نہیں لگتی۔میں نے اس پر ایک مستقل کتاب لکھی ''الکلام الحاوی فی تحقیق عبارۃ الطحاوی ''اور علامہ طحاوی کی عبارت سے ثابت کیا کہ سید کو زکوٰۃ نہیں لگتی۔اور جس عبارت سے انہوں نے استدلال کیا تھا کہ سید کو زکوٰۃ لگتی ہے اس کتاب پر دار العلوم دیوبند کے مفتی اور مفتی محمود صاحب ،حضرت مولانا اعزاز علی صاحب مدرس دار العلوم دیوبند اور حضرت مولانا عبدالعزیزؒ حضرات نے تصدیقات کیں۔اسلئے زکوٰۃ صدقات واجبہ دیتے ہوئے اچھی طرح چھان بین کرو،جلد بازی سے کام نہ لو۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ یہ فریضہ ہے ٹھہرایا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔اس کا انکار کرنے والا کافر ہے نہ دینے والا گنہ گار ہے اور یہ مسئلہ سمجھ لیں کہ زکوٰۃ لازم ہو جانے کے فوراً اس کو ادا کر دے لیکن اگر فوری طور پر ادا نہیں کرنا چاہتا تو زکوٰۃ کی رقم الگ کر کے اس میں وصیت لکھ کر رکھ دے کہ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے۔اور گھر کے دیانتدار افراد کو بتلا دے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے اگر میں مر گیا تو ادا کر دینا۔اگر بغیر تحریر کے مر گیا یا گھر کے افراد کو بتلائے بغیر مر گیا تو گنہ گار مرے گا۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو ضروری کام ہیں ان کی باقاعدہ وصیت لکھ کر دو بغیر وصیت لکھے دو راتیں بھی نہ گذرنے پائیں۔کسی سے قرض لینا ہے کسی کو قرض دینا ہے تفصیل کے ساتھ تحریر لکھ کر رکھنی

چاہئے۔ لوگ بے پرواہی کرتے ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔ اگر قرض دینا ہے اور بغیر دیئے فوت ہوگیا ہے اور وارثوں کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ ادا کردیں تو اس کی قبر پر بوجھ ہوگا۔ اور اگر قرض لینا ہے اور نہیں بتلایا تو وارثوں کی حق تلفی ہوگی یہ باتیں اچھی طرح سمجھ لو زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے کوئی یہ کہے کہ میں بوڑھا ہوکر مروں گا تو وہ غلط فہمی کا شکار ہے اور تندرست یہ کہے کہ میں بیمار ہوں گا تو مروں گا یہ بھی غلط فہمی کا شکار ہے۔ کیا تندرست نہیں مرتے؟ ہمارا دور تو حادثی دور ہے معلوم نہیں تھوڑی دیر میں کیا ہوجانا ہے۔ میں نے بارہا کہا ہے کہ اس دور میں اگر کوئی صبح کو گھر سے نکلا ہے اور بخیریت رات کو واپس آگیا ہے تو اس کو دو نفل شکرانے کے پڑھنے چاہئیں۔ فرمایا وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے حکمت والا ہے وَمِنْھُمُ الَّذِیْنَ اور ان منافقوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ جو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو۔ کبھی کوئی شوشہ چھوڑتے ہیں اور کبھی کوئی شوشہ چھوڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نبیؐ کیخلاف باتیں کرتے ہیں وَیَقُوْلُوْنَ ھُوَ اُذُنٌ اور وہ کہتے ہیں کہ وہ کان ہی کان ہے۔ یہ لوگ جب آپس میں واہی تباہی قسم کی باتیں کرتے تھے تو دوسرے کہتے کہ یہ تمہاری باتیں اس تک پہنچی تو تمہیں تنبیہ کرے گا تو کہنے لگے وہ تو کان ہی کان ہے ہم جو کہیں گے وہ مان لے گا۔ کیونکہ جو آدمی خود سچا ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی سچا سمجھتا ہے اور یہ تفسیر بھی کرتے ہیں کہ جب منافقین میں سے کچھ آپ کی بدخواہی کرتے تو دوسرے کہتے بھائی ایسی باتیں نہ کرو وہ نرا کان ہے یہ باتیں اس تک پہنچ جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اُذُنُ خَیْرٍ لَّکُمْ وہ کان ہیں تمہاری بہتری کیلئے یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اور تصدیق کرتا ہے ایمان والوں کی وَرَحْمَۃٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ اور رحمت ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان

لائے تم میں سے۔ آنحضرت ﷺ کا ایک لقب رحمۃ للعالمین بھی ہے کہ آپ سارے جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں مگر فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو مومن ہیں وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ اور وہ لوگ جو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ آپ ﷺ کی شان تو بہت بلند ہے عام مسلمان کو کوئی قولاً یا فعلاً تکلیف پہنچائے تو اس کو سخت سزا ملے گی۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ○ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ○ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ○

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ منافقین قسم اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی تمہارے سامنے لِيُرْضُوْكُمْ تاکہ تمہیں راضی کردیں وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ حقدار ہے اَنْ يُّرْضُوْهُ کہ یہ اس کو راضی کریں اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ اگر وہ مومن ہیں اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا کیا ان لوگوں نے نہیں جانا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کہ بیشک وہ شخص جو مخالفت کرتا ہے اللہ

تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا پس بیشک اس کیلئے جہنم کی آگ ہے ہمیشہ اس میں رہے گا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ یہ رسوائی بہت بڑی ہے يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ ڈرتے ہیں منافق اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ اس بات سے کہ نازل کی جائے ان پر کوئی سورۃ تُنَبِّئُهُمْ جو خبر دے ان کو بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ان چیزوں کی جو ان کے دلوں میں ہیں قُلِ اسْتَهْزِءُوْا آپ کہہ دیں کہ مذاق کرلو اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ نکالنے والے ہیں اس چیز کو جس سے تم ڈرتے ہو وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور اگر آپ ان سے سوال کریں لَيَقُوْلُنَّ تو وہ ضرور کہیں گے اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ پختہ بات ہے ہم تو شغل کرتے تھے اور کھیلتے تھے قُلْ آپ کہہ دیں اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ اور اس کی آیات کیساتھ اور اس کے رسول کیساتھ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ تم مذاق کرتے تھے لَا تَعْتَذِرُوْا مت بہانے بناؤ قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ تحقیق تم نے کفر کیا ہے ایمان ظاہر کرنے کے بعد اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ اگر ہم معاف کر دیں تم میں سے ایک گروہ کو نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ہم سزا دیں گے ایک گروہ کو اس وجہ سے کہ بیشک وہ مجرم ہیں۔

منافقوں کی شرارتیں اور گناہوں کا ذکر ہے کل کی آیت کریمہ میں تم نے پڑھا تھا وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ ان منافقوں میں سے وہ بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نبی کو تکلیف پہنچاتے ہیں زبانی طور پر بھی اور عملی طور پر بھی۔ مثلاً آنحضرت ﷺ تشریف فرما

ہوتے آپ کے پاس صحابہ کرام ﷺ اور دوسرے لوگ بھی ہوتے تھے۔

19
19

منافقین کا آپ ﷺ کو ایذا پہنچانا :

منافق جب مجلس میں گفتگو کرتے تو بڑے ترش لہجے میں کرتے اور کہتے یَا مُحَمَّدُ اُخْبِرْنَا اے محمد (ﷺ)! ہمیں یہ بتایئے۔ حالانکہ بغیر القاب کے محض نام لیکر بلانا بے ادبی ہے۔ ہمارے معاشرے میں بھی اگر کسی کو خالی نام لے کر آواز دی جائے تو وہ محسوس کرتا ہے اور کڑھتا ہے۔ البتہ نام وہ لے سکتا ہے جو عمر میں بڑا ہو یا کوئی بے تکلف ساتھی ہو ورنہ وصفی نام سے بلاتے ہیں مولوی صاحب، حاجی صاحب، قاری صاحب، منشی جی تو پیغمبر خدا کو القاب کے ساتھ متوجہ کرنا چاہئے تھا۔ مثلاً یارسولَ اللہِ، یاحبیبَ اللہِ، یا نبیَ اللہِ، یا شفیعَ اللہِ اچھے الفاظ کیساتھ مگر وہ بے ادبی کے لہجے میں بلاتے تھے اور پھر ایسی عجیب باتیں پوچھتے تھے کہ جن کا مجلس کے موضوع کیساتھ تعلق نہیں ہوتا تھا۔ مثلاً آنحضرت ﷺ وعظ ونصیحت کرر ہے تھے کہ ابن سلیط منافق نے آکر کہا یَامُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ اَیْنَ نَاقَتِیْ اے محمد (ﷺ)! میری اونٹنی گم ہوگئی ہے بتاؤ کہاں ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَااَدْرِیْ اَیْنَ نَاقَتُکَ میں نہیں جانتا تیری اونٹنی کہاں ہے۔ میں تو لوگوں کو مسائل بتارہا ہوں۔ وہ بڑبڑ کرتا ہوا اور یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا یُخْبِرُنَا بِخَبْرِ السَّمَآءِ وَلَایَدْرِیْ اَیْنَ نَاقَتِیْ ہمیں آسمان کی خبریں بتاتا ہے اور یہ معلوم نہیں کہ میری اونٹنی کہاں ہے۔ اب اندازہ لگاؤ کہ باتیں تو دین کی ہورہی ہیں اور یہ درمیان میں اونٹنی پوچھتا پھر رہا ہے۔ کیا غیب جانتے تھے یا اونٹنیاں چوری کرواتے تھے کہ آپ کو معلوم ہوتا کہ تیری اونٹنی فلاں کے پاس ہے۔ بعض صحابہ نے سنا اور بعض نے اس بڑبڑ کو نہ سنا کچھ اس کی طرف بڑھے کہ اس کو دو چار لگائیں مگر آپ ﷺ نے اشارہ کیا تو کچھ نہ کہا۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام وحی لیکر آئے اور

بتلایا کہ اس کی اونٹنی فلاں جگہ پر جھاڑیوں میں پھنسی ہوئی ہے اسطرح کہ اس کا مظبوط پٹہ مظبوط ٹہنی کیساتھ اڑ گیا ہے کہ نہ ٹہنی ٹوٹتی ہے اور نہ پٹہ ٹوٹتا ہے یہ وہاں اڑی ہوئی ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا ابھی جو آدمی بات کر رہا تھا اس کو بلاؤ بعض صحابہ اس کو بلا لائے ۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو نے مجھ سے اپنی اونٹنی کے متعلق پوچھا تھا کہ وہ کہاں ہے؟ خدا کی قسم مجھے اس وقت علم نہ تھا جَاءَ نِی جِبْرَائِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اب جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آ کر خبر دی ہے کہ تیری اونٹنی فلاں جگہ جھاڑیوں میں پھنسی ہوئی ہے ۔ایسی بے موقع باتوں سے آنحضرت ﷺ کو اذیت پہنچاتے تھے پھر اپنی صفائی کیلئے مومنوں کے سامنے جھوٹی قسمیں کھاتے تھے ۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ منافقین قسم اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی تمہارے سامنے کہ ہم دل سے سچے ہیں ویسے ہی غیر محتاط بات منہ سے نکل گئی ہے یہ قسمیں کیوں کھاتے ہیں؟ لِيُرْضُوْكُمْ تاکہ تمہیں راضی کریں اے پیغمبر کے ساتھیو! وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ حقدار ہے کہ یہ ان کو راضی کریں ۔اللہ تعالیٰ راضی تو سارا جہان راضی اللہ تعالیٰ کا رسول راضی ہو جائے تو مسلمانوں کیلئے اس سے بڑی خوش قسمتی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ اگر وہ مومن ہیں تو اللہ تعالیٰ کو راضی کریں اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو راضی کریں ۔بعض جاہل قسم کے لوگ اس آیت کریمہ سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ ایک شی ہیں ۔یعنی وہی اللہ ہے اور وہی رسول ہے الگ الگ نہیں ہیں ۔اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کو ذاتِ واحد کہتے ہیں اور استدلال اسطرح کرتے ہیں اَنْ يُّرْضُوْهُ میں ضمیر مفرد کی ہے ۔جو لوٹ رہی ہے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف ۔اگر اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ الگ الگ ہوتے تو ضمیر تثنیہ کی ہوتی یعنی ''ہ'' کی بجائے هُمَا ہوتی اور معنی ہو

تا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ زیادہ حقدار ہیں کہ یہ ان دونوں کو راضی کریں اور موجود صورت میں معنٰی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ حقدار ہیں کہ یہ اس کو راضی کریں اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی چیز ہیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ایک کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی ذات خالق ہے آنحضرت ﷺ کی ذات مخلوق ہے اور اس میں بھی کوئی شک شبہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ ساری مخلوق میں اعلیٰ و افضل ہیں۔ مگر خالق اور مخلوق گڈ مڈ کسطرح ہو گئے؟ اب رہا یہ سوال کہ ضمیر مفرد کی کیوں لائے ہیں؟ تو اس کے متعلق مفسرین کرامؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی رضا ایک ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی رضا آنحضرت ﷺ کی رضا میں ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ [النساء: ۸۰] ''جس شخص نے اطاعت کی رسول کی بیشک اس نے اطاعت کی اللہ تعالیٰ کی۔'' جس نے رسول ﷺ کو راضی کیا اس نے رب کو راضی کیا اور جب تک آنحضرت ﷺ راضی نہ ہوں اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا جب تک آنحضرت ﷺ نہ راضی ہوں۔ تو چونکہ رضا ایک ہے اس لئے ضمیر مفرد لائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا کیا ان لوگوں نے نہیں جانا اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کہ بیشک وہ جو مخالفت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فَاَنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خَالِدًا فِیْھَا پس بیشک ان کیلئے جھنم کی آگ ہے ہمیشہ اس میں رہیں گے ذٰلِکَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ یہی رسوائی بہت بڑی ہے۔

منافقین کی کیفیتِ باطنی کا بیان :

آگے اللہ تعالیٰ نے منافقین کی ذہنی کیفیت کو بیان فرمایا ہے۔ دو چار منافق جب اکٹھے ہو جاتے تو اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے مسلمانوں کا، اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کا، قرآن

کریم کی آیات کا مذاق اڑاتے ۔ چنانچہ ایک سفر میں آنحضرت ﷺ کیساتھ مخشی ابن حمیر منافق اور چھ سات افراد اور بھی تھے رات کو سفر کرتے ہوئے یہ ٹولہ دوسرے حضرات سے علیحدہ چلتا تاکہ گپیں لگا سکیں اور دل کی باتیں ایک دوسرے کے سامنے کر سکیں ۔ باتوں باتوں میں ان منافقین نے قرآن کریم کی آیات سے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی اور صحابہ کرام ؓ کے متعلق مذاق شروع کر دیا اور واہی تباہی قسم کی باتیں کیں ان میں سے کسی نے کہا کہ ایسی باتیں نہ کرو قرآن نازل ہوگا اور تمہاری ساری باتیں ظاہر کر دے گا پھر تمہیں شرمندگی ہوگی ۔ تو منافق شرارتیں بھی کرتے تھے اور ساتھ ساتھ ڈرتے بھی تھے ان کی اسی کیفیت کو بیان فرمایا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ ڈرتے ہیں منافق اس بات سے کہ نازل کی جائے ان پر کوئی سورۃ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ جو خبر دے ان کو ان چیزوں کی جو ان کے دلوں میں ہیں ۔ کہ وحی اترے گی اور ہماری حقیقت لوگوں کے سامنے کھل جائے گی اور ہم شرمندہ ہونگے قُلِ اسْتَهْزِءُوْا آپ کہہ دیں کہ مذاق کر لو اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ بیشک اللہ تعالیٰ نکالنے والے ہیں اس چیز کو جس سے تم ڈرتے ہو وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ اور اگر آپ ان سے سوال کریں لَيَقُوْلُنَّ تو وہ ضرور کہیں گے اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ پختہ بات ہے ہم تو شغل کرتے تھے اور کھیلتے تھے، دل لگی کرتے ہیں قُلْ آپ کہہ دیں اَبِاللّٰهِ کیا اللہ تعالیٰ کے ذات کیساتھ وَاٰيٰتِهٖ اور اس کی آیات کیساتھ وَرَسُوْلِهٖ اور اس کے رسول ﷺ کیساتھ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ تم مذاق کرتے تھے ۔ اپنی واہی تباہی باتوں کا انکار تو نہ کر سکے البتہ یہ بہانہ بنایا کہ ہم خوش گپی کرتے تھے تاکہ سفر طے ہو جائے ۔ حقیقتاً اللہ تعالیٰ ، اس کی آیات ، اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق نہیں کرتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَا تَعْتَذِرُوْا

قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ مت بہانے بناؤ تحقیق تم نے کفر کیا ہے ایمان ظاہر کرنے کے بعد۔ تمہاری دل لگی اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ہی ہوسکتی تھی اور کوئی نہ تھا استہزاء کیلئے اور وقت گزارنے کیلئے، مذاق کے علاوہ اور کوئی بات نہیں تھی استہزاء تو بڑا جرم ہے۔ فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ جو چیز خبر واحد سے ثابت ہے اگر کوئی آدمی اس کا انکار کرے گنہگار ہوگا کافر نہیں ہوگا لیکن اگر اس نے اس کا مذاق اڑایا تو کافر ہو جائے گا۔ حالانکہ فقہاء کرامؒ کا طبقہ بڑا محتاط طبقہ ہے اتنی جلدی کسی پر کفر کا فتویٰ نہیں لگاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ اگر ہم معاف کر دیں تم میں سے ایک گروہ کو نُعَذِّبْ طَآئِفَةً ہم سزا دیں گے ایک گروہ کو۔ منافقین میں سے مخشی ابن حمیر کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی اس نے سچے دل سے توبہ کی۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق ؓ کے دور میں یمامہ کے مقام پر مسیلمہ کذاب سے لڑتا ہوا شہید ہوا۔ تو جو نفاق کو چھوڑ دیں گے ان کو معافی مل جائے گی اور جو کفر پر اڑے رہیں گے ان کو سزا دیں گے۔ اور سب سے زیادہ سخت سزا منافقین کی ہے۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ [النساء] ''بیشک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہونگے۔ ان کو سزا کیوں دیں بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ اس وجہ سے کہ بیشک وہ مجرم ہیں۔ جرم سخت ہے سزا بھی سخت ہوگی۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۭ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ منافق مرد اور منافق عورتیں بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ یہ بعض بعض سے ہیں يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ حکم دیتے ہیں برائی کا وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ اور منع کرتے ہیں نیکی سے وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ اور روکتے ہیں اپنے ہاتھوں کو نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا پس اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو بھلا دیا اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ بیشک منافق لوگ

وہی ہیں نافرمان لوگ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں کیساتھ وَالْكُفَّارَ اور کافروں کیساتھ نَارَ جَهَنَّمَ جہنم کی آگ کا خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے اس میں هِيَ حَسْبُهُمْ یہ ان کو کافی ہے وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ اور ان کیلئے دائمی عذاب ہوگا كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ان لوگوں کی طرح جو تم سے پہلے گذرے ہیں كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً تھے وہ زیادہ طاقت والے تم سے وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا اور زیادہ تھے مالوں میں اور اولاد میں فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ پس انہوں نے فائدہ اٹھایا اپنے حصے کا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ پس تم نے فائدہ اٹھایا اپنے حصے کا كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ جسطرح کہ فائدہ اٹھایا ان لوگوں نے جو تم سے پہلے تھے بِخَلَاقِهِمْ اپنے حصے سے وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا اور شغل کیا تم نے جیسا کہ شغل کیا انہوں نے اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال اکارت ہو گئے ہیں فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ اور یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔

پچھلے رکوعوں میں منافقوں کے کچھ حالات بیان کئے گئے تھے کہ جہاد سے جان بچاتے، آنحضرت ﷺ پر اعتراض کرتے اور آپ ﷺ کیلئے تکلیف دہ گفتگو کرتے، فتنہ فساد، شرارت یہ ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔ اور شریر آدمی جب تک شرارت نہ کرے اس کو کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ شعوری طور پر بھی اور لاشعوری طور پر بھی شرارت ضرورت کرتا ہے۔

منافقین کی بری خصلت :

انہی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ منافق مرد اور منافق عورتیں یہ بعض بعض سے ہیں۔ کیونکہ اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ ''جنس کو جنس پیاری ہوتی ہے۔'' مومن کو مومن کیساتھ الفت ہوتی ہے اور کافر کو کافر کیساتھ محبت ہوتی ہے، منافق کو منافق کیساتھ پیار ہوتا ہے۔ منافقوں کی خصلت ہے یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ حکم دیتے ہیں برائی کا وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ اور منع کرتے ہیں نیکی سے۔ اگر کوئی نماز پڑھنے کیلئے جاتا ہے تو اس کو کہتے ہیں کہ نماز میں کیا ہے روزے دار کو کہتے ہیں روزے میں کیا رکھا ہے فلاں کام میں کیا ہے فلاں کام میں کیا ہے۔ ایسا ذہن بناتے ہیں کہ کچے ذہن کے لوگ اس سے متاثر ہوتے ہیں اور برائیوں کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور مومن خود بھی نیکی کرتا ہے اور دوسروں کو بھی نیکی کا سبق دیتا ہے۔ خود برائی سے رکتا ہے اور دوسروں کو بھی برائی سے منع کرتا ہے۔ اور منافق اس کے برعکس ہیں وَیَقْبِضُوْنَ اَیْدِیَهُمْ اور روکتے ہیں اپنے ہاتھوں کو۔ جہاں خرچ کرنے کی جگہ ہوتی ہے وہاں سے ہاتھ روکتے ہیں اور جہاں خرچ نہیں کرنا وہاں بے تحاشہ خرچ کرتے ہیں۔ مسجد کی ضرورت کیلئے چندہ مانگو تو اس کے ماتھے پر بل پڑ جاتے ہیں اور منگنی اور شادی کے موقع پر ٹھاہ ٹھاہ کیلئے ہزاروں لاکھوں خرچ کر دیتے ہیں مشاہدے کی بات ہے۔ حالانکہ یہ بڑے گناہوں میں سے ہے کیونکہ یہ تبذیر ہے یہ خرچ کرنا ناجائز ہے مگر ہماری عادت بن گئی ہے۔ سنت کے مطابق تو کوئی شادی ہوتی ہی نہیں ہے۔ اللہ معاف فرمائے۔ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا پس اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو بھلا دیا۔ رب تعالیٰ بھولتا تو نہیں ہے اس کی شان ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا [مریم:۶۴] ''تیرا رب بھولنے

والا نہیں ہے۔ ''تونَسِیَ کا معنٰی ہے رب تعالیٰ نے ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا ہے کہ جو کرتے ہیں کرتے رہیں۔ انہوں نے رب تعالیٰ کے قرآن واحکام کو بھلا دیا رب تعالیٰ نے بھی ان کی پرواہ نہیں کی اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ بیشک منافق لوگ وہی ہیں نافرمان لوگ۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں آنحضرت ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں کیساتھ اور کافروں کیساتھ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا جہنم کی آگ کا ہمیشہ رہیں گے اس میں هِیَ حَسْبُهُمْ یہ ان کو کافی ہے۔

جہنم کی آگ کی شدت :

یہ دنیا کی آگ اُس آگ کے مقابلے میں نرم ہے مگر اس میں لوہا تانبا پگھل جاتا ہے، پتھر جل جاتے ہیں، ساری دھاتیں پگھل جاتی ہیں اور وہ آگ اس سے انہتر گنا زیادہ تیز ہے۔ اگر اس آگ میں لے جا کر مارنا مقصود ہو تو ایک شعلہ ہی کافی ہے۔ لیکن وہاں تو سزا بھگتنی ہے کہ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى [الاعلیٰ:۱۳] ''وہ نہ مرے گا اس دوزخ میں اور نہ ہی وہ زندہ رہے گا'' دعائیں کریں گے یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ [الحاقہ:۲۷] ''کاش کہ موت مجھے ختم کر دیتی اور پکاریں گے یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ [الزخرف:۷۷] اے مالک چاہیے کہ فیصلہ کر دے ہم پر تمہارا پروردگار قَالَ وہ کہے گا اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ بیشک تم رہنے والے ہو۔'' مالک علیہ السلام جہنم کے انچارج فرشتے کا نام ہے اور جنت کے انچارج فرشتے کا نام رضوان ہے۔ ان کے تحت بیشمار فرشتے ہیں سارے مل جل کر مالک علیہ السلام سے کہیں گے کہ اے مالک! اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ ہمیں ذلیل کر کے مار ہی دے۔ وہ یہ بھی کہیں گے تمہارے پاس پیغمبر نہیں آئے تھے کتابیں نہیں آئی تھیں، حق

کی آواز پہنچانے والے نہیں آئے تھے؟ جہنمی کہیں گے آئے تھے وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا [فاطر:۳۷] اور وہ چلائیں گے اس کے اندر لیکن وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ [المومن:۵۵] اور نہیں ہے پکار کافروں کی مگر ناکامی میں۔ یعنی کافروں کی دعاؤں کا نتیجہ برآمد نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ اس حالت سے بچائے اور سب سے زیادہ سخت عذاب منافقوں کو ہوگا اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ [النساء:۱۴۵] بیشک منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہونگے۔ جس میں سب سے زیادہ سزا ہوگی۔ آگ کے علاوہ ان کو بچھو ڈسیں گے اور ایک ایک بچھو خچر کے برابر ہوگا ایک ڈنگ مارے گا تو ساری عمر اس کی جلن نہیں جائے گی اور سانپ ڈسیں گے، فرشتے ہتھوڑے ماریں گے، بھوک پیاس ہوگی اور ضریع جیسی خاردار جھاڑیاں کھانی پڑیں گی، پیاس لگے گی تو پیشاب اور غلاظت ان کو پلائی جائے گی۔ آج کوئی انسان اس کا تصور نہیں کرسکتا وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ اور ان کیلئے دائمی عذاب ہوگا کبھی بھی عذاب میں تخفیف نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان منافقوں کو خطاب کر کے فرماتے ہیں كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ان لوگوں کی طرح جو تم سے پہلے گذرے ہیں۔ تمہارا طریقہ بھی ان کی طرح ہے اور یاد رکھو كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً تم سے زیادہ سخت تھے قوت میں قد ان کے بڑے بڑے تھے بدنی قوت میں بھی بڑے مضبوط تھے اور للکارتے تھے مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً [حم سجدہ:۱۵] ہم سے زیادہ کون طاقتور ہے۔ ایسے بھی تھے کہ پتھر کو ہاتھ میں پکڑتے تھے تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیتے تھے وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ [الشعراء:۱۳۰] اور جب تم ہاتھ ڈالتے ہو کسی پر تو گرفت کرتے ہو ظلم کیساتھ۔ تو اتنے مضبوط اور طاقتور تھے وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا اور زیادہ تھے مالوں میں اور اولاد میں۔

قارون کا قصہ :

قارون کا قصہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ نام اس کا منور تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا اور کتابوں میں بھی اس بات کی تصریح ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے بعد توریت کا سب سے زیادہ ماہر تھا۔ کلمہ پڑھتا تھا، نمازیں پڑھتا تھا مگر دل سے صاف نہیں تھا اتنا مالدار تھا کہ اس کے خزانوں کی چابیاں ایک اچھی خاصی جماعت اٹھاتی تھی۔ سورۃ قصص آیت ۷۶ میں ہے اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓأُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ "بیشک اس کی چابیوں سے تھکتے کئی مرد طاقتور۔" پھر وہ شرارتوں پر اتر آیا یہانتک کہ بدقماش بازاری عورت کو کچھ رقم دی کہ تو موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگا کہ اس نے میرے ساتھ برا کام کیا ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام بیان کر رہے تھے کہ مجمع میں وہ اٹھ کر کھڑی ہوگی اور پڑھا ہوا سبق سنا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام حیران ہوگئے کہ یہ کیا کہہ رہی ہے؟ اور مخلص مومن بھی بڑے حیران ہوئے کہ یہ کس بات کی نسبت موسیٰ علیہ السلام کی طرف کر رہی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے معصوم پیغمبر ہیں۔ مگر جو شریر قسم کے لوگ تھے انہوں نے کہا کہ بڑے صحت مند موٹے تازے آدمی ہیں ایسی حرکت ہوگئی ہو تو کیا بعید ہے۔ مجلس میں تو ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں اچھے بھی برے بھی۔ موسیٰ علیہ السلام فوراً سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی اے پروردگار یہ بنی اسرائیل کا بھرا مجمع ہے اور اس میں ہر طرح کے لوگ موجود ہے اور یہ عورت کہہ رہی ہے کہ آپ نے فلاں رات میرے ساتھ برا کام کیا ہے۔ مخلص لوگ اس کی نہیں مانیں گے اور جو غیر مخلص ہیں وہ کہیں گے کہ ہوسکتا ہے کیونکہ انسان ہیں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ اس عورت سے کہو کہ صحیح بات بتا دے ورنہ ابھی رب تعالیٰ کا عذاب آئے گا۔ وہ ڈر گئی اور کہنے لگی کہ میں نہیں بولتی یہ رقم کی تھیلی جو مجھے قارون نے دی ہے یہ بول رہی ہے۔

آپ نے میرے ساتھ کوئی برائی نہیں کی یہ دس ہزار روپیہ بول رہا ہے، وہ تائب ہو کر الگ ہوگئی۔ جب وہ شرارتوں میں اس حد تک آگے چلا گیا تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ [القصص:۸۱] پس ہم نے دھنسا دیا اس قارون کو اور اس کے گھر کو زمین میں۔ اس کی بڑی کوٹھی تھی اور نوکروں کے کوارٹر تھے، بڑا پھیلا ہوا عملہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو زمین میں دھنسا دیا۔ تو فرمایا کہ وہ لوگ تمہارے سے مال میں بھی زیادہ تھے اور اولاد میں بھی فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ پس انہوں نے فائدہ اٹھایا اپنے حصے کا۔ یعنی اس وقت کے جو منافق اور کافر تھے فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ پس تم نے فائدہ اٹھایا اپنے حصے کا۔ جو رزق تمہارے مقدر میں ہے کھا پی رہے ہو۔ رزق کا دروازہ اللہ تعالیٰ کافروں پر بھی بند نہیں کرتا وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ [نور:۳۸] رزق دیتا ہے جو کو چاہتا ہے۔ کافر لوگ غلط فہمی میں مبتلا تھے کہتے تھے کہ ہمارے پاس رزق زیادہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہم پر راضی ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں۔ اور تم بھوکے مرتے ہو معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ تم پر ناراض ہے۔ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا ہے کہ رزق کا مسئلہ علیحدہ ہے۔ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور خوشی کے ساتھ نہیں ہے۔ وہ رزق نیکوں کو بھی دیتا ہے بروں کو بھی دیتا ہے ایمان کی دولت صرف اپنے پیاروں کو دیتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُعْطِى الدُّنْيَا مَنْ يُّحِبُّ وَمَنْ لَّا يُحِبُّ "بیشک اللہ تعالیٰ دنیا دیتا ہے اس کو جس کیساتھ محبت کرتا ہے اور اس کو بھی کہ جس کیساتھ محبت نہیں کرتا وَلَا يُعْطِى الْاِيْمَانَ اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ "اور نہیں دیتا ایمان مگر اس کو جس کیساتھ محبت کرتا ہے۔" اور ایک روایت میں ہے وَلَا يُعْطِى الدِّيْنَ اِلَّا مَنْ يُّحِبُّ "اور دین نہیں دیتا مگر اس کو جس کیساتھ محبت کرتا ہے۔" یعنی رب

تعالیٰ کی محبت کا معیار ایمان، اسلام، دین ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان دین کی دولت سے نوازا ہے کہ اس میں دین کی تڑپ ہے دین ایمان کو دنیا پر مقدم رکھتا ہے وہ سمجھ لے کہ رب تعالیٰ مجھ سے راضی ہے اور اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے اور جس کے پاس دولت زیادہ ہے اور دین ایمان سے محروم ہے وہ قطعاً اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ رب تعالیٰ مجھ سے راضی ہے۔ تو فرمایا کہ تم نے فائدہ اٹھایا کَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ جسطرح کہ فائدہ اٹھایا ان لوگوں نے جو تم سے پہلے تھے بِخَلَاقِهِمْ اپنے حصے کا وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا اور شغل کیا تم نے جیسا کہ شغل کیا انہوں نے۔ وہ شغل کیا تھا؟ کفر کی حمایت حق کی مخالفت، برے کام کرنے اور اچھے کاموں سے روکنا۔ جو انہوں نے کیا تم بھی وہی کر رہے ہو۔ وہ دنیاوی طور پر نیکی کے کام بھی کرتے تھے کہ راستہ بنادیا، کنواں کھدوادیا، مسافروں کو کھانا کھلاتے، صدقہ خیرات کرتے۔ کافر منافق یہ کام دکھلاوے کے طور پر کرتے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتے ہیں اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال اکارت ہو گئے ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ جو نیکی کے کام انہوں نے کئے کسی غریب کی ہمدردی کی، مالی معاونت کی، کسی بیمار کا علاج کرایا کسی گرے ہوئے کو سہارا دیا وغیرہ تمام نیکیاں ختم ہو گئیں۔ کیونکہ نیکیوں کی قبولیت کا مدار ایمان، اخلاص اور اتباع سنت رسول ﷺ ہے جو نیکی ایمان، اخلاص، اتباع سنت کے بغیر ہو گی اس کا نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہے اور نہ آخرت میں وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ اور یہی لوگ ہیں نقصان اٹھانے والے۔ اللہ تعالیٰ نے نیکی بدی کا راستہ بتلا کر خبردار کر دیا ہے۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ۬ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

اَلَمْ يَاْتِهِمْ کیا نہیں آئی ان کے پاس نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ خبر ان لوگوں کی جو ان سے پہلے گزرے ہیں قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ نوح علیہ السلام کی قوم کی خبر اور قوم عاد کی خبر اور قوم ثمود کی خبر وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اور ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی خبر اور مدین والوں کی خبر اور ان بستیوں

کی خبر جوالٹ دی گئیں اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ آئے ان کے پاس رسول واضح دلائل کیساتھ فَمَا كَانَ اللّٰهُ پس نہیں تھا اللہ تعالیٰ ایسا لِيَظْلِمَهُمْ کہ ان پر ظلم کرتا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ اور مومن مرد اور مومن عورتیں بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ان میں سے بعض بعض کے دوست ہیں يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حکم کرتے ہیں وہ نیکی کا وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور روکتے ہیں برائی سے وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ اور قائم کرتے ہیں نماز کو وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اور دیتے ہیں زکوٰۃ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ یہی لوگ ہیں کہ عنقریب ان پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے مومن مردوں کیساتھ اور مومن عورتوں کیساتھ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ باغات کہ جاری ہونگی ان کے نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً اور پاکیزہ مکانات کا وعدہ کیا ہے فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ رہنے کے باغوں میں وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی تو سب سے بڑی ہے ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یہی بڑی کامیابی ہے۔

منافقوں کو پہلی قوموں سے عبرت حاصل کرنی چاہئے :

اس سے قبل منافقوں کی نشانیاں، علامات اوران کے کردار کا ذکر تھا۔ کہ منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے کیساتھ جڑے ہوئے ہیں اور برائی کا حکم کرتے ہیں او نیکی سے روکتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ ان کو تنبیہ فرماتے ہیں کہ ان کے پاس نافرمان قوموں کی خبر نہیں آئی ؟ ان کا انجام کیا ہوا۔ اَلَمْ یَاْتِهِمْ کیا نہیں آئی ان کے پاس نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ خبران لوگوں کی جو ان سے پہلے گزرے ہیں قَوْمِ نُوْحٍ نوح علیہ السلام کی قوم کی خبر۔ کہ ان کی قوم نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ نے ان کو سیلاب میں تباہ و برباد کیا۔ رب تعالیٰ کی قدرت اب بھی اسی طرح ہے جسطرح پہلے تھی وَّعَادٍ اور عاد قوم کی خبر کہ انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کی مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے تیز وتند ہوا ان پر چھوڑ دی سات دن اور آٹھ راتیں کہ ان میں سے ایک بھی نہ بچا وَّثَمُوْدَ اور ثمود قوم کی خبر کہ زلزلے نے ان کو آپکڑا اور چیخ نازل ہوئی۔ ان کے جگر پھٹ گئے اور ہر چیز تہہ و بالا ہوگئی اور پوری کی پوری قوم تباہ ہوگئی وَقَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ اور ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی خبر کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

ان کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح تباہ کیا کہ نمرود ابن کنعان نے ایک بہت بڑی بلڈنگ بنائی تھی اس میں الگ الگ کمرے تھے۔ کوئی کمرہ شراب نوشی کیلئے مخصوص تھا، کوئی جوے کیلئے مخصوص تھا، کوئی بے حیائی کیلئے مخصوص تھا، کوئی کسی کام کیلئے اور کوئی کسی کام کیلئے یہ سارے لوگ اس میں اکٹھے تھے اور اپنی اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں لگے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آیا بلڈنگ گری سب کے سب تباہ ہوگئے وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ اور مدین والوں کی خبر۔ مدین شہر کا نام بھی تھا اور قوم کا نام بھی تھا۔ ان کی طرف

حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔اس قوم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت گرمی مسلط فرمائی کہ آسانی سے سانس نہیں لے سکتے تھے بادل کا ایک ٹکڑا آیا کچھ لوگ اس کے نیچے جا کر کھڑے ہوئے اور دوسروں کو بھی آواز دی کہ یہاں سانس آسانی سے آتا ہے فوراً یہاں آجاؤ۔ چنانچہ وہ ساری قوم اس بادل کے نیچے اکٹھی ہوگئی اللہ تعالیٰ نے اس بادل میں سے آگ کے شعلے برسائے سب کے سب تباہ ہو گئے وَالْمُؤْتَفِكٰتِ اوران بستیوں کی خبر جوالٹ دی گئیں۔ یہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیاں تھیں جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا جبرائیل علیہ السلام نے آکر زمین پر پَر مارے اور زمین کو اٹھا کر الٹا کر دیا اور وہ سب لوگ ہلاک کر دیئے گئے ۔فرمایا کہ ان قوموں کا حال ان منافقوں کے پاس نہیں پہنچا کہ یہ اس سے عبرت حاصل کریں اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ آئے ان کے پاس ان کے رسول واضح دلائل کیساتھ۔ معجزات لے کر آئے مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور ہلاک ہوئے فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ پس نہیں تھا اللہ تعالیٰ ایسا کہ ان پر ظلم کرتا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور لیکن تھے وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے کہ نافرمانیاں کیں اور ان کی سزا بھگتی۔ اللہ تعالیٰ تو کسی پر رائی کے دانے کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔

مومنوں کے اوصاف:

آگے مومنوں کے متعلق بیان ہے وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اور مومن مرد اور مومن عورتیں بعض ان میں سے بعض کے دوست ہیں۔ایک دوسرے کے ساتھ الفت، محبت، خیر خواہی اور ہمدردی ان کا کام ہے۔اور ان کا کیا کام ہے يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حکم کرتے ہیں وہ نیکی کا۔ جسطرح نیکی کرنا اور نیکی کا حکم کرنا

مردوں کے ذمہ ہے اسی طرح نیکی کرنا اور نیکی کا حکم کرنا عورتوں کے بھی ذمہ ہے۔ عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ تبلیغ کرنا اور مسائل کا بتانا صرف مردوں کا کام ہے عورتوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دین بڑا آسان ہوگیا ہے اللہ والوں نے اردو زبان میں کتابیں لکھ کر آسان کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی قبروں پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔ بہشتی زیور گھر میں ہو اس کو خود بھی پڑھیں، بچوں کو پڑھ کر سنائیں، دوسری عورتوں کو پڑھ کر سنائیں تو ان کی اصلاح ہو جائے گی، آخرت بن جائے گی وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور روکتے ہیں برائی سے۔ برائی سے روکنا جسطرح مردوں کا کام ہے اسی طرح عورتوں کا بھی کام ہے وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ اور قائم کرتے ہیں نماز کو۔ مومن مرد بھی اور مومن عورتیں بھی اور صرف خود ہی قائم نہیں کرتے بلکہ اپنے اہل وعیال کو بھی اس کی تاکید کرتے ہیں اور ان کی نماز کا بھی خیال رکھتے ہیں وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ اور دیتے ہیں زکوٰۃ۔

جسطرح مردوں پر زکوٰۃ ہے اگر عورتیں بھی صاحب نصاب ہوں تو ان پر بھی زکوٰۃ ہے۔ شریعت نے عورت کے وجود کو تسلیم کیا ہے۔ عورت کو جو مال جہیز میں ملتا ہے تحفہ تحائف ملتے ہیں ان چیزوں کی عورت خود مالک ہوتی ہے اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال کو نہ ساس خرچ کرسکتی ہے نہ خسر، حتی کہ خاوند جس کا عورت پر بہت زیادہ حق ہے وہ بھی بیوی کے مال کو اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کرسکتا۔ شریعت نے عورت کے حق کا اتنا لحاظ کیا ہے۔

لہذا عورت پر باقاعدہ زکوٰۃ قربانی فطرانہ ہے اور ان احکام پر عمل کرنے میں وہ خاوند کی اجازت کی بھی محتاج نہیں ہے۔ کیونکہ یہ فرض عین ہے جسطرح نماز روزہ فرض عین ہیں۔ اور نماز روزہ کی ادئیگی کیلئے خاوند سے اجازت کی ضرورت نہیں ہے ہاں نفلی

روزے اگر عورت رکھنا چاہے تو ان کیلئے خاوند کی اجازت کی ضرورت ہے اگر چہ وہ بیمار بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ اور وہ اطاعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی۔ جسطرح اطاعت مردوں کیلئے ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ہے، جسطرح دین مردوں کیلئے ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ہے، جسطرح قرآن مردوں کیلئے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ہے، جسطرح آنحضرت ﷺ کی سنت مردوں کیلئے ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ہے اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ یہی لوگ ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ عنقریب رحم فرمائے گا اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ بیشک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ پہلے تم پڑھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں اور کافروں کیساتھ دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا تھا اور فرمایا کہ خٰلِدِينَ فِيهَا وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

مومنوں کیساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ :

اب اس وعدے کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کیساتھ کیا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے مومن مردوں کیساتھ اور مومن عورتوں کیساتھ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ باغات کہ جاری ہونگی ان کے نیچے نہریں۔ سرزمین عرب بڑی خشک ہے ان لوگوں کیلئے پانی بڑی نعمت تھا اور ہے۔ سایہ ان لوگوں کیلئے بڑی نعمت تھا اور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کا مفہوم سمجھانے کیلئے فرمایا وہاں بڑے بڑے گھنے باغ ہونگے ظِلًّا ظَلِيلًا وہاں نہریں چل رہی ہونگی۔ تاکہ وہ آسانی کیساتھ سمجھ سکیں کہ جنت کتنی عیش کا مقام ہے۔ اور یہ بھی فرمایا وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ [النحل: ۵۷] اور ان کیلئے جنت میں وہ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے یہ تو موٹی موٹی چیزیں اللہ تعالیٰ نے بتلائی ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ اگر کوئی پرندہ کسی کو بہت بلندی پر اڑتا ہوا نظر

آئے گا اور وہ خیال کرے گا کہ یہ میری خوراک بن جائے ارادہ کرتے ہی وہ سامنے بھنا ہوا پڑا ہوگا بہت بلند درختوں پر پھل لگے ہوں گے جنتی پھل کھانے کا ارادہ کرے گا اس کی ٹہنی خود بخود جھک جائے گی قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ اس کو اٹھ کر توڑنے کی ضرورت نہیں پیش آئی گی خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں۔ جو خوش نصیب، نیک بخت، ساعت مند جنت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہے گا وہاں سے نکلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور جنت میں کتنا عرصہ رہے گا؟ سو سال، ہزار سال لاکھ سال، کروڑ سال، ارب سال، کھرب سال، پدم سال۔ نہیں نہیں اس کی انتہاء ہی کوئی نہیں ہے اور یہ دنیا کی زندگی تو تھوڑی سی زندگی ہے اس میں آخرت بنالو معلوم نہیں کس وقت ختم ہو جائے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ابھی جوان ہوں بوڑھا ہو کے مروں گا یا میں تندرست ہوں بیمار ہو کر مروں گا تو غلط فہمی کا شکار ہے جوان بھی مر رہے ہیں اور تندرست بھی مر رہے ہیں۔

میں نے بارہا یہ بات کہی ہے اور اب بھی کہتا ہوں کہ یہ ہمارا دور تو حادثاتی دور ہے اس دور میں کوئی شخص رات کو گھر آجائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، دو رکعت نفل پڑھے کہ اے پروردگار! تیرا شکر ہے کہ میں خیریت سے گھر آگیا ہوں۔ روڈ و سلطان ضلع جھنگ میں دو تین دن کا واقعہ ہے کہ پٹرول کی ٹینکی پھٹی تیل بہنے لگ گیا لوگ پٹرول مختلف برتنوں میں بھرنے لگ گئے، پٹرول کو آگ لگ گئی تقریباً سو آدمی جل کر مر گیا۔ کس کام میں مصروف تھے، کس حالت میں مرے؟ چوری کی حالت میں مرے اللہ تعالیٰ سب کو معاف فرمائے اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے مگر ہم نے رحمت والا کوئی کام ہی نہیں کیا۔ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرو ان کو وہم بھی نہیں تھا کہ کیا ہونے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کیساتھ وعدہ کیا ہے باغوں کا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں

ہمیشہ رہیں گے وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً اور پاکیزہ مکانات کا وعدہ کیا ہے۔ جو بڑے ستھرے ہونگے نہ مکھی ہوگی، نہ مچھر ہوگا، نہ کیڑا مکوڑا ہوگا۔ ان کی صحیح کیفیت کا آج تصور بھی نہیں ہو سکتا فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ رہنے کے باغوں میں۔ یہ جو دنیا کے باغ ہیں ان پر کبھی پھل ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا جنت کے باغوں کی یہ خوبی ہے کہ پھل توڑیں گے ساتھ ہی لگ جائے گا لَامَقْطُوْعَۃٍ وَّلَامَمْنُوْعَۃٍ نہ وہ قطع کیے جائیں گے اور نہ روکے جائیں گے [واقعہ:۳۳] نہ وہاں کے درختوں کے پتے جھڑیں گے نہ خشک ہوں گے۔

رضاءِ الٰہی سب سے بڑی کامیابی :

مومن مردوں اور عورتوں کو اور کیا ملے گا؟ فرمایا وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندگی تو سب سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس پر راضی ہو جائے بہت بڑی بات ہے صحابہ کرام ﷡ کو اللہ تعالیٰ نے یہ لقب اور سند دنیا میں ہی عطا فرمادی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ''اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔'' ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہی بڑی کامیابی ہے۔ کہ آدمی سے رب راضی ہو جائے، بندہ خدا کے غضب سے بچ جائے، جنت میں پہنچ جائے، جنت کی نعمتیں حاصل ہوں، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو اللہ تعالیٰ تمام مومنین اور مومنات کو نصیب فرمائے۔ لیکن اس نعمت کے حاصل کرنے کیلئے محنت کی ضرورت ہے مفت میں نہیں ملتی۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَكُ خَیْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اے نبی ﷺ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ آپ جہاد کریں کافروں اور منافقوں کیساتھ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ اور ان پر سختی کریں وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ اور البتہ تحقیق انہوں نے کہی ہے کفر کی بات وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ اور کفر کیا انہوں نے اسلام ظاہر کرنے کے بعد وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا اور انہوں نے ارادہ کیا اس چیز کا جس کو وہ پا نہ سکے وَمَا نَقَمُوْا اور انہوں نے نہیں بدلہ لیا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مگر اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غنی کر دیا اور اس کے رسول ﷺ نے بھی مِنْ فَضْلِهٖ اپنے

کرم سے فَاِنْ یَّتُوْبُوْا یَکُ خَیْرًا لَّھُمْ پس اگر وہ توبہ کرلیں تو بہتر ہوگا ان کیلئے وَاِنْ یَّتَوَلَّوْا اور اگر اعراض کریں گے یُعَذِّبْھُمُ اللّٰہُ عَذَابًا اَلِیْمًا تو سزا دیگا اللہ تعالیٰ ان کو دردناک سزا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ دنیا میں اور آخرت میں وَمَا لَھُمْ فِی الْاَرْضِ اور نہیں ہوگا ان کیلئے زمین میں مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

کافروں اور منافقوں کا آپ ﷺ کی نرمی سے غلط فائدہ اٹھانا :

آنحضرت ﷺ مجسمہ اخلاق اور بڑے نرم مزاج تھے اتنا کہ کافر آپ ﷺ کے منہ پر کہتے تھے کہ تم بڑے جھوٹے اور جادوگر ہو، کبھی کہتے تم پاگل ہو، دیوانے ہو، کبھی کہتے تم اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتے ہو اور کبھی کہتے تم کاہن فال نکالنے والے ہو۔ عجیب عجیب قسم کی باتیں کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ ان کی یہ ساری باتیں سن کر درگذر فرماتے اور ان کا کوئی جواب نہ دیتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ پس اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آپ ان کیلئے نرم ہیں وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ اور اگر آپ سخت مزاج تنگدل ہوتے لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ [آل عمران:۱۵۹] تو یہ لوگ آپ کے اردگرد سے پراگندہ ہو جاتے۔ ظاہر بات ہے کہ جو آدمی سخت مزاج اور لڑاکا ہوتا ہے اس کے قریب کوئی نہیں جاتا۔ نرم مزاج اخلاق والا ہو تو اس کے پاس لوگ بیٹھتے ہیں تو کافر اور منافق آپ ﷺ کی نرمی سے غلط فائدہ اٹھاتے تھے اور غلط باتیں کر جاتے تھے۔ چنانچہ یہودی آکر کہتے اَلسَّامُ عَلَیْکَ درمیان سے لام کھا جاتے، اس کا معنیٰ ہے تیرے اوپر موت پڑے۔ ایک دفعہ اسطرح ہوا کہ ایک یہودی نے دروازہ کھٹکھٹایا ام المؤمنین پردے کے پیچھے چلی گئیں اتنے زیادہ کمرے تو نہیں ہوتے تھے کہ انکو الگ بٹھاتے وہی حجرہ ہوتا

تھا پردہ لٹکتا تھا جب مرد آتے تو عورتیں پردے کے پیچھے چلی جاتیں تھیں۔تو یہودی نے کہا اَلسَّامُ عَلَیْکَ آپ ﷺ نے فرمایا عَلَیْکَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پیچھے سے فرمایا عَلَیْکَ السَّامُ وَاللَّعْنَۃُ تجھ پر موت اور لعنت پڑے۔یہودی جب اپنی بات کر کے چلا گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا عائشہ تو بڑے غصے میں تھی کہنے لگیں حضرت آپ ﷺ نے سنا نہیں اس نے کیا کہا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا میں نے جو جواب دیا وہ تو نے نہیں سنا میں نے کہا عَــــلَیْکَ تجھ پر پڑے بس جواب پورا ہو گیا مزید کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔تو آپ ﷺ کی نرمی سے لوگ بڑا غلط فائدہ اٹھاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ کافروں اور منافقوں کیساتھ اتنی نرمی کی ضرورت نہیں ہے۔

کافروں کیساتھ جہاد بالسیف ہے اور منافقوں کیساتھ باللسان ہے:

ارشاد ربانی ہے یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ اے نبی ﷺ آپ جہاد کریں کافروں اور منافقوں کیساتھ۔کافروں کیساتھ جہاد تلوار کیساتھ ہوتا ہے اور یہ ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوا تھا اور منافقوں کے ساتھ جہاد زبان کے ساتھ ہوتا ہے تلوار سے نہیں۔بخاری شریف میں روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر کہا حضرت ہم کافروں کیساتھ لڑنے کیلئے دور دراز کے محاذوں پر جاتے ہیں اور یہ منافق لوگ ہمارے قریب ہیں ہم ان کیساتھ جہاد کر کے تلوار کیساتھ ان کا صفایا نہ کر دیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ان کیساتھ تلوار کا جہاد نہیں کرنا اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ یَقْتُلُ اَصْحَابَہٗ ”لوگ کہیں گے کہ بیشک محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔“ کیونکہ بظاہر یہ کلمہ پڑھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں عوام سطحی ہوتے ہیں وہ ان کی منافقت کو نہیں جانتے لہٰذا اگر ان کو قتل کیا گیا تو عوام پر اس کا برا اثر پڑے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کچے لوگ جو نئے

نئے مسلمان ہوئے ہیں وہ بددل ہو جائیں گے اور نئے مسلمان نہیں ہونگے۔ زبانی جہاد کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ کوئی بات کریں تو ان کو معقول طریقے سے ایسا جواب دو کہ جو منہ توڑ ہو کہ پھر ایسی بات نہ کرسکیں وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور ان پر سختی کریں۔ سختی کا یہ مطلب نہیں کہ گالیاں دو نہیں بلکہ بات معقول ہو اور لہجہ اور انداز ایسا ہو کہ اس کو پتا چلے کہ یہ سخت بات کر رہا ہے۔ بالکل نرمی کرو گے تو یہ اِس سے غلط فائدہ اٹھائیں گے وَمَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر صحیح العقیدہ مسلمان کو دوزخ سے بچائے گا۔

منافقوں کی ایک سازش کا تذکرہ :

آگے منافقوں کے ایک واقعہ کا ذکر ہے۔ وہ اسطرح کہ غزوہ تبوک ۹ھ رجب کے مہینے میں پیش آیا۔ چند منافق بھی اس غزوہ میں شریک تھے انہوں نے راستے میں بھی شرارتیں نہیں چھوڑیں۔ اس سے پہلی آیات میں تم پڑھ چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کیساتھ مذاق، آنحضرت ﷺ کی ذات کیساتھ ٹھٹھہ، قرآن کریم کیساتھ مخول کرتے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو کہنے لگے کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے تھے کہ راستہ طے ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ اور اس کی آیتوں کیساتھ اور اس کے رسول کیساتھ تم ٹھٹھہ کرتے ہو، تمہارے مسخرے کیلئے یہی رہ گئے تھے۔ اس غزوہ میں منافقوں کا یہ ذہن تھا کہ آپ ﷺ زندہ بچ کر واپس نہیں آئیں گے اور نہ ہی ان کے ساتھی زندہ بچیں گے۔ کیونکہ رومیوں کی بے بہا فوج ہے ان کیساتھ مقابلے کے بعد یہ کیسے زندہ واپس آسکتے ہیں؟ یہ خیال ذہن میں جما کر وہ بہت خوش تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت اور شان کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے تمام ساتھی

زندہ واپس آگئے سوائے ایک دو ساتھیوں کے کہ وہ طبعی طور پر دوران سفر فوت ہو گئے تھے باقی ان میں کوئی ضائع نہیں ہوا۔ جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ کے قریب آگئے تو منافق پریشان ہو گئے تو منافقوں نے آپ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ دریافت کیا کہ آپ ﷺ کس راستے سے واپس آرہے ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھ کون کون ہیں بتایا گیا کہ آپ ﷺ فلاں راستے سے آرہے ہیں اور آپ ﷺ کیساتھ عمار ابن یاسر اور حذیفہ ابن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنھما ہیں۔ مسلم شریف کی روایت میں بارہ تیرہ اور چودہ پندرہ کا ذکر ہے۔ رات کا وقت تھا نہ کھلی روشنی تھی اور نہ بالکل اندھیرا تھا ان تیرا چودہ منافقوں نے نقاب پہن رکھے تھے تا کہ ہم پہچانے نہ جائیں اور ایک درے کے پاس چھپ کر بیٹھ گئے کہ جب آپ ﷺ یہاں سے گذریں تو اچانک حملہ کر کے آپ ﷺ کا کام تمام کردیں۔ آپ ﷺ سواری پر تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سواری کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ سواری کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چل رہے تھے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے آدمیوں کی آہٹ محسوس کی کہ کچھ آدمی ہیں دیکھا تو واقعی ایک گروہ تھا جو آپ ﷺ پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو ایسی جرأت اور ہمت عطا فرمائی کہ تلوار لیکر ان کو للکارا۔ وہ دوڑ پڑے یہ ان کے پیچھے دوڑے دور تک دوڑا کر واپس آئے۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کیساتھ رہے کہ ایسا نہ ہو کہ تنہائی میں آپ پر کوئی وار کردے آنحضرت ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان منافقین کے نام بتائے کہ فلاں فلاں منافق تھا اور فرمایا کہ یہ تیرا میرا راز ہے کسی کو بتانا نہیں۔ اسی لئے ان کو صاحب سِرّ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا ہے۔

ان منافقوں میں ایک جلاس نامی آدمی بھی تھا بعد میں وہ تائب ہو کر رضی اللہ عنہ ہو گئے

تھے۔اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ان کے پیٹ میں مروڑ ہوگا اور یہ اس بیماری کیساتھ ختم ہو جائیں گے۔ان منافقوں کا علم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو نہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اگر کوئی مشہور مسلمان فوت ہوتا تو وہ بے کھٹکے اس کا جنازہ پڑھ لیتے تھے اور جس کے متعلق صحیح طور پر علم نہیں ہوتا تھا تو اس کے بارے میں پوچھتے تھے کہ حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ جنازے میں شریک ہیں یا نہیں اگر حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ ہوتے تو بے کھٹک جنازہ پڑھا دیتے اور اگر حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو تحقیق کرنے کے بعد جنازہ پڑھاتے کہ کہیں ان منافقوں میں سے کسی کا جنازہ نہ ہو۔ان میں سے بعض کے متعلق لوگوں کو شبہ ہوا کہ ان لوگوں نے منصوبہ بنایا تھا کیونکہ یقینی طور پر تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں تھا جن کے متعلق شبہ تھا ان سے پوچھا کہ تم نے یہ حرکت کرنے کی کوشش کی تھی اور آنحضرت ﷺ کے متعلق واہی تباہی قسم کی باتیں کیں تھیں کہ مثلاً یہ کہا ھُوَ اَکَّالٌ یہ پیٹو ہے، خیبر کھالیا، مکہ کھالیا، عرب سارا کھالیا اب رومیوں کو کھانے کیلئے جا رہا ہے کہ ان کو شکست دے کر ان کا مال کھائے اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔اور یاد رکھنا آنحضرت ﷺ کی ادنی توہین بھی کفر ہے۔مثلاً اگر کوئی شخص حقارت کے طور پر کہے کہ آپ ﷺ کی چادر میلی تھی تو فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں یہ شخص کافر ہو گیا اسی طرح اگر کوئی شخص تحقیراً آپ ﷺ کے بال مبارک کے متعلق کہے بالڑو تو کافر ہو جائے گا۔تو جب ان سے پوچھا گیا تو منکر ہو گئے اور قسمیں کھانے لگے اس کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھاتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہیں کہا وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ اور البتہ تحقیق انہوں نے کہی ہے کفر کی بات۔کہ آپ ﷺ تحقیر کی اور اور مذاق اڑایا معاذ اللہ تعالیٰ وَكَفَرُوْا بَعْدَ

اِسۡلَامِهِمۡ اورانہوں نے کفر کیا اسلام ظاہر کرنے کے بعد کہ دل سے تو ایمان نہیں لائے تھے زبانی طور پر کلمہ پڑھتے تھے اور زبانی طور پر کلمہ پڑھنے کے بعد قولاً فعلاً یہ کفر یہ کا رروائی کی کہ آپ کے متعلق پیٹو کے لفظ استعمال کئے اور عملاً یہ کہ آپ ﷺ کے شہید کرنے کے درپے ہوئے وَهَمُّوا بِمَا لَمۡ يَنَالُوا اورانہوں نے ارادہ کیا اس چیز کا جس کو وہ پا نہ سکے۔ کہ آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا اور کر نہ سکے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایسی جرأت کے ساتھ ان کو للکارا کہ یہ گیدڑوں کی طرح بھاگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان میں ایسے لوگ بھی تھے کہ جو غریب مسکین تھے بھوکے مرتے تھے آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو زکوٰۃ، صدقات اور فطرانہ میں سے ان کی بڑی معاونت کی، بیت المال میں سے ان کی امداد کی اس کا ذکر ہے۔

فرمایا وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنۡ أَغۡنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ اورانہوں نے نہیں بدلہ لیا، آپ ﷺ کی عیب جوئی نہیں کی، آپ ﷺ کیخلاف کا رروائی نہیں کی مگر اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غنی کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے زکوٰۃ، صدقات اور فطرانہ سے رقم دے کر اور بیت المال سے امداد کر کے ان کو مالدار کر دیا اپنے کرم۔ جس کا یہ بدلہ لے رہے ہیں فَإِنۡ يَّتُوبُوا يَكُ خَيۡرًا لَّهُمۡ پس اگر وہ توبہ کرلیں تو بہتر ہوگا ان کیلئے۔ جسطرح جلاس نے سچے دل سے توبہ کی اور رضی اللہ عنہ ہو گئے وَإِنۡ يَّتَوَلَّوۡا اور اگر وہ توبہ سے اعراض کریں گے يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ تو سزا دیگا ان کو اللہ تعالیٰ دردناک سزا دنیا میں کہ جس وقت ان کے پیٹ میں مروڑ پڑتا تھا تو گدھے کی طرح زمین میں لیٹیاں لیتے تھے اور چیخیں مارتے تھے۔ ایسی تکلیف سے اللہ تعالیٰ بچائے اور آخرت میں جو سزا ہوگی وہ علیحدہ ہے وَمَا لَهُمۡ فِي الۡاَرۡضِ اور نہیں ہوگا ان کیلئے زمین

میں مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَانَصِیۡرٍ کوئی حمایتی کہ زبانی کلامی حمایت کرے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اسطرح کا بھی کوئی نہیں ہوگا اور نہ کوئی ان کا عملی طور پر مددگار رہوگا جب یہ رب تعالیٰ کی گرفت میں آئیں گے۔

وَمِنْهُم مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ○ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ؗ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

وَمِنْهُم مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ اور بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جنہوں نے عہد کیا ہے اللہ تعالیٰ کیساتھ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ کہ اگر دیگا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے لَنَصَّدَّقَنَّ تو ہم ضرور صدقہ خیرات کریں گے وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور البتہ ہم ضرور ہوں گے نیکوں میں سے فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ پس جب اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا اپنے فضل سے بَخِلُوْا بِهٖ تو انہوں نے بخل کیا اس میں وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور انہوں نے اعراض کیا اور وہ اعراض کرنے والے ہیں فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے پیچھے لگا دیا نفاق فِيْ قُلُوْبِهِمْ ان

کے دلوں میں اِلٰی یَوۡمِ یَلۡقَوۡنَہٗ اس دن تک جس دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے بِمَآ اَخۡلَفُوا اللّٰہَ اس وجہ سے کہ انہوں نے خلاف ورزی کی اللہ تعالیٰ سے مَا وَعَدُوۡہُ اس چیز کی جس کا انہوں نے وعدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ سے وَبِمَا کَانُوۡا یَکۡذِبُوۡنَ اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے اَلَمۡ یَعۡلَمُوۡآ کیا وہ نہیں جانتے اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ سِرَّھُمۡ کہ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کی مخفی بات کو وَنَجۡوٰھُمۡ اور ان کی سرگوشی کو وَاَنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الۡغُیُوۡبِ اور بیشک اللہ تعالیٰ غیبوں کا جاننے والا ہے اَلَّذِیۡنَ یَلۡمِزُوۡنَ الۡمُطَّوِّعِیۡنَ منافق وہ ہیں جو عیب لگاتے ہیں خوشی سے کرنے والوں پر مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ایمان والوں میں سے فِی الصَّدَقٰتِ صدقہ خیرات وَالَّذِیۡنَ لَا یَجِدُوۡنَ اور ان لوگوں پر جو نہیں پاتے اِلَّا جُھۡدَھُمۡ مگر اپنی محنت فَیَسۡخَرُوۡنَ مِنۡھُمۡ پس وہ مسخرہ کرتے ہیں ان کے ساتھ سَخِرَ اللّٰہُ مِنۡھُمۡ اللہ تعالیٰ ان کیساتھ مسخرہ کرے گا، بدلہ دے گا ٹھٹھے کا وَلَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ کیساتھ بدعہدی کرنے والوں کا انجام :

منافقوں کی کارستانیاں اور ان کی تردید کا سلسلہ شروع ہے۔ مدینہ طیبہ میں ثعلبہ ابن ابی حاطب نامی ایک آدمی تھا اکثر تفسیروں میں اس کا نام ثعلبہ ابن حاطب لکھا ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ ثعلبہ ابن حاطب ؓ بدری صحابی ہیں اور بدریوں کے بارے میں یہ روایت بخاری، مسلم، تمام کتب صحاح میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ فَقَدۡ غَفَرۡتُ لَکُمۡ وَقَدۡ وَجَبَتۡ لَکُمُ الۡجَنَّۃُ ” جو تمہارا جی چاہے کرو تحقیق

میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہارے لئے جنت واجب کردی ہے۔'' تو بدریوں کی بخشش قطعی ہے اسی طرح حدیبیہ والوں کے بارے میں الجامع الصغیر میں روایت ہے۔ یہ بھی حدیث کی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور جو صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے میں ان کو معاف کر چکا ہوں۔ لہذا یہ واقعہ ثعلبہ ابن حاطب کا نہیں بلکہ ثعلبہ ابن ابی حاطب کا ہے۔ کیونکہ یہ واقعہ منافق کا ہے اور حافظ ابن حجر اور دیگر مفسرین اور محدثین کرامؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ اس کا نام ثعلبہ ابن ابی حاطب ہے۔

اور آگے اسی سورۃ میں مسجد ضرار کا ذکر آرہا ہے جو منافقوں نے مسجد قبا کے پاس بنائی تھی یہ اس کے بانیوں میں شامل تھا۔ تو یہ ثعلبہ ابن ابی حاطب آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا حضرت میں بھوکا مر رہا ہوں، فاقے پہ فاقہ آرہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا...... دنیا میں غربت بھی ہے اور امارت بھی ہے، بھوک بھی ہے پیاس بھی ہے، راحت بھی ہے تکالیف بھی ہیں، برداشت کرو۔ کہنے لگا حضرت برداشت سے باہر ہے۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ مجھے مال دیدے۔ آپ ﷺ نے اس کو سمجھایا کہ مال دولت میں فراوانی طلب نہ کرو مال کے بہت سارے حقوق ہیں آدمی اگر وہ حقوق ادا نہ کرے تو مال اس کیلئے وبال کا باعث ہوتا ہے۔ کہنے لگا اگر اللہ تعالیٰ مجھے مال دے تو میں صدقہ خیرات کروں گا اس کے ذریعے نیکیاں کماؤں گا آنحضرت ﷺ نے اس کیلئے دعا کی اللہ تعالیٰ نیکوں کی دعا قبول فرماتے ہیں اگر چہ وہ اس میں مجبور نہیں ہے۔ چاہے تو نوح علیہ السلام کی دعا کو رد کر دے مگر بنسبت عام لوگوں کے نیکوں کی دعا زیادہ قبول کرتے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی سے بڑھ کر خدا کی دنیا میں کون نیک ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی دعا قبول فرمائی۔

ثعلبہ تاجر پیشہ آدمی تھا بھیڑ، بکریاں، اونٹ خریدے اس سے اس کو کافی مالی فائدہ ہوا اس کے پاس بھیڑ، بکریاں، اونٹ اتنے زیادہ ہو گئے کہ مدینہ طیبہ میں نہ رکھ سکا باہر لے گیا۔ پہلے رات کی نماز گئی، پھر دن کی نماز گئی صرف جمعہ رہ گیا اور پھر رفتہ رفتہ جمعہ کی شرکت بھی ختم ہوگئی۔ بہر حال اس کے پاس کافی مال جمع ہو گیا اور مسئلہ یہ ہے کہ جانوروں کی زکوٰۃ، زمین کی پیداوار کا عشر، باغات کے پھل کا عشر حکومت براہِ راست وصول کرتی ہے اور اموال باطنہ جیسے سونا چاندی، سامان تجارت ان کی زکوٰۃ مالک خود ادا کرے گا شرعاً حکومت لینے کی مجاز نہیں ہے ہاں اگر واقعی طور پر کوئی ضرورت پیش آجائے تو وہ علیحدہ مسئلہ ہے۔

جب ضیاء الحق کے دور میں حکومت نے لوگوں کی زکوٰۃ کاٹنی شروع کی تھی تو ہم نے اس پر سخت تنقید کی تھی کہ حکومت اس کی مجاز نہیں ہے اور یہ کہ اپنے مصرف میں خرچ نہیں ہو گی اور ہم نے جو خدشات ظاہر کئے تھے وہ پورے ہو کر رہے اور زکوٰۃ کو مصرف پر خرچ کرنے کی بجائے اس رقم سے گلیاں، نالیاں بنتی رہیں۔ سو میں سے پانچ دس آدمی ہونگے جنہوں نے صحیح جگہ پر خرچ کی ہو ورنہ کوئی اس رقم سے الیکشن لڑتا رہا اور کوئی کچھ کرتا رہا، کوئی کچھ کرتا رہا۔ قصہ یہ کہ جانوروں کی زکوٰۃ براہ راست حکومت وصول کرتی ہے۔

ثعلبہ کے مال پر جب سال گذر گیا تو آنحضرت ﷺ نے آدمی بھیجا کہ ثعلبہ سال پورا ہو گیا ہے جانوروں کا حساب کر کے زکوٰۃ دو۔ ثعلبہ ابن ابی حاطب نے آپ ﷺ کے نمائندے کو کہا میں نے ابھی حساب نہیں کیا تم کل آنا، اگلے دن پھر یہی کہا کہ میں نے ابھی حساب نہیں کیا تم کل آنا وہ کل کو گیا تو پھر کہنے لگا کہ میں نے ابھی حساب نہیں کیا تم کل آنا جب آدمی کے دل میں کھوٹ ہوتا ہے تو وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ آپ ﷺ کے نمائندے نے کہا

کہ اگر زکوۃ دینی ہے تو دیدو نہیں دینی تو انکار کردو میں تو روزانہ چل چل کر تھک گیا ہوں تو اس نے کہا مَاهِيَ اِلَّا اُخْتُ الْجِزْيَةِ ''یہ زکوۃ تو ٹیکس کی طرح ہے۔'' قاصد نے یہی الفاظ واپس آ کر آنحضرت ﷺ کو بتلا دیئے۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا وَيْحَكَ يَا ثَعْلَبَةُ ''اے ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے۔'' اور محصل کو فرمایا کہ اب تم اس کے پاس نہ جانا اس کے بعد وہ خود زکوۃ لیکر آپ ﷺ کی خدمت میں آیا آپ ﷺ نے وصول کرنے سے انکار فرمادیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کے پاس آیا انہوں نے بھی رد کردی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور مین ان کے پاس لیکر آیا اور کہنے لگا پہلے میں منافق تھا اب میں مخلص ہو گیا ہوں تم زکوۃ وصول کرلو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ یہ نفاق ان کے دل میں اس دن تک رہے گا جس دن یہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔ تو نے کس طرح چھوڑ دیا ہے؟ تو سچا ہے یا رب تعالیٰ سچے ہیں؟ رد کردی فرمایا لے جاؤ۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی لے کر آیا انہوں نے بھی رد کردی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی یہ ثعلبہ ابن ابی حاطب منافق مر گیا۔ اس کا ذکر ہے وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ اور بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جنہوں نے عہد کیا ہے اللہ تعالیٰ کیساتھ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ کہ اگر دیگا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے مال لَنَصَّدَّقَنَّ تو ہم ضرور صدقہ خیرات کریں گے وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ اور البتہ ہم ضرور ہوں گے نیکوں میں سے فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ پس جب ان کو اللہ تعالیٰ نے دیا اپنے فضل سے بَخِلُوْا بِهٖ تو انہوں نے بخل کیا اس میں وَتَوَلَّوْا اور انہوں نے اعراض کیا یعنی وعدے سے پھر گئے وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ اور وہ اعراض کرنے والے ہیں فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا پس اللہ تعالیٰ نے ان

کے پیچھے لگا دیا نفاق کو فِیۡ قُلُوۡبِھِمۡ ان کے دلوں میں اِلٰی یَوۡمِ یَلۡقَوۡنَهٗ اس دن تک جس دن وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔ یعنی مرتے دم تک منافقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈال دی ہے بِمَآ اَخۡلَفُوا اللّٰهَ اس وجہ سے کہ انہوں نے خلاف ورزی کی اللہ تعالیٰ سے مَا وَعَدُوۡهُ اس چیز کی جس کا انہوں نے وعدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ سے۔ کہ صدقہ خیرات کریں گے نیک بنیں گے وَبِمَا كَانُوۡا يَكۡذِبُوۡنَ اور اس لئے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ زبان پر کچھ اور اندر کچھ اَلَمۡ يَعۡلَمُوۡٓا کیا وہ نہیں جانتے اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ سِرَّهُمۡ وَنَجۡوٰهُمۡ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کی مخفی بات کو اور ان کی سرگوشی کو وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ اور بیشک اللہ تعالیٰ غیبوں کا جاننے والا ہے۔

مسلمانوں پر طعن و تشنیع منافقوں کا وطیرہ ہے :

آگے اور واقعہ کا ذکر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ایک موقع پر چندے کی اپیل کی کسی محاذ پر دشمنوں کے مقابلہ کیلئے جانا تھا اسلحہ اور دیگر جنگی سامان کی ضرورت تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دل کھول کر چندہ دو بڑی ضرورت ہے۔ حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں عشرہ مبشرہ ان دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کہتے ہیں جن کو آنحضرت ﷺ نے ایک مجلس میں جنتی ہونے کی خوشخبری سنائی۔ انہوں نے چار ہزار درھم اور ایک روایت میں آٹھ ہزار درہم کا ذکر بھی آتا ہے لاکر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیے۔ ایک درہم ساڑھے تین ماشے چاندی کا ہوتا ہے اچھا خاصا وزن تھا تھیلہ بھرا ہوا تھا منافقوں نے کہا کہ یہ ریاکاری ہے۔ زیادہ چندہ اس لئے دیا ہے کہ اسکا نام مشہور ہو اچھے نمبر ملیں۔

صحابی کا انوکھا ایثار :

اور حضرت ابو عقیل حَبۡحَاب رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں جب آپ ﷺ نے چندے کی

اپیل کی یہ گھر تشریف لے گئے بیوی سے کہا تیرے پاس کوئی شی ہے؟ کھجوریں یا نقدیا آٹا یا ستو جو میں آپ ﷺ کو چندے میں دے سکوں بیوی نے کہا کوئی شے نہیں ہے۔ بڑے پریشان ہوئے کہ میں اس موقع پر چندہ دینے سے محروم رہا۔ یہ ایک یہودی کے پاس گئے کہ میں عشاء سے لے کر صبح تک تیرے باغ کو پانی پلاؤں گا تو مجھے کیا دے گا؟ اس نے کہا دو صاع کھجوریں دونگا۔ ایک صاع ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے۔ یہودیوں کے باغ ہوتے تھے کنویں میں سے پانی نکال کر باغات کو سیراب کرتے تھے۔ انہوں نے دیانتداری کیساتھ مزدوری کی جسطرح کرنی چاہئے تھی اور مسئلہ یہ ہے کہ مزدور اگر مزدوری میں کوتاہی کرے گا داؤ لگائے گا تو اس کی کمائی حلال نہیں ہوگی۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ مزدور کو مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے دیدو۔ اگر آدمی مزدور کو مزدوری نہیں دیتا ٹال مٹول کرتا ہے تو گنہگار ہوگا۔ انہوں نے ساری رات باغ کو پانی پلایا دو صاع کھجوروں کے ملے ایک صاع بیوی کو لا کر دیا کہ گھر کیلئے استعمال کرو اور ایک صاع کھجوروں کا آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور ساری کہانی بھی سنا دی کہ یہ میں کس طرح مزدوری کر کے لایا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے یہ کھجوریں دوسرے چندے کے اوپر رکھ دیں کہ اس آدمی نے جو محنت کی ہے بڑی قابل قدر ہے۔

منافقوں نے ان کو بھی معاف نہ کیا کہنے لگے کہ کیا مصیبت پڑی تھی ساری رات کھڑے ہو کر باغ کو پانی پلانے کی یہ لہو لگا کر شہیدوں میں اپنا نام لکھوانا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ منافق وہ ہیں جو عیب لگاتے ہیں خوشی سے کرنے والوں پر مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ مومنوں میں سے فِي الصَّدَقٰتِ صدقہ خیرات۔ دل کھول کر صدقہ خیرات کرنے والوں پر بھی عیب لگاتے ہیں جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن

عوف رضی اللہ عنہ پر عیب لگایا کہ یہ ریا کاری ہے نمبر لینے کیلئے یہ کام کیا ہے وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ اوران لوگوں پر جونہیں پاتے مگر اپنی محنت ۔

جیسے حضرت ابوعقیل حَبْحَاب رضی اللہ عنہ کہ مشقت کر کے لائے ان کو معاف نہیں کیا۔ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ پس وہ مسخرہ کرتے ہیں ان کے ساتھ۔ کہ دیکھو ساری رات یہودی کے باغ کو پانی پلاتا رہا اور ایک صاع کھجوروں کا لاکر پیش کیا اگر نہ لاتا تو کیا ہو جاتا اور اب تیرے صاع کیساتھ کون سی فتح ہو جانی ہے سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ اللہ تعالیٰ ان کیساتھ مسخرہ کرے گا یعنی ان کو مسخرے کا بدلہ دے گا وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے ۔ کہ یہ منافق کسی کو معاف نہیں کرتے ۔ شریر آدمی ہمیشہ شرارت کی بات کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شرارت سے بچائے اور محفوظ فرمائے ۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِى الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ آپ ان کیلئے بخشش طلب کریں اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ یا نہ طلب کریں اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً اگر آپ ان کیلئے ستر مرتبہ بھی بخشش طلب کریں فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ پس اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یہ اس لئے کہ انہوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کے حکموں کا اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ خوش ہیں جو پیچھے چھوڑ گئے بِمَقْعَدِهِمْ اپنے بیٹھے رہنے پر خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ کے رسول کے

پیچھے وَ کَرِھُوْٓا اور انہوں نے ناپسند کیا اَنْ یُّجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَ اَنْفُسِھِمْ کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَقَالُوْا اور انہوں نے کہا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ نہ کوچ کرو تم گرمی میں قُلْ نَارُ جَھَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا اے پیغمبر آپ کہہ دیں جہنم کی آگ بہت سخت گرم ہے لَوْ کَانُوْا یَفْقَھُوْنَ کاش کہ وہ سمجھ لیں فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلًا پس چاہئے کہ وہ ہنسیں تھوڑا وَلْیَبْکُوْا کَثِیْرًا اور چاہئے کہ وہ روئیں زیادہ جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کماتے رہے۔

ایسے منافق بھی تھے جن کے نفاق کا آخر تک پتہ نہ چلا :

مدینہ منورہ میں منافقوں کی کافی تعداد تھی۔ ان میں سے بعض ایسے گہرے منافق تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بغیر کوئی نہیں جانتا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمِنْ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ مَرَدُوْا عَلَی النِّفَاقِ اور بعض اہل مدینہ میں وہ ہیں جو اڑے ہوئے ہیں نفاق پر لَا تَعْلَمُھُمْ آپ ان کو نہیں جانتے نَحْنُ نَعْلَمُھُمْ ہم انکو جانتے ہیں۔ اور کچھ منافق ایسے تھے کہ ان کی حرکات وسکنات، طور طریقے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ منافق ہیں۔ انہی میں سے عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین بھی تھا۔ یہ بڑا قد آور، خوبصورت، صحت مند اور مالدار آدمی تھا گفتگو بڑے سلیقہ اور طریقہ سے کرتا تھا جب بات شروع کرتا تھا تو آدمی کی خواہش ہوتی کہ اس کی باتیں سنتا رہے۔ اتنا باتونی آدمی تھا کہ آنحضرت ﷺ جیسی ذہین وفطین شخصیت کو بھی دھوکہ دے جاتا تھا۔ اس انداز اور ڈھنگ سے بات کرتا تھا کہ آپ ﷺ بھی سمجھتے تھے کہ بڑا مخلص ہے اور جو کچھ کہہ رہا ہے سچ کہہ رہا ہے۔ اس رئیس

المنافقین کا ایک بیٹا تھا اس کا نام بھی عبد اللہ تھا اس زمانے میں لوگ باپ کے نام پر نام رکھتے تھے دادا کے نام پر نام رکھتے تھے مثلاً عباس ابن عباس ابن عباس، زبیر ابن زبیر ابن زبیر، عبد اللہ ابن عبد اللہ ابن عبد اللہ۔ اور فرق اسطرح کرتے تھے کہ چھوٹا عبد اللہ درمیانہ عبد اللہ بڑا عبد اللہ۔ مولانا الیاس صاحبؒ جو تبلیغی جماعت کے بانی ہیں ان کے بیٹے کا نام تھا محمد یوسفؒ فوت ہو گئے ہیں تو مفتی زین العابدینؒ نے ان کے نام پر اپنے چاروں بیٹوں کے نام محمد یوسف رکھے اور فرق اسطرح کرتے کہ اول، ثانی، ثالث، رابع۔ یوسف اول، یوسف ثانی، یوسف ثالث، یوسف رابع۔ اول، دوم، سوم، چہارم۔ تو اس طرح وہ ناموں کی تعیین کرتے تھے۔

عبد اللہ ابن اُبی رئیس المنافقین تھا اور بیٹا عبد اللہ مخلص صحابی تھا جب رئیس المنافقین فوت ہو گیا تو بیٹا آنحضرت ﷺ کے پاس آیا کہنے لگا حضرت میں یہ نہیں کہتا کہ میرا باپ مخلص تھا بلکہ میں بھی اس کو منافق ہی سمجھتا ہوں لیکن کوئی حیلہ کر کے دیکھ لو کہ رب تعالیٰ اس کی بخشش کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی دلجوئی کیلئے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ آپ ﷺ نے اس وقت دو کرتے پہنے ہوئے تھے۔ وہ کرتا جو بدن کیساتھ لگا ہوا تھا اتار کر اس کو دیدیا کہ یہ کفن کے طور پر اس کو پہناؤ اور یہ بھی فرمایا کہ جنازہ بھی میں پڑھاؤں گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا حضرت اس منافق کا جنازہ آپ ﷺ نے پڑھانا ہے جس نے فلاں دن یہ حرکت کی اور فلاں موقع پر یہ حرکت کی اور فلاں دن یہ حرکت کی۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ چونکہ میری طبیعت گرم تھی صبر نہ ہو سکا اور بار بار کہتا رہا کہ حضرت اس منافق کا جنازہ پڑھاتے ہو۔ یہانتک کہ بخاری شریف کی روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! تو مجھ پر داروغہ مسلط ہوا ہے، میں نے پڑھانا ہے۔ پھر یہ خاموش ہو گئے۔

آنحضرت ﷺ تشریف لائے اس کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور اس کا جنازہ بھی پڑھایا۔ظاہر بات ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے جنازہ پڑھایا تو صحابہ کرام ؓ نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے جنازہ پڑھا کیونکہ کسی صحابی میں جرأت نہ تھی کہ پیچھے رہتا۔اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہوا اِسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ آپ ان کیلئے بخشش طلب کریں یا ان کیلئے بخشش طلب نہ کریں اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً اگر آپ ان کیلئے ستر مرتبہ بھی بخشش طلب کریں فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ پس اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

خدا کی پکڑ سے نبی بھی نہیں چھڑا سکتا :

اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس کو اللہ تعالیٰ پکڑے اسے کوئی نہیں چھڑا سکتا اور ادھر پنجابی میں لوگوں نے کچھ اشعار بنائے ہوئے ہیں......

؎ اللہ دے پکڑے چھڑائے محمد ﷺ

محمد ﷺ دے پکڑے چھڑا کوئی نہیں سکدا

رئیس المنافقین کو رب تعالیٰ نے پکڑا ہے اور آنحضرت ﷺ چھڑانے کی پوری کوشش کی ہے۔کرتا بطور کفن کے دیا ہے، لعاب مبارک منہ میں ڈالا ہے، بدن پر ملا ہے، جنازہ بھی پڑھایا ہے مگر رب تعالیٰ نے اس کو نہیں چھوڑا۔تو یہ شعر بالکل قرآن کیخلاف ہے۔ مدا خدا ہے بیشک اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں حضرت محمد ﷺ کا درجہ سب سے اعلیٰ اور افضل ہے مگر رب تعالیٰ کے مقابلے میں تو مخلوق ہیں۔خالق اور مخلوق کا کیا مقابلہ ہے؟ رب تعالیٰ نے فرمایا ستر مرتبہ بھی بخشش طلب کرو گے تو میں نہیں بخشوں گا۔اسی سورۃ میں آگے آئے گا کہ آپ ﷺ نے اپنے سچے چچا ابو طالب کیلئے اس کی موت کے وقت کلمہ پڑھانے کی

کوشش کی اس نے اس بات کا اقرار بھی کیا کہ تیرا دین سچا ہے لیکن میں اپنا دھڑا چھوڑ نے کیلئے تیار نہیں ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا مانگوں گا۔آپ ﷺ ابو طالب کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے مگر اس کیلئے دعا مانگی آپ ﷺ کو دیکھ کر اور لوگوں نے بھی دعا مانگی۔اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حکم نازل فرمایا مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْآ اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْآ اُولِيْ قُرْبٰى [التوبہ]نہیں لائق نبی کے اور ان لوگوں کے جو ایمان لائے ہیں کہ وہ بخشش طلب کریں شرک کرنے والوں کیلئے اگر چہ وہ ان کے قرابتدار ہی کیوں نہ ہوں وَمِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ [التوبہ:۱۱۳] بعد اس کے کہ واضح ہو چکا ہے ان کیلئے کہ وہ بیشک دوزخ والے ہیں۔لہذا یاد رکھنا رب تعالیٰ کے پکڑے ہوئے کو کوئی نہیں چھڑا سکتا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یہ اس لئے کہ انہوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کے حکموں کا اور اس کے رسول ﷺ کے حکموں کا۔نہ دل سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو مانا، نہ قرآن کریم کو مانا اور نہ رسول اللہ ﷺ کو مانا اور زبان سے ماننے کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور ظاہری اعمال کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے اگر دل میں ایمان نہیں ہے۔ظاہری اعمال میں تو منافقین بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔نماز کا وقت ہوتا تھا تو مخلصین سے پہلے آ کر پہلی صف میں بیٹھ جاتے تھے ناواقف آدمی سمجھتا تھا بڑے اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں جو پہلے آ گئے ہیں۔چندہ دینے کے موقع پر پہلے چندہ پیش کرتے تھے اور بڑھ چڑھ کر پیش کرتے تھے الاماشاء اللہ اور اگر اسلام کی تائید کی بات ہوتی تو ایسے انداز سے کرتے تھے کہ لوگ یہ سمجھتے کہ بڑے مخلص ہیں۔کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے کہ اعتماد اٹھنے کا خطرہ ہو مگر دل سے اللہ تعالیٰ کے حکموں کا بھی انکار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ

کے حکموں کا بھی انکار کرتے تھے وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ اور اللہ تعالیٰ
ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو۔

غزوۂ تبوک میں منافقوں کا مختلف بہانے تراش کر جان چھڑانا:

پہلے تفصیل کیساتھ بات بیان ہو چکی ہے کہ غزوہ تبوک سخت گرمی میں ہوا تھا سفر لمبا تھا، لوگوں کی فصلیں پکی ہوئیں تھیں، رومیوں کیساتھ مقابلہ تھا منافقوں نے حیلے بہانے کر کے جان چھڑا لی اس کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ خوش ہیں جو پیچھے چھوڑ گئے۔ شیطان کے بہکاوے میں آ کر پیچھے رہ گئے اور وہ خوش ہو گئے بِمَقْعَدِھِمْ اپنے بیٹھے رہنے پر خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے رسول کے پیچھے۔ آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور یہ پیچھے گھروں میں بیٹھ کر خوش ہوتے اور گپیں مارتے کہ ہمارا بڑا داؤ لگا ہے وَکَرِھُوْٓا اَنْ یُّجَاھِدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اور انہوں نے ناپسند کیا کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے دوسروں کو لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ نہ کوچ کرو تم گرمی میں۔ سخت گرمی کا مہینہ تھا اور تقریباً ایک ماہ کا سفر تھا چل چل کر صحابہ کرام ﷺ کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے اور ناخن اتر گئے قُلْ اے نبی کریم ﷺ آپ کہہ دیں نَارُ جَھَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا جہنم کی آگ بہت سخت گرم ہے۔ تم اس دنیا کی گرمی سے بچنے کی کوشش کرتے ہو اس آگ کی گرمی سے بچو کرو جو اس دنیا کی آگ سے انہتر گنا تیز ہے۔

اس دنیا کی آگ میں لوہا پگھل جاتا ہے، تانبا پگھل جاتا ہے، سخت سے سخت دھاتیں پگھل جاتی ہیں تو اس کی کیا کیفیت ہو گی جو اس سے انہتر گنا تیز ہے۔ اگر دوزخ کی آگ سے مارنا مقصود ہو تو اس کا ایک شعلہ ہی کافی ہے لیکن وہاں تو لَا یَمُوْتُ فِیْھَا

وَلَا یَحْیٰی نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔اور وہ زندگی زندگی نہیں وہ ایسی زندگی ہے جہنمی خود اپنے لئے موت مانگیں گے یٰلَیْتَھَا کَانَتِ الْقَاضِیَۃ کاش کہ ہم پر موت آجائے۔اور جہنم کے داروغہ مالک فرشتے کو کہیں گے یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ اے مالک تیرا رب ہمیں مار دے ختم کردے لیکن ان کو موت نہیں آئے گی۔حکم ہوگا تم یہیں رہو گے یہی تمہارا ٹھکانہ ہے لَوْ کَانُوْا یَفْقَھُوْنَ کاش کہ وہ سمجھ لیں فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلاً پس چاہئے کہ وہ ہنسیں تھوڑا۔دنیا میں کوئی کتنا عرصہ ہنس لے گا کسی کی عمر دس سال، کسی کی بیس سال، کسی کی تیس سال، سوسال، پچاس جتنی زندگی ہے اتنا ہی ہنسیں گے وَلْیَبْکُوْا کَثِیْرًا اور چاہئے کہ وہ روئیں زیادہ۔آگے پھر ساری زندگی رونا ہی ہے۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ مجرم جس وقت روئیں گے تو ان کے آنسوؤں سے رخساروں میں گڑھے پڑجائیں گے اور ایک ایک مجرم اتنا روئے گا کہ اس کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائیں تو چل پڑیں۔اللہ تعالیٰ نے سارے واقعات عبرت کیلئے ہمیں ابھی بتائے ہیں تاکہ جو نیکی کرنا چاہتا ہے اب کرلے اور آخرت کی فکر کرلے۔ آخرت کے عذاب سے بچنا اور اس کی فکر کرنا دین کا بڑا اہم حصہ ہے جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کماتے رہے۔اور جس نے جو کمائی کرنی ہے اس کو اس کا بدلہ ضرور ملنا ہے۔

فَاِنْ رَّجَعَکَ اللّٰہُ اِلٰی طَآئِفَةٍ مِنهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْکَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّکُمْ رَضِیْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِیْنَ ○ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ وَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْیَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ کٰفِرُوْنَ ○

فَاِنْ رَّجَعَکَ اللّٰہُ پس اگر اللہ تعالیٰ آپ کو واپس لوٹائے اِلٰی طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ ان میں سے ایک گروہ کی طرف فَاسْتَاْذَنُوْکَ لِلْخُرُوْجِ پس وہ اجازت طلب کریں آپ سے نکلنے کی فَقُلْ پس آپ کہہ دیں لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ اَبَدًا کہ ہرگز نہ نکلو میرے ساتھ کبھی بھی وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِیَ عَدُوًّا اور نہ لڑو تم میرے ساتھ ہو کر دشمن سے اِنَّکُمْ رَضِیْتُمْ بِالْقُعُوْدِ بیشک تم راضی ہو چکے ہو بیٹھے رہنے کیساتھ اَوَّلَ مَرَّةٍ پہلی مرتبہ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِیْنَ پس بیٹھ جاؤ پیچھے بیٹھنے والوں کیساتھ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ اور نہ آپ جنازہ پڑھائیں کسی کا مِّنْهُمْ

ان میں سے مَّاتَ اَبَدًا جو مر گیا ہو کبھی بھی وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ اور نہ کھڑے ہو اس کی قبر پر اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ بیشک انہوں نے انکار کیا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کا اور اس کے رسول کے احکام کا وَمَاتُوْا وَھُمْ فٰسِقُوْنَ اور وہ مرے اس حال میں کہ وہ نافرمان ہیں وَلَا تُعْجِبْکَ اَمْوَالُھُمْ وَاَوْلَادُھُمْ اور نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو ان منافقوں کے مال اور ان کی اولاد اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ بیشک اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اَنْ یُّعَذِّبَھُمْ بِھَا فِی الدُّنْیَا کہ ان کو سزا دے ان کے مالوں کی وجہ سے دنیا میں وَتَزْھَقَ اَنْفُسُھُمْ اور نکلیں ان کی جانیں وَھُمْ کٰفِرُوْنَ اس حال میں کہ وہ کفر کرنے والے ہوں۔

یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ ہجرت کے نویں سال رجب کے مہینے میں مدینہ منورہ میں یہ خبر پہنچی کہ رومیوں کی فوج مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے مسلمانوں کی سرحد تبوک کے مقام پر پہنچ چکی ہے اور مزید فوج پیچھے آ رہی ہے جب یہ اکٹھی ہو جائے گی تو مسلمانوں پر حملہ کر دے گی۔ آنحضرت ﷺ کا معمول تھا اگر کوئی خبر آپ ﷺ کے پاس پہنچتی تھی آپ ﷺ اس کی تحقیق کرتے تھے اگر سچی ہوتی تو اس پر عمل کرتے اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی ہے اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا [۲۶/الحجرات:۶] اگر کوئی کچا آدمی تمہارے پاس خبر لائے تو اس کی خوب تحقیق کر لو۔ کہ جو بات یہ کہہ رہا ہے صحیح ہے یا نہیں۔ چنانچہ تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی رومیوں کی فوج تبوک کے مقام کے قریب پہنچ چکی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ہنگامی حالت کا اعلان کیا اور فرمایا کہ چلو ہم بھی ان کا مقابلہ کریں۔ آپ ﷺ کے ساتھ مجاہدین کی تعداد تیس ہزار بھی لکھی ہے، چالیس ہزار بھی لکھی ہے اور ستر ہزار بھی لکھی ہے۔ اور یہ بات بھی پہلے بیان ہو چکی ہے کہ سخت گرمی کا زمانہ تھا، فصلیں پکی

ہوئی تھیں اور سفر لمبا تھا اور رومیوں کی فوج کیساتھ لڑنا تھا۔ یہ سب دشواریاں اور پریشانیاں سامنے تھیں۔ منافقین نے عجیب عجیب قسم کے بہانے کر کے آپ ﷺ سے اجازت اور چھٹی لے لی اور آپ ﷺ نے ان کو چھٹی دے بھی دی جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَفَا اللّٰهُ عَنكَ لِمَ اَذِنتَ لَهُم اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا آپ نے ان کو اجازت کیوں دی یعنی نہیں دینی چاہئے تھی۔ انہوں نے تو کسی صورت بھی نہیں جانا تھا اب اجازت کو یہ اپنے لئے دلیل بناتے ہیں۔ تبوک کے سفر میں لڑائی کی نوبت نہیں پیش آئی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ساری فوج صحیح سالم واپس آئی۔

اب آئندہ کیلئے رب تعالیٰ فرماتے ہیں تبوک کے سفر کے دوران ہی یہ آیتیں نازل ہوئیں فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ پس اگر اللہ تعالیٰ آپ کو واپس لوٹائے تبوک سے مدینے طیبہ کی طرف ان منافقوں میں سے ایک گروہ کی طرف۔ مِنْهُم اس لئے فرمایا کہ ایک دو منافق بعد میں تائب ہو کر مخلص مسلمان ہو گئے تھے فَاسْتَاْذَنُوكَ آئندہ وہ اجازت طلب کریں آپ سے لِلْخُرُوجِ نکلنے کی جہاد کیلئے فَقُلْ تو آپ کہہ دیں لَّنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ اَبَدًا کہ ہرگز نہ نکلو میرے ساتھ کبھی بھی۔ آئندہ جہاد کا موقع آیا تو انہوں نے شامل ہونے کیلئے اجازت مانگی ہے تاکہ جو خفت ہوئی ہے اس کا مداوا ہو جائے وَلَنْ تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا اور نہ لڑو تم میرے ساتھ ہو کر دشمن سے، میں تمہیں اجازت نہیں دیتا اِنَّكُمْ رَضِيتُم بِالْقُعُودِ اَوَّلَ مَرَّةٍ بیشک تم راضی ہو چکے ہو بیٹھے رہنے کیساتھ پہلی مرتبہ۔ تبوک کے مقام پر تم نے شرکت نہیں کی حالانکہ وہاں شرکت بہت ضروری تھی لہذا اب بھی بیٹھے رہو فَاقْعُدُوا مَعَ الْخٰلِفِينَ پس بیٹھ جاؤ پیچھے بیٹھنے والوں کیساتھ۔ لنگڑے، لولے، بیمار، نابینے، بوڑھے جو نہیں لڑ سکتے ان کے پاس بیٹھے رہو وَلَا تُصَلِّ عَلٰى

اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اور نہ آپ جنازہ پڑھائیں ان میں سے کسی کا جو مر گیا ہو کبھی بھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر۔ کل تم پڑھ چکے ہو عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کا جنازہ آپ ﷺ نے پڑھا اس کے بیٹے کی دلجوئی کیلئے جو کہ بڑا مخلص تھا۔ بلکہ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک بھی اس کے جسم پر ملا اور کرتا مبارک بھی اس کے جسم پر ڈالا، صحابہ کرام ؓ نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے جنازہ پڑھا مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً اگر آپ ستر مرتبہ بھی اس کیلئے بخشش طلب کریں اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ جب آپ ﷺ نے جنازہ پڑھایا اس وقت تک ممانعت نہیں ہوئی تھی لیکن آئندہ کیلئے رب تعالیٰ نے پابندی لگا دی کہ نہ تو منافق کا جنازہ پڑھانا ہے نہ ہی کسی منافق کی قبر پر کھڑا ہونا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر ؓ کے دور میں کوئی مر جاتا تھا تو وہ بڑے پریشان ہوتے تھے کہ کہیں یہ منافق ہی نہ ہو۔ سب سے پہلے وہ حضرت حذیفہ ابن یمان ؓ کو دیکھتے تھے کہ وہ جنازے میں شریک ہوئے ہیں یا نہیں اگر وہ جنازے میں شریک ہوتے تھے تو بے کھٹک جنازہ پڑھ دیتے تھے اور اگر وہ جنازہ میں نظر نہ آتے تو ان کے متعلق سوال کرتے وہ کہاں ہیں کیوں نہیں آئے اگر ان کے نہ آنے کی کوئی معقول وجہ ہوتی کہ وہ بیمار ہیں یا سفر پر گئے ہوئے ہیں تو پھر بھی جنازہ پڑھا دیتے تھے۔ کیونکہ مسلمان کے جنازے میں شریک ہونا بھی اس کا حق سر سے اتارتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چند حقوق ہیں۔ ایک یہ کہ اس نے سلام کیا ہے تو اس کا جواب دو اور اگر اس نے تمہیں دعوت دی ہے تو بغیر کسی شرعی عذر کے اس کو رد نہ کرو، بیمار ہو جائے تو تیمارداری کرو، فوت ہو جائے تو جنازے میں شرکت کرو۔ اور اگر معلوم ہوتا کہ حضرت حذیفہ ابن یمان ؓ بیمار بھی نہیں اور سفر پر

بھی نہیں ہیں تو پھر حضرت عمرؓ جنازہ نہیں پڑھاتے تھے۔اور آنحضرت ﷺ کا معمول تھا کہ جنازہ پڑھانے اور دفن کردینے اور اس کی قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح بنادینے کے بعد کافی دیر ساتھیوں کے ہمراہ ٹھہرتے تھے اور فرماتے تھے اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ اپنے بھائی کیلئے دعاء مغفرت کرو اور یہ الفاظ بھی آتے ہیں سَلُوْالَہٗ بِالتَّثْبِیْتِ فَاِنَّہٗ اَلْاٰنَ یُسْئَلُ اللہ تعالیٰ سے اس کیلئے سوال کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کو ثابت قدم رکھے کہ رب تعالیٰ کے فرشتے اس سے سوال کر رہے ہیں۔آپ ﷺ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرتے تھے اور صحابہ کرام کو بھی ترغیب دیتے تھے کہ اپنے بھائی کیلئے دعاء مغفرت کرو قبر کی منزل بڑا مشکل مرحلہ ہے۔

مشہور صحابی حضرت سعد ابن معاذؓ جب فوت ہوئے تو بخاری شریف میں روایت ہے اِھْتَزَّلَہٗ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ ان کی وفات پر اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ اٹھا ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے آنحضرت ﷺ نے جنازہ پڑھایا، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علیؓ جیسی شخصیات نے پیچھے کھڑے ہو کر جنازہ پڑھا۔جب ان کو قبر میں دفن کیا گیا تو آنحضرت ﷺ کا رنگ مبارک فق ہو گیا فرمایا اس کی قبر تنگ ہوگئی ہے اگر اتنے بڑے صحابی کی قبر تنگ ہوگئی تو پھر ہمارا تمہارا کیا حال ہوگا؟

بھائی بات یہ ہے کہ قبر ہماری ماں ہے انسان کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے۔جب بچہ ماں سے جدا ہو کر دوبارہ ملتا ہے تو ماں اس کو بغلگیر ہو کر دباتی ہے یہ دبانا پیار کی وجہ سے ہوتا ہے سزا دینے کے ارادے سے نہیں تو زمین بھی ہماری ماں ہے ہم اس سے الگ ہوئے پھر جب قبر میں پہنچتے ہیں تو وہ تھوڑا سا دباتی ہے۔البتہ پیغمبر اور چھوٹے معصوم بچے اس

سے مستثنٰی ہیں۔قبر کے قریب کھڑے ہوکر دعا کرنا جائز ہے۔ہاتھ اٹھا کر بھی دعا کر سکتے ہو اور بغیر ہاتھ اٹھائے بھی دعا کر سکتے ہو۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ مولانا خیر محمد صاحب جالندھریؒ جو حضرت تھانویؒ کے بڑے خلفاء میں سے تھے اور چوٹی کے علماء میں سے تھے۔مجھے اپنے جلسے پر ضرور بلاتے تھے میں مولانا کے پاس کمرے میں بیٹھا تھا اور ان کے بیٹے مولانا محمد شریف صاحبؒ بھی بیٹھے تھے اور ایک چائے پلانے والا خادم تھا ایک مولوی صاحب نے اندر آ کر مسئلہ چھیڑ دیا کہ حضرت آپ نے نماز حنفی میں لکھا ہے کہ جب قبر پر دعا کرو تو ہاتھ نہ اٹھاؤ۔مولانا خیر محمد صاحبؒ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے اس مولوی صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ انہوں نے راہِ سنت میں لکھا ہے کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہو اب بتلاؤ ہم کس بزرگ کی بات مانیں؟ مولانا خیر محمد صاحبؒ نے فرمایا انہوں نے لکھا ہے تو اس کی دلیل ان سے مانگیں میں نے کہا جی میں نے اپنی دلیلیں بھی نقل کیں ہیں۔مسلم شریف میں روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جنت البقیع کے قبرستان میں تشریف لے گئے رَفَعَ یَدَیْہِ وَدَعَا ثلثا آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ. تو آپ ﷺ نے قبروں کے درمیان ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے اور آپ ﷺ کے صحابی طلحہ ابن براء رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے آپ ﷺ اس کے جنازے میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔روایات میں موجود ہے کہ آپ ﷺ اس کی قبر پر تشریف لے گئے فَرَفَعَ پس آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی۔اس کے بعد مولانا خیر محمد صاحبؒ خاموش ہو گئے نہ میری تائید کی اور نہ تردید۔تو اپنی تحقیق یہی ہے کہ قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہو یعنی جائز ہے۔لیکن ہاتھ اٹھا کے دعا کرنا ضروری نہیں ہے۔اور آج بھی جب مردے کو دفن کر دیا

جاتا ہے تو اس کے سرہانے کیطرف سورۃ البقرہ کا اول حصہ اور پاؤں کی طرف آخری حصہ پڑھ کر اس کیلئے دعا کرتے ہیں۔ لیکن منافق کیلئے دعا کرنا جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا ہے کیونکہ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ بیشک انہوں نے انکار کیا ہے اللہ تعالیٰ کے احکام کا اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کا وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ اور وہ مرے اس حال میں کہ وہ نافرمان ہیں۔ لہذا نہ ان کا جنازہ پڑھو نہ ان کی قبر پر کھڑے ہو اور نہ ان کیلئے دعا کرو وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ اور نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو ان کے مال اور ان کی اولاد۔ کہ جب یہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں تو ان کو مال کیوں ملا ہے، اولاد کیوں ملی ہے؟ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ بیشک اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا کہ ان کو سزا دے ان کے مالوں کی وجہ سے دنیا میں۔ کہ مال اولاد ان کے لئے وبال جان بن جائیں مال اولاد کی فکر میں ہی رہیں اور یہ ان کیلئے مصیبت بنا رہے گا ہم غریب ہیں ہمیں اتنی فکر نہیں ہے جتنی مالدار کو ہوتی ہے۔ گوجرانوالہ شہر کے ایک کارخانہ دار اتفاقاً مجھے ملے۔ کہنے لگے ہمیں تو کاموں سے فرصت ہی نہیں ملتی فلاں تاریخ کو سوئی گیس کا لاکھوں کا بل ادا کرنا ہے وہ رقم اکٹھی کرنی ہے اور فلاں تاریخ کو بجلی کا بل ادا کرنا ہے، فلاں تاریخ کو ٹیکس جمع کروانا ہے اگر جمع نہیں کراتے تو افسر ہمارے پیچھے پڑ جاتے ہیں یقین جانو ہمیں تو نیند ہی نہیں آتی۔ غریب کو بیشک مالی طور پر پریشانی ہوتی ہے لیکن اتنا پریشان نہیں ہوتا جتنا مالدار ہوتا ہے وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ اور نکلیں ان کی جانیں اس حال میں کہ وہ کفر کرنے والے ہوں۔ لہذا کسی کے مال اور اولاد کو دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ وہ رب تعالیٰ کا پیارا ہے اگر ایمان اور عمل صالح نہیں ہیں تو یہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بطور سزا کے دی ہیں۔

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ٥ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ٥ لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ٥

وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اور جب نازل کی جاتی ہے کوئی سورۃ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ کہ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کیساتھ مل کر اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ تو رخصت مانگتے ہیں آپ سے طاقت والے لوگ ان میں سے وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ اور کہتے ہیں چھوڑ دو ہمیں تا کہ ہو جائیں ہم پیچھے بیٹھنے والوں کیساتھ رَضُوْا وہ راضی ہو چکے ہیں بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ اس بات پر کہ ہوں یہ پیچھے رہنے والی عورتوں کیساتھ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور مہر لگا دی گئی ان کے

دلوں پر فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ پس وہ نہیں سمجھتے لٰكِنِ الرَّسُوْلُ لیکن رسول ﷺ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں آپ کیساتھ جٰهَدُوْا
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وہ جہاد کرتے ہیں اپنے مالوں کولیکر اور اپنی جانوں کولیکر
وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ یہی لوگ ہیں جن کیلئے بھلائیاں ہیں وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ تیار کئے اللہ
تعالیٰ نے ان کیلئے جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ باغات بہتی ہیں ان کے
نیچے نہریں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ
یہی بڑی کامیابی ہے۔

منافقوں کی کاروائیاں اور ان کی تردید چلی آرہی ہے اور سورت توبہ کا کافی حصہ انہیں کے متعلق ہے۔ مدینہ طیبہ اور اردگرد کے جو دیہات تھے ان میں منافقوں کی کافی تعداد تھی یہ لوگ آپس میں خفیہ طریقے سے میٹنگیں اور مشورے بھی کرتے رہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے احکامات کو ٹالنے کیلئے عجیب وغریب قسم کے بہانے بناتے تھے۔ غزوہ تبوک کے سلسلے میں تفصیلاً سن چکے ہو کہ منافقین نے بہانے بنا کر اجازت لی تھی اور ایک گروہ تھا جس نے کوئی بہانہ نہیں بنایا اس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ اور منافق اس امید پر تھے کہ ان میں سے کوئی بچ کر واپس نہیں آئے گا اور مخلصین کی ساری جماعت کو رومی فوج تباہ کردے گی اور وہ منافقین جنہوں نے سفر پر جانے سے پہلے آپ ﷺ سے اجازت لے لی تھی اللہ تعالیٰ ان کی تردید فرماتے ہیں۔ فرمایا وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اور جب نازل کی جاتی ہے کوئی سورۃ قرآن پاک کی اور اس میں حکم ہوتا ہے اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ کہ ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ کیساتھ۔ ایمان تمام نیکیوں میں سب سے بڑی نیکی ہے۔ اور سب سے پہلے مطالبہ

بھی ایمان کا ہے۔

مکی سورتوں کی تعداد و مقاصد :

مکہ مکرمہ میں تقریباً چھیاسی سورتیں نازل ہوئی ہیں۔ان میں زیادہ ایمان پر زور، شرک کی تردید، رسالت کا اثبات، قیامت کا اثبات اور قرآن پاک کی حقانیت جیسے اصولی احکامات بیان کیے گئے ہیں پھر جس وقت لوگوں کا ذہن بن گیا تو باقی احکام نازل ہوئے ۔مکہ مکرمہ میں صرف دو نمازیں تھیں فجر اور عصر، پانچ نمازوں کا حکم ہجرت سے تین سال قبل معراج کے موقع پر نازل ہوا۔زکوٰۃ اور دیگر احکام مدینہ منورہ میں نازل ہوئے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی سورت نازل ہوتی جس میں حکم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تمام احکام کو تسلیم کرو، اس کے پیغمبروں کو اس کی کتابوں کو جو کچھ بھی ایمانیات میں ہے وہ اٰمنوا میں شامل ہے۔اور حکم ہوتا ہے وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اور جہاد کرو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کیساتھ مل کر۔یعنی ان کی معیت میں کافروں کیساتھ لڑو اسْتَأْذَنَكَ أُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ تو رخصت مانگتے ہیں آپ سے طاقت والے لوگ ان میں سے۔یعنی ان کو بدنی اور مالی قوت حاصل ہے۔

تبوک کے سفر پر جانے سے پہلے ایک منافق آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا حضرت میں بالکل تیار ہوں مجھے کوئی تکلیف بھی نہیں ہے سارا سامان میں نے تیار کیا ہوا ہے لیکن میری ماں سخت بیمار ہے آخری سانس لے رہی ہے اگر میں چلا گیا تو اس کو دفن کون کرے گا اس کو سنبھالے گا کون؟ تھوڑی بہت تکلیف تو انسان کو ہوتی ہی ہے مگر وہ اس تھوڑی تکلیف کو بڑھا چڑھا کر ایسے انداز میں بیان کرتے تھے کہ جیسے وہ سچ مچ مرچلی ہے اور بعض نے اس طرح کیا کہ اپنے غلام کو خود بھگا دیا کہ جا تو دو دن چھٹی کر لے پھر آپ ﷺ

کی خدمت میں آ کر کہا کہ حضرت میں بالکل تیار تھا لیکن میرا غلام دوڑ گیا ہے۔ اونٹ، بھیڑ بکریوں کو پانی پلانے والا کوئی نہیں ہے، چارہ ڈالنے والا کوئی نہیں ہے، بے زبان مخلوق ہے بھوکی پیاسی مر جائے گی۔ اب یہ ایسا بہانہ ہے کہ آپ اس کو رد نہیں کر سکتے تھے لہٰذا اجازت دے دی۔

ایک نے آ کر کہا کہ میری فصل بالکل پکی ہوئی ہے، کٹائی کرنے والا کوئی نہیں ہے، میں چلا گیا تو فصل ساری تباہ ہو جائے گی وَقَالُوْا اور کہا انہوں نے ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ چھوڑ دو ہمیں تاکہ ہو جائیں ہم پیچھے بیٹھنے والوں کیساتھ۔ لنگڑے، لولے، اندھے، بیمار، بوڑھے، معذوروں کیساتھ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا اور وہ راضی ہو چکے ہیں اس بات پر کہ ہوں یہ مَعَ الْخَوَالِفِ پیچھے رہنے والی عورتوں کیساتھ۔ خَوَالِفُ خَالِفَةٌ کی جمع ہے۔ اس عورت کو کہتے ہیں جو پیچھے گھر میں رہے یعنی اللہ تعالیٰ نے تو ان کو مرد بنایا ہے جہاد مردوں کا کام ہے اور یہ گھر رہنے والی عورتوں کے ساتھ رہنے پر راضی ہیں کہ ان کیساتھ بیٹھے رہیں وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور مہر لگا دی گئی ہے ان کے دلوں پر۔

اور یہ بات میں کئی دفعہ سمجھا چکا ہوں کہ ابتداءً ہی اللہ تعالیٰ مہر نہیں لگا دیتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہر آدمی کو سمجھ عطا کی ہے، دین سمجھانے کیلئے پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل فرمائیں ہر زمانے میں حق کی آواز بلند کرنے والے کھڑے کئے، خیر اور شر کے دونوں راستے بتلائے اور ان کو انجام بتایا کہ اگر خیر کے راستے پر چلو گے تو جنت میں جاؤ گے شر کے راستے پر چلو گے تو دوزخ میں جاؤ گے، یہ کام جنتیوں والے ہیں اور یہ کام دوزخیوں والے ہیں۔ اور جنتیوں والے وہ کام ہیں جن کو عقل اور فطرت بھی تسلیم کرتی ہے۔ اس کے باوجود جو کفر اور نافرمانی پر ڈٹے رہیں اور فخریہ کہیں قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ ہمارے دل

غلافوں میں ہیں اس چیز سے جس کی طرف آپ بلاتے ہیں وَفِیْ اٰذَانِنَا وَقْرٌ اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہیں، ڈاٹے چڑھائے ہوئے ہیں وَمِنْ بَیْنِنَا وَبَیْنِکَ حِجَابٌ اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ ہے نہ ماننے کا فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ آپ اپنا عمل کرتے جائیں ہم اپنا کام کرر ہے ہیں۔[حم سجدہ:۵] جب وہ لوگ اپنی اس حالت پر راضی ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ضابطہ ہے نُوَلِّہٖ مَاتَوَلّٰی ہم اس کو ادھر چلا دیتے ہیں جدھر وہ چلنا چاہتا ہے فَھُمْ لَایَفْقَھُوْنَ پس وہ نہیں سمجھتے ، بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے ۔ یہاں تک تو منافقوں کی کارستانیوں کا ذکر تھا آگے رسول اللہ ﷺ اور مخلص مومنوں کا ذکر ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لٰکِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ لیکن رسول اللہ ﷺ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں آپ کیساتھ جٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ وہ جہاد کرتے ہیں اپنے مالوں کو لیکر اور اپنی جانوں کو لیکر۔غزوہ تبوک میں آنحضرت ﷺ خود بنفس نفیس شریک ہوئے اور مجاہدین نے اس غزوے میں بڑی تکلیفیں برداشت کیں۔

تاریخ بتلاتی ہے کہ ریت پر چل چل کر بعض کے پاؤں پر چھالے پڑ گئے ، ناخن گر گئے ، پیاس کی وجہ سے راستے میں بے ہوش ہوتے رہے لیکن ایمان میں وہ اتنے مضبوط تھے کہ ڈگمگائے نہیں، ایمانی قوت کے مقابلے میں کسی شی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس وقت ایٹم بم کی قوت کو بڑی قوۃ سمجھتے ہیں بیشک ظاہری لحاظ سے یہ بڑی قوت ہے لیکن یقین جانو ایمان کی قوت ایٹم بم سے بہت زیادہ ہے۔مومنوں کو جب بھی کامیابی ہوئی ہے ایمان کی برکت سے ہوئی ہے۔محض اسلحہ اور تعداد کے بل بوتے پر کبھی کامیابی نہیں ہوئی وَاُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْخَیْرٰتُ یہی لوگ ہیں جن کیلئے بھلائیاں ہیں وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ

الْمُفْلِحُوْنَ اور یہی لوگ ہیں فلاح پانے والے اَعَدَّاللّٰہُ لَھُمْ جَنّٰتٍ تیار کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے باغات تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں۔عرب کی سرزمین خشک تھی دور دور تک پانی نظر نہیں آتا تھا وہ لوگ پانی کو ترستے تھے گرمی بہت سخت تھی ،دھوپ تیز ہوتی تھی وہ لوگ جہاں پانی اور سایہ دار درخت دیکھتے تھے وہاں ڈیرہ لگالیتے۔

آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی حضرت عثمان ابن مظعون ؓ غریب آدمی تھے ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھے ایک جگہ دیکھا کہ پانی کا چشمہ ہے بڑے بڑے عمدہ درخت ہیں ہرا بھرا گھاس ہے۔سبزیاں لگی ہوئیں تھیں ارادہ کیا کہ یہیں ڈیرہ لگالوں گھر جا کے کیا کرنا ہے یہیں پر اللہ اللہ کرتا ہوں پھر خیال آیا کہ آنحضرت ﷺ کی اجازت کے بغیر کیسے رہ سکتا ہوں۔آپ سے پوچھا حضرت! کیسے بڑے بڑے عمدہ درخت ہیں پانی کا چشمہ ہے سبزیاں ہیں کیا میں یہیں ڈیرہ نہ لگالوں؟اور اللہ اللہ کرتا رہوں بیوی بچے اپنا کریں اور کھائیں نَھٰی رسول اللہ ﷺ عثمان ابن مظعونٍ عَنِ التَّبَتُّلِ فرمایا''اسلام اس چیز کا قائل نہیں ہے کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر،عزیزوں کو چھوڑ کر، ماں باپ بہن بھائیوں کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤ''اسلام یہ کہتا ہے کہ ان کے اندر رہو ان کی خدمت کرو ان کی باتوں کی تکلیف کو برداشت کرو ان کی طرف سے جو تکلیفیں آئیں برداشت کرو تمہارے گناہ معاف ہونگے۔

بعض دفعہ عزیز رشتہ داروں کی طرف سے خلاف طبع ایسی ایسی باتیں سننے میں آتی ہیں کہ آدمی پریشان ہو جاتا ہے لیکن وہ مومن کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہیں۔یہ کیا زندگی ہے کہ اپنے سکھ کیلئے سب کو چھوڑ کر الگ ہو جائے؟ یہ کوئی زندگی نہیں ہے۔اسلام کہتا ہے

محنت مشقت کرو کماؤ اور ماں باپ بہن بھائیوں بیوی بچوں کے حقوق ادا کرو، ہمسائیوں کا حق ادا کرو یہ دین کا حصہ ہے۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شاید دنیا کمانا گناہ ہے۔ ایسی بات نہیں ہے ہاں وہ دنیا جو حلال حرام کی تمیز کیے بغیر کمائی جائے وہ گناہ اور حرام ہے باقی جائز طریقے سے دنیا کمانا یہ بھی دین کا حصہ ہے۔ اگر مال اور دولت فی نفسہٖ بری شی ہوتی تو اس پر اسلام کے ارکان موقوف نہ ہوتے۔ زکوٰۃ اسلام کا رکن ہے اور مال پر موقوف ہے اگر مال نہ ہو تو زکوٰۃ کس چیز کی ہوگی؟ حج اسلام کا رکن ہے رقم نہیں حج کیسے کرے گا؟ اگر مال نہیں ہے تو عشر کیسا، قربانی کس چیز کی، فطرانہ کس چیز کا؟ لہٰذا مال فی نفسہٖ بری چیز نہیں ہے بشرطیکہ جائز طریقے سے کمایا جائے اس کے کمانے کی وجہ سے نماز روزے میں خلل نہ آئے اگر کوئی شخص نماز چھوڑ کر مال کماتا ہے وہ حلال نہیں ہے اگر روزہ کھا کر مال کماتا ہے تو وہ حلال نہیں ہے۔ مومن کا سونا بھی عبادت ہے جاگنا بھی عبادت ہے، چلنا بھی عبادت ہے اگر شریعت کے تابع ہو۔ تو چونکہ وہ لوگ پانی اور سایہ دار درخت کو ترستے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہارے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ہمیشہ رہیں گے ان باغوں میں ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہی بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر صحیح العقیدہ مسلمان مرد عورت کو نصیب فرمائے۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ ۚ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ اور آئے عذر پیش کرنے والے مِنَ الْاَعْرَابِ دیہاتیوں میں سے لِيُؤْذَنَ لَهُمْ تاکہ اجازت دی جائے ان کو وَقَعَدَ الَّذِيْنَ اور بیٹھ گئے وہ لوگ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ جنہوں نے جھوٹ بولا اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عنقریب

پہنچے گا ان لوگوں جنہوں نے کفر اختیار کیا ان میں سے عَذَابٌ اَلِیْمٌ دردناک عذاب لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ نہیں ہے ضعیفوں پر وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی اور نہ بیماروں پر وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ اور نہ ان لوگوں پر لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ جو نہیں پاتے وہ چیز جو خرچ کریں حَرَجٌ کوئی گناہ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ جب کہ وہ اخلاص سے پیش آئیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول کیساتھ مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ نہیں ہے نیکی کرنے والوں پر کوئی الزام وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ اور نہیں ہے گناہ ان لوگوں پر اِذَا مَآ اَتَوْکَ جو آئے تھے آپ کے پاس لِتَحْمِلَھُمْ تاکہ آپ ان کو سواری دیں قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُکُمْ عَلَیْہِ تو کہا آپ نے کہ میں نہیں پاتا وہ چیز جس پر تم کو سوار کروں تَوَلَّوْا وَّاَعْیُنُھُمْ وہ پھرے اور آنکھیں ان کی تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا بہا رہی تھیں آنسو غم کرتے ہوئے اَلَّا یَجِدُوْا مَا یُنْفِقُوْنَ کہ نہیں پاتے وہ اس چیز کو جس کو وہ خرچ کریں اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ بیشک الزام ان لوگوں پر ہے یَسْتَاْذِنُوْنَکَ وَھُمْ اَغْنِیَآءُ جو آپ ﷺ سے اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ مالدار ہیں رَضُوْا بِاَنْ یَّکُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وہ راضی ہو گئے اس بات پر کہ ہو جائیں وہ بیٹھنے والی عورتوں کیساتھ وَطَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اور اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ان کے دلوں پر فَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ پس وہ نہیں جانتے۔

غزوہ تبوک اور منافقوں کا بہانہ بنا کر رخصت لینے کا ذکر:

کافی تفصیل کیساتھ یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ سورۃ توبہ کا بیشتر حصہ غزوہ تبوک کے متعلق ہے۔ تبوک مدینہ طیبہ سے پندرواں اسٹیشن تھا ترکوں کے زمانے میں۔ اور ان کے اسٹیشن دور دور ہوتے تھے کہ وہاں آبادی کم تھی۔ ہمارے ہاں اسٹیشن قریب قریب ہیں کیونکہ یہاں آبادی قریب قریب ہے یا اسطرح سمجھو کہ کوئی تیز سواری پر چلے تو پندرہ دن کا راستہ تھا۔ اس زمانے میں یہ عرب کی آخری سرحد تھی اور اب سعودیہ میں شامل ہے اور بدقسمتی سے وہاں امریکی فوج بیٹھی ہوئی ہے۔ ۸ھ میں مکہ مکرمہ فتح ہو چکا تھا عرب کا بیشتر علاقہ اسلام کے نیچے آ چکا تھا اور نجران کے عیسائی بھی وفادار رعیت ہونے کا عہد کر چکے تھے ابو عامر راہب یہودی جو بڑا خبیث قسم کا سازشی آدمی تھا اس نے ہرقل روم کو اکسایا کہ اب مسلمان تم پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ اس کے اکسانے پر ہرقل روم نے لاکھوں کی تعداد میں فوج لیکر تبوک میں ڈیرہ لگایا اور مسلمانوں پر حملے کی تیاریاں شروع کیں آنحضرت ﷺ کو جب اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے بغیر اشارے اور کنائے کے صریح الفاظ میں فرمایا کہ ہم نے تبوک کے مقام پر جانا ہے اور رومیوں کیساتھ ہماری لڑائی ہے۔ اس لڑائی کے علاوہ جہاں بھی تشریف لے گئے وہاں توریہ کرتے تھے۔

توریہ کا معنیٰ ہے کہ اصل جگہ نہیں بتلاتے تھے بلکہ اشارہ فرما دیتے تھے مثلاً لاہور جانا ہوتا تو فرماتے کاموئکی کی طرف جانا ہے یہ نہ فرماتے کہ لاہور جانا ہے اور اگر راولپنڈی جانا ہوتا تھا تو فرماتے ہم نے جہلم کی طرف جانا ہے۔ اصل جگہ کا نام نہیں لیتے تھے تاکہ جاسوس درمیان میں کوئی خرابی پیدا نہ کریں۔ اس غزوہ میں سارے مخلصین شریک ہوئے سوائے دس آدمیوں کے جو سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے تین ان میں خاص تھے جن کا

ذکراسی سورت کے آخر میں آئے گا۔ان پر بڑی پابندی لگی اور وہ بڑے امتحان سے گزرے اور سات عام تھے ان کی توبہ جلد قبول ہوگئی۔شدید گرمی کا موسم تھا سفر لمبا تھا فصلیں پکی ہوئی تھیں منافقوں نے ایک دوسرے کو کہالَاتَنۡفِرُوۡافِی الۡحَرِّ گرمی ہے نہ جاؤ۔منافقوں نے عجیب وغریب قسم کے بہانے بنا کر رخصتیں لیں اوران میں سے ایک گروہ وہ بھی تھا جنہوں نے رخصت لینے کی ضرورت نہ سمجھی ان کے ذہن میں یہ تھا کہ انہوں نے کونسا بچ کر واپس آنا ہے رومیوں کی فوج ان کو تباہ وبرباد کردے گی رخصت لینے کی کیا ضرورت ہے؟ان کا ذکر بھی آئے گا اور اب ان کا ذکر ہے جنہوں نے آپ ﷺ کی روانگی سے پہلے بہانے بنائے تھے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَجَآءَ الۡمُعَذِّرُوۡنَ مِنَ الۡاَعۡرَابِ اورآئے عذرپیش کرنے والے دیہاتیوں میں سے۔یہ لوگ مدینہ طیبہ کے آس پاس دیہاتوں میں رہنے والے تھے لِیُؤۡذَنَ لَهُمۡ تاکہ اجازت دی جائے ان کو پیچھے رہنے کی اور جہاد میں شریک نہ ہوں۔

کچھ ایسے منافق جنہوں نے رخصت لینا بھی ضروری نہ سمجھی:

وَقَعَدَ الَّذِیۡنَ اور بیٹھ گئے وہ لوگ کَذَبُوااللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ جنہوں نے جھوٹ بولا اللہ تعالیٰ سے اوراس کے رسول ﷺ سے۔کہ ہم مومن ہیں حالانکہ وہ مومن نہیں تھے اس لئے وہ بلا عذر جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے جھوٹے عذر اور بہانے بنانے والوں اور بلا عذر جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں کی مذمت فرمائی ہے۔فرمایا سَیُصِیۡبُ الَّذِیۡنَ عنقریب پہنچے گا ان لوگوں کو کَفَرُوۡامِنۡهُمۡ جنہوں نے کفر کیا ان میں سے۔منافق کافروں سے بھی بدتر ہیں اِنَّ الۡمُنَافِقِیۡنَ فِی الدَّرۡکِ الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ بیشک منافق جہنم کا جو سب سے نیچے والا طبقہ ہے اس میں ہوں گے جس کا عذاب سب سے زیادہ سخت

ہے عَذَابٌ اَلِیْمٌ دردناک عذاب۔ کیونکہ انہوں نے کلمہ پڑھا مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا اور آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔

معذور اگر جہاد میں شرکت نہ کریں تو ان پر کوئی گناہ نہیں :

آگے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو حقیقتاً معذور ہیں۔ارشاد ربانی ہے لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ نہیں ہے ضعیفوں پر جو بوڑھے ہیں وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی اور نہ بیماروں پر وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ اور نہ ان لوگوں پر لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ جو نہیں پاتے وہ چیز جو خرچ کریں حَرَجٌ کوئی گناہ۔ یعنی جن لوگوں کا ذکر ہوا ہے یہ اگر جہاد جہاد میں شرکت نہ کریں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ کیونکہ ایسے مخلص بھی تھے کہ ان کو تلوار لینے کی توفیق نہیں تھی سفر خرچ نہیں تھا سواری کا انتظام نہیں تھا عرب کا گرم ریتلا علاقہ ہے اس علاقے میں اونٹ کے بغیر سفر بڑا مشکل ہوتا تھا۔ رب تعالیٰ نے اونٹ کے چوڑے پاؤں بنائے ہیں کہ ریت میں نہ دھنسے اور قدم بھی لمبے لمبے رکھتا ہے سفر جلدی طے ہو جاتا ہے لَا یُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا اللہ تعالیٰ نے کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی۔ لیکن جن لوگوں کو جہاد میں شرکت نہ کرنے کی اجازت ہے ان کیلئے بھی ایک شرط ہے اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ جب کہ وہ اخلاص سے پیش آئیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول ﷺ سے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے خیر خواہ بن کر رہیں کہ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف غلط پروپیگنڈا نہ کریں غلط افواہیں نہ پھیلائیں مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ نہیں ہے نیکی کرنے والوں پر کوئی الزام وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

جہاد سے محروم ہونے کے خطرہ پر صحابہ کرام کی پریشانی واخلاص:

اسی طرح کے چند اور آدمیوں کا ذکر ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ غزوہ تبوک کے موقع پر مشہور صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری بمع پانچ ساتھیوں کے رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ یمن کے باشندے اور قبیلہ بنو اشعر کے فرد تھے۔ جب سارا عرب فتح ہوگیا تو آنحضرت ﷺ نے ان کو یمن کا گورنر مقرر کیا تھا انہوں نے آنحضرت ﷺ سے گذارش کی کہ حضرت ہم چھ آدمی ہیں ہم نے کوشش کر کے ستو، آٹا اور چھوہارے تو اکٹھے کر لئے ہیں مگر ہمارے پاس سواری کا کوئی انتظام نہیں ہے حضرت ہمیں تین اونٹ دیدو تا کہ ہم جہاد کیلئے تبوک پہنچ سکیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے پاس سواریاں نہیں ہیں۔ کہنے لگے حضرت چلو دو دیدو ہم تین تین آدمی باری باری ایک ایک سواری پر سوار ہو کر پہنچ جائیں گے۔ اندازہ لگاؤ کتنے مخلص تھے۔

بدر کے موقع پر اخلاصِ صحابہ :

بدر کے موقع پر آنحضرت ﷺ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابولبابہ ابن عبد المنذر رضی اللہ عنہ ان تینوں کے پاس صرف ایک اونٹنی تھی۔ ایک میل ایک سوار ہوتا دو پیدل چلتے، بدر مدینہ منورہ سے اسّی میل کی مسافت پر ہے۔ کافی لمبا سفر تھا جس وقت آنحضرت ﷺ کے چلنے کی باری آتی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا حضرت نَحۡنُ نَمۡشِیۡ عَنۡکَ ہم آپ ﷺ کی طرف سے چلتے ہیں آپ ﷺ سوار رہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے یہ منظور نہیں ہے میں بھی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں چلوں اور راستے کی گرد وغبار میرے پاؤں پر پڑے اور درجے بلند ہوں اور میں تمہارے سے کمزور بھی نہیں ہوں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ کی صحت بہت اچھی تھی آٹھ ہجری میں کمزور ہو گئے تھے اور

عموماً نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ تو خیر اشعریوں نے کہا حضرت ہمیں دو اونٹنیاں ہی دیدیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لَا اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ میں نہیں پاتا کوئی سواری کہ اس پر تمہیں سوار کرسکوں۔ اس جواب کے بعد یہ چھ آدمی آپ ﷺ کی مجلس سے روتے ہوئے اٹھے آنکھوں سے آنسو جاری تھے کہ ہمیں سواری کی توفیق نہیں ہے اور آپ ﷺ نے بھی جواب دیدیا لہذا ہم تو اس سفر سے محروم ہوگئے اور اس طرح روئے جس طرح وہ آدمی روتا ہے جس کے گھر مرگ ہوگئی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر بھی کوئی الزام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اور نہیں ہے گناہ ان لوگوں پر اِذَا مَآ اَتَوْكَ جو آئے تھے آپ کے پاس لِتَحْمِلَهُمْ تاکہ آپ ان کو سواری دیں قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تو کہا آپ نے میں نہیں پاتا وہ چیز جس پر تم کو سوار کروں تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ وہ پھرے اور آنکھیں ان کی بہارہی تھیں آنسو حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ غم کرتے ہوئے کہ نہیں پاتے وہ اس چیز کو جس کو وہ خرچ کریں۔

تقسیمِ رزق صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں :

اب تم اس آیت پر غور کرو اور ان لوگوں کے عقیدے کو بھی دیکھو جو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے رزق کو تقسیم کرنے والے ہیں اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے مالک ہے۔ بھائی خزانے کا مالک بھی کبھی کہتا ہے کہ میرے پاس نہیں ہے۔ رب تعالیٰ نے بھی کبھی کسی کو کہا کہ تیرے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ انتہائی ناپاک اور گندہ عقیدہ ہے ان لوگوں کا اللہ پناہ۔ یاد رکھنا رب، رب ہے۔ اور ساری دنیا کے خزانوں کا صرف وہی مالک ہے۔ اس کے سوا دنیا کے خزانوں کا کوئی مالک نہیں ہے اور ان غالیوں کا عقیدہ ہے کہ سب کچھ آپ ﷺ تقسیم کرتے ہیں تو پھر ان کے نظریئے کے مطابق

چور کو چوری کا مال، رشوت لینے والے کو رشوت کا مال، شرابی کو شراب آپ ﷺ دیتے ہیں؟ یہ ہے کوئی عقل کی بات؟ میرے جیسے گنہگار کو کوئی کہے کہ یہ شراب ہے تقسیم کر دے، یہ ہیروئن ہے اس کو تقسیم کر دے میں تو کبھی اس کے قریب بھی نہیں جاؤں گا۔

پاکستان بننے سے پہلے ایک دفعہ مجھے ٹی بی کی تکلیف ہوگئی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک دوا تجویز کی جس کے اندر الکوحل تھا میں نے اس کو استعمال نہ کیا میری نوعمری تھی میں نے مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ صاحبؒ سے پوچھا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب نے میرے لئے ایک دوا تجویز کی ہے اور اسمیں بارہ فیصد الکوحل ہے میں نے استعمال نہیں کی اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت نے فتویٰ دیا کہ جائز ہے اس کے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے پھر شامی اور بہت ساری کتابوں کے حوالے بتائے۔ الکوحل دوائیوں کو محفوظ رکھنے کیلئے استعمال کرتے ہیں جسطرح حکیم لوگ اپنی اَدویہ شہد میں محفوظ رکھتے ہیں اس طرح ڈاکٹر حضرات الکوحل استعمال کرتے ہیں جس سے ادویہ کافی دیر تک محفوظ رہتی ہیں۔ ان کے فتویٰ کے بعد میں میں نے استعمال کی تو میرے جیسا گنہگار آدمی تو ایسی چیزوں کے قریب نہ جائے اور آنحضرت ﷺ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ، ثم العیاذ باللہ، ثم العیاذ باللہ یہ سارا حلال حرام رزق خود تقسیم کریں کتنا گندہ نظریہ ہے۔

آپ لوگ ان کی مسجدوں سے یہ جملہ سنتے ہوگے جب یہ لوگ صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں...... الصلاۃ والسلام عَلٰی قَاسِمِ رِزْقِ اللّٰہِ ''صلاۃ وسلام نازل ہوں اللہ تعالیٰ کے رزق تقسیم کرنے والے پر۔'' ان کا یہ گندہ عقیدہ کہ سب کچھ آپ ﷺ ہی تقسیم کرتے ہیں قرآن، حدیث اور عقل کیخلاف ہے۔ بریلویت نام ہی جہالت کا ہے۔ اگر آپ ﷺ دنیا کے خزانوں کے مالک ہوتے تو یہ فرماتے کہ لَاَ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُکُمْ میں نہیں پاتا وہ چیز

جس پر تم کو سوار کروں۔ان کے نظریات تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کو ہم چھوڑ دیں۔اور قرآن مجید کو ہم کس طرح چھوڑ سکتے ہیں؟اور یاد رکھنا بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ یہ فروعی مسائل ہیں یہ فروعی مسائل نہیں ہیں بلکہ اصولی مسائل ہیں۔اور تاریخ میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ اشعری حضرات نے جب زیادہ اصرار کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے رب تعالیٰ کی قسم ہے میرے پاس نہیں ہیں میں کہاں سے دوں؟اور بخاری شریف میں روایت ہے کہ کسی جگہ سے کسی نے چند اونٹ چندے میں بھیج دیئے کہ یہ میری طرف سے ان کو دیدو جو ضرورتمند ہیں تاکہ وہ ان پر سوار ہو کر جہاد کیلئے جائیں۔اتفاق ہو جاتا ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَیْنَ الْاَشْعَرِیُّوْنَ وہ چھ آدمی اشعری کہاں ہیں ان کو تلاش کر کے لاؤ۔ساتھی انکو تلاش کر کے لائے آنحضرت ﷺ نے فرمایا لو بھائی اللہ تعالیٰ نے عنایت کر دیئے ہیں۔وہ کہنے لگے حضرت آپ ﷺ نے تو قسم اٹھائی تھی کہ میرے پاس نہیں ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے قسم اٹھائی تھی اُس وقت میرے پاس نہیں تھے اب رب تعالیٰ نے عنایت فرمائے ہیں تو میں نے تمہیں دیدیئے ہیں۔

آگے اللہ تعالیٰ نے ان صاحب استطاعت لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو بلا عذر جہاد میں شرکت کرنے سے اعراض کرتے ہیں۔فرمایا اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ بیشک الزام ان لوگوں پر ہے یَسْتَاْذِنُوْنَکَ جو آپ ﷺ سے اجازت مانگتے ہیں وَھُمْ اَغْنِیَآءُ حالانکہ وہ مالدار ہیں۔سواریاں مہیا کر سکتے ہیں اور بدنی اعتبار سے بھی قوی ہیں بوڑھے نہیں، لنگڑے لولے نہیں پھر جان کتراتے ہیں۔ہاں اگر دل میں اشتیاق پورا ہو مگر کسی مجبوری کی وجہ سے نہ جا سکے تو اس کو گھر بیٹھے بھی اجر ملتا ہے۔چنانچہ آنحضرت ﷺ نے

تبوک کے مقام پر پہنچ کر فرمایا اِنَّ فِی الْمَدِیْنَۃِ اَقْوَامًا بیشک مدینہ طیبہ میں کچھ لوگ ہیں ان کیلئے اتنا ہی اجر ہے جتنا تمہیں ملا ہے قَالُوْا وَهُمْ فِی الْمَدِیْنَۃِ ساتھیوں نے کہا حضرت ان کو گھروں میں بیٹھے ہوئے وہی اجر ملے گا جو ہمیں اتنی تکالیف اٹھانے کے بعد ملا ہے۔ ہمارے پاؤں گھس گئے، پاؤں میں چھالے پڑ گئے، ناخن اتر گئے، ہمارے حلیے بگڑ گئے فرمایا ہاں اتنا ہی اجر ان کو ملے گا کیونکہ اَحْبَسَهُمُ الْعُذْرُ بخاری شریف کی روایت ہے کہ ان کو عذر نے روک لیا ہے۔ اگر نابینے، لنگڑے، بیمار نہ ہوتے تو ضرور آتے تمہیں تمہارے عمل کی بنیاد پر اجر ملا ہے اور ان کو حسن نیت کی بنیاد پر۔

جامع الصغیر وغیرہ میں حدیث ہے آدمی کی نیت بھی نیکی ہے۔ اور بخاری شریف میں روایت ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیّٰتِ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ نِیَّۃُ الْمَرْءِ خَیْرٌ مِنْ عَمَلِهٖ آدمی کی نیت عمل سے بھی بہتر ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے جہاد کے دنوں میں جہاد کرو اگر نہیں تو پھر جہاد کی نیت کر لو اور جنہوں نے نیت بھی نہ کی مَاتَ عَلٰی شُعْبَۃٍ مِنَ النِّفَاقِ وہ منافقت کے ایک شعبے پر مرا۔ اور جس نے نیت کی کہ جب جہاد شروع ہوگا تو میں جہاد میں شریک ہونگا اور اسکو جہاد کرنے کا موقع نہیں ملا جہاد شروع نہیں ہوا تو مسلم شریف کی روایت ہے بَلَغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ شُهَدَاءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ رب تعالیٰ اس کو شہداء کی منازل میں پہنچائے گا اگرچہ وہ بستر پر مرے۔ کیونکہ اس کی نیت تھی جہاد میں شریک ہونے کی۔

تو فرمایا الزام ان لوگوں پر ہے جو مالدار ہونے کے باوجود جہاد سے کتراتے ہیں رَضُوْا وہ راضی ہو گئے بِاَنْ یَّکُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ۔ خوالف جمع ہے خَالِفَۃٌ کی۔ اور خوالفہ گھر بیٹھنے والی عورت کو کہتے ہیں۔ تو معنی ہوگا اس بات پر کہ ہو جائیں وہ گھر

بیٹھنے والی عورتوں کیساتھ۔ ان میں مردانہ اوصاف نہیں ہیں وَطَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اور اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی ان کے دلوں پر نفاق کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کے ساتھ جھوٹ بولنے کی وجہ سے کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ زبان سے کہتے ہیں اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَاھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ایمان لائے ہم اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اور حقیقت میں وہ مومن نہیں ہیں فَھُمْ لَایَعْلَمُوْنَ پس وہ نہیں جانتے۔ جاننے کی کوشش بھی نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسباب پیدا فرمائے ہیں اگر آدمی ان اسباب سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے تو اٹھا سکتا ہے۔

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ ط قُلْ لَا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ ط وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ط فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ط اِنَّهُمْ رِجْسٌ ز وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ج جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ٥ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ج فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ٥ اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ٥ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ط عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ٥

يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ عذر پیش کریں گے وہ تمہارے سامنے اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ جس وقت تم لوٹو گے ان کی طرف قُلْ لَا تَعْتَذِرُوْا آپ کہہ دیں تم عذر

پیش نہ کرو لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَكُمۡ ہم ہرگز تمہاری تصدیق نہیں کریں گے قَدۡ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ اَخۡبَارِكُمۡ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری کچھ خبریں بتادی ہیں وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ اور عنقریب دیکھ لے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول بھی ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ پھر تم لوٹائے جاؤ گے اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ عالم الغیب والشہادہ کی طرف فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ پس وہ تمہیں خبر دیگا اس چیز کی جو تم کرتے رہے سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَكُمۡ عنقریب یہ لوگ قسمیں کھائیں گے اللہ تعالیٰ کے نام کی تمہارے سامنے اِذَا انۡقَلَبۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ جب تم لوٹ کے جاؤ گے ان کی طرف لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ تاکہ تم اعراض کرو ان سے فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ پس اعراض کرو تم ان سے اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ بیشک وہ پلید ہیں وَّمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کماتے رہے يَحۡلِفُوۡنَ لَكُمۡ وہ قسمیں اٹھائیں گے تمہارے سامنے لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ پس اگر تم ان سے راضی ہو گئے فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں راضی ہو گا فاسق قوم سے اَلۡاَعۡرَابُ اَشَدُّ كُفۡرًا وَّنِفَاقًا دیہاتی لوگ زیادہ سخت ہیں کفر میں اور منافقت میں وَّاَجۡدَرُ اور زیادہ لائق ہیں اَلَّا يَعۡلَمُوۡا حُدُوۡدَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ کہ وہ نہ جانیں وہ حدود جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیے ہیں عَلٰى رَسُوۡلِهٖ اپنے رسول پر وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا

ہے حکمت والا ہے وَمِنَ الْاَعْرَابِ اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ بھی ہیں مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا جو بناتے ہیں اس چیز کو جو خرچ کرتے ہیں تاوان وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ اور انتظار کرتے ہیں تمہارے متعلق گردشوں کا عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ انہیں پر پڑے بُری گردش وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

غزوۂ تبوک کا ذکر چلا آرہا ہے۔ اس غزوہ میں منافقین نے مختلف بہانے بنا کر جان چھڑائی۔ اس کی وجہ میں نے عرض کی تھی کہ سخت گرمی کا موسم تھا، فصلیں پکی ہوئی تھیں، سفر لمبا تھا، رومی فوج کے ساتھ مقابلہ تھا، مالِ غنیمت ملنے کی بھی کوئی امید نہیں تھی، جان بھی خطرے میں تھی۔ منافقین مدینہ طیبہ شہر میں بھی تھے اور باہر دیہات میں بھی تھے پھر یہ منافق دو قسم کے تھے ایک وہ جنہوں نے بہانے بنا کر رخصت لے لی اور آپ ﷺ نے انکو رخصت دے دی اور یہ بات تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ اس رخصت دینے پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تنبیہ فرمائی عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا آپ نے ان کو کیوں چھٹی دی ہے۔ انہوں نے تو کسی قیمت پر نہیں جانا تھا اب ان کو بہانہ مل گیا ہے کہ ہمیں رخصت مل گئی ہے۔ اور دوسرے وہ منافق تھے جنہوں نے بہانے بنا کر رخصت لینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ ان کے ذہن میں یہ تھا کہ انہوں نے کونسا واپس آنا ہے روم کی فوج ان کو وہیں ختم کر دے گی ان کا نام ونشان تک باقی نہیں رہے گا ہم ان سے رخصت کیوں لیں۔ اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ کئی دنوں تک آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تبوک کے مقام پر رہے۔ ہرقل روم نے اپنے ان کمانڈروں کو بلایا جو خاص اس کے رازدان اور قریبی تھے ان سے کہا کہ میں نے جو تمہارے ساتھ بات کرنی ہے یہ

راز ہے کسی اور کیساتھ نہ کرنا۔ بات یہ ہے کہ تم اچھی طرح جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں کہ ہمارا مقابلہ جس کیساتھ ہے یہ وہی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں جنہوں نے آنا تھا اور پیغمبر کا مقابلہ کر کے کبھی کوئی کامیاب نہیں ہوا۔لھذا ہم نے ان کیساتھ لڑنا نہیں ہے اور اپنی فوج اور کمانڈروں کو مطمئن بھی کرنا ہے، یہ بھی بڑا کام ہے۔لہذا تم یہ کہو کہ جب تک دوسرا فریق حملہ نہیں کرے گا ہم بھی حملہ نہیں کریں گے اور اس کو معلوم تھا کہ آنحضرت ﷺ حتی الوسع پہلے حملہ نہیں کرتے۔ جب دشمن حملہ آور ہوتا تھا تو اس کا دفاع ضرور کرتے تھے۔

لہذا جب انہوں نے حملہ نہیں کرنا اور ہم نے بھی پہل نہیں کرنی تو لڑائی کی نوبت ہی نہیں آئی گی۔ چند دن ٹھہرنے کے بعد کہنے لگے کہ اتنے دن ہم ٹھہرے رہے انہوں نے حملہ نہیں کیا لہذا واپس چلو یہ بہانہ بنا کر واپس چلے گئے اور آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بخیر وعافیت واپس تشریف لے آئے تو ان منافقین کو پریشانی ہوئی جنہوں نے نہ جانے کا کوئی عذر پیش نہیں کیا تھا۔غزوہ تبوک کے سفر کے دوران ہی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں..... یَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ عذر پیش کریں گے وہ تمہارے سامنے اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ جس وقت اے مسلمانو! تم ان کی طرف لوٹو گے قُلْ اے نبی کریم ﷺ! آپ ان سے کہہ دیں لَا تَعْتَذِرُوْا تم عذر پیش نہ کرو۔ کیونکہ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ ہم ہرگز تمہاری تصدیق نہیں کریں گے۔ تمہارے عذر اور بہانوں کو ہم نہیں مانیں گے قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنْ اَخْبَارِكُمْ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری کچھ خبریں بتا دی ہیں۔ کہ یہ منافق ہیں جھوٹے ہیں ان کو کوئی عذر نہیں تھا یہ منافقت کی وجہ سے نہیں گئے۔اور آئندہ کیلئے وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ اور عنقریب دیکھ لے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول بھی ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ پھر تم لوٹائے جاؤ گے عالم

الغیب والشہادہ کی طرف۔

عالم الغیب کا معنٰی :

عالم الغیب کا معنٰی ہے مَاغَابَ عَنِ الْخَلْقِ جو مخلوق سے غیب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز غائب نہیں ہے اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہماری نسبت سے ہے یعنی جو چیز مخلوق سے غائب۔ ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے۔ پھر تمہارا معاملہ اس کے ساتھ ہوگا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس وہ تمہیں خبر دیگا اس چیز کی جو تم کرتے رہے۔ آئندہ جو حالات پیش آئیں گے ان میں دیکھیں گے کہ تم کتنا ساتھ دیتے ہو۔

اہل بدعت کا استدلال اور اس کا جواب :

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ کے لفظ سے اہل بدعت نے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ وہ اس طرح کہ اس کا معنٰی ہے اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال دیکھے گا اور اس کا رسول۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ امت کے تمام اعمال کا معائنہ کرتے ہیں اور ان کو دیکھتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ لیکن ان کا یہ استدلال باطل ہے کیونکہ اس سے اگلے صفحے پر آیت کریمہ موجود ہے وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اور آپ ان منافقوں سے کہہ دیں عمل کئے جاؤ پس دیکھ لے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول اور مومن۔ اگر اس لفظ سے حاضر ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر سارے مومن حاضر ناظر ہیں کیونکہ اعمال دیکھنے میں مومن بھی شامل ہیں۔ حالانکہ مطلب یہ اتنا ہے کہ تم اس وقت بہانے نہ بناؤ آئندہ جہاد کے مواقع آئیں تو دیکھ لیں گے تم کیا کرتے ہو۔ پھر حاضر و ناظر چند افراد کے حالاتے کو جاننے کا نام نہیں کیونکہ بات تو منافقوں کی ہو رہی ہے کہ منافق

تمہارے سامنے آکر معذرت کریں گے لیکن تم نے ان کا عذر نہیں ماننا بلکہ کہو کہ آئندہ تمہارے اعمال دیکھیں گے اس سے ہر جگہ حاضروناظر ہونا کس طرح ثابت ہو گیا۔ حاضروناظر تو اسے کہتے ہیں کہ مشرق سے لیکر مغرب تک شمال سے لیکر جنوب تک تمام کائنات اس کے سامنے ہو۔ چند منافقوں کے حالات جاننے سے حاضروناظر ہونا کس طرح ثابت ہوگیا؟

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ عنقریب یہ لوگ قسمیں کھائیں گے اللہ تعالیٰ کے نام کی تمہارے سامنے اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ جب تم لوٹو گے ان کی طرف تبوک سے۔ تو یہ قسمیں کھائیں گے کہ رب تعالیٰ کی قسم ہے ہم تو بالکل تیار تھے یہ مجبوری آگئی تھی یہ مجبوری آگئی تھی تمہیں اعتماد میں لینے کیلئے جھوٹی قسمیں کھائیں گے لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ تاکہ تم اعراض کرو ان سے کہ ان کو کچھ نہ کہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ پس اعراض کرو تم ان سے اِنَّهُمْ رِجْسٌ بیشک وہ پلید ہیں وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ اور ٹھکانہ ان کا دوزخ ہے جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ بدلہ ہے اس چیز کا جو وہ کماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ یہ جھوٹے منافق تمہارے سامنے قسمیں اٹھائیں گے لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ تاکہ آپ ان سے راضی ہو جائیں فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ پس بالفرض اگر تم ان سے راضی ہو گئے ظاہر کو دیکھتے ہوئے فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں راضی ہوگا فاسق قوم سے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر باطن کو جانتا ہے اس کو معلوم ہے کہ یہ جھوٹی قسمیں اٹھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا دیہاتی لوگ زیادہ سخت ہیں کفر میں اور منافقت میں۔ چونکہ عموماً دیہاتی لوگ بنسبت شہریوں کے مزاجاً سخت ہوتے ہیں اور حالات سے بھی بے خبر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ غریق رحمت فرمائے مولانا عبدالمہیمنؒ صاحب کو فوت ہو گئے ہیں جب پاکستان بن رہا تھا اس زمانے میں انہوں نے میرے پاس مشکوٰۃ شریف پڑھی تھی ۔ نصرۃ العلوم سے فارغ ہو کر نصرت العلوم میں ہی کئی سال تک تدریس کی خدمت سرانجام دیتے رہے پھر جامعہ اسلامیہ میں شیخ الحدیث رہے اب دو سال ہو گئے ہیں فوت ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے ۔ مشکوٰۃ شریف میں جب یہ روایت آئی مَنْ تَبَدَّ فَقَدْ جَفَا جس نے دیہاتی زندگی اختیار کی اس نے اپنے اوپر ظلم کیا ۔ مولوی صاحب مرحوم کہنے لگے استاد جی حدیث کا مفہوم سمجھ نہیں آ رہا کیونکہ دیہات کی آب وہوا بڑی عمدہ ہوتی ہے ، دیہاتی لوگ بڑے مخلص ہوتے ہیں ، محبت کرتے ہیں چیزیں مفت دے دیتے ہیں ، شہری لوگ بڑے ہوشیار ہوتے ہیں جی حضور جی حضور کر کے ٹرخا دیتے ہیں پھر حدیث کا کیا معنیٰ ہے ؟ میں نے سمجھانے کی کوشش کی کہ دیکھو شہروں میں دنیا کے واقعات ، حالات ، حادثات کا علم اور دیگر علوم حاصل ہونے کے مواقع اور اسباب ہوتے ہیں جو دیہاتوں میں نہیں ہوتے اور انسانی ضروریات شہر میں حاصل ہو جاتی ہیں دیہات میں بعض چیزیں نہیں ملتیں آدمی تنگ ہوتے ہیں پھر شہر میں اگر کوئی اچانک بیمار ہو جائے تو فوراً ڈاکٹر حکیم کا انتظام ہو جاتا ہے دیہات میں فوراً انتظام نہیں ہوتا ۔

مرحوم نے کہا استاد جی ساری باتیں صحیح ہیں مگر تسلی نہیں ہوئی ۔ میں نے کہا پھر تسلی اور کس طرح ہو ؟ جو بڑی عمر کے لوگ ہیں ان کو معلوم ہوگا کہ جنرل یحییٰ کے زمانہ میں نوٹ تبدیل ہوئے تھے اور انہوں نے دو دن کی مہلت دی تھی نوٹ تبدیل کرانے کی ۔ یہ بیچارے دیہات کے قبائلی علاقے میں رہتے تھے انہوں نے حج اور مکان بنانے کیلئے اسی نوے ہزار روپیہ جمع کیا ہوا تھا اور یہ جہاں رہتے تھے وہاں نہ ریڈیو اور نہ اور کوئی ایسا ذریعہ

تھا کہ جس سے ان کو پتہ چل جاتا دو دن گزر گئے اور یہ تبدیل نہ کرا سکے۔ پھر وہ نوٹ لے کر پھرتے رہے کوئی لیتا نہیں تھا۔ کہتے تھے اب ان سے چائے پکا لو۔ کہنے لگے استاد جی! اب حدیث سمجھ آ گئی ہے کہ جس نے دیہاتی زندگی اختیار کی اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اگر میں شہر کے اندر ہوتا تو اسّی نوے ہزار روپیہ تو برباد نہ ہوتا۔

تو دیہات میں علم کے مواقع کم ہوتے ہیں بہت ساری تکالیف ہوتی ہیں۔ مزاج کے لحاظ سے بھی پنڈ ورے سخت ہوتے ہیں وَّاَجْدَرُ اور زیادہ لائق ہیں اَلَّا یَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ کہ وہ نہ جانیں وہ حدود جو اللہ تعالیٰ نے نازل کئے ہیں اپنے رسول پر۔ علم کی کمی کی وجہ سے وہ ان چیزوں کو اچھی طرح نہیں سمجھتے وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے حکمت والا ہے وَمِنَ الْاَعْرَابِ اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ بھی ہیں مَنْ یَّتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ مَغْرَمًا جو بناتے ہیں اس چیز کو جو خرچ کرتے ہیں تاوان۔ زکوٰۃ، عشر، فطرانہ وغیرہ کو تاوان اور چٹی سمجھتے ہیں، بوجھ سمجھتے ہیں کیونکہ ایمان پختہ نہیں ہے وَّیَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ اور انتظار کرتے ہیں تمہارے متعلق گردشوں کا۔ کہ مسلمانوں پر کوئی آفت آئے اور ہم ان کی گرفت سے بچ جائیں کیونکہ اس زمانے کے کافر گیدڑ بھبکیاں دیتے رہتے تھے۔ یہ کریں گے اور وہ کریں گے اور منافق اندر اندر سے خوش ہوتے تھے کہ مکے والے مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کو ختم کر دیں گے، خیبر والے حملہ کر کے ختم کر دیں، روم والے حملہ کر کے ختم کر دیں، غسانی بادشاہ ان کو ختم کر دے، ساسانی ان کو ختم کر دیں گے، نجرانی ان کو ختم کر دیں گے، ان گردشوں کے منتظر رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مومنوں پر گردش نہیں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ انہی پر پڑے بری گردش۔ یہ لوگ ختم ہونگے ذلیل ہونگے ان کے نظریات مٹ جائیں گے

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ اللہ تعالیٰ نورِ اسلام، نورِ ایمان کو مکمل کرے گا چاہے مشرک کڑھتے رہیں۔ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ اس سے کوئی شی مخفی نہیں ہے نہ قولی نہ فعلی۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ۭ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ۭ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

وَمِنَ الْاَعْرَابِ اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ ہیں مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ اور بناتے ہیں اس چیز کو جو وہ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب کا ذریعہ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اور رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا ذریعہ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ خبردار! بیشک یہ ان کے تقرب کا ذریعہ ہیں سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ عنقریب داخل کرے گا ان کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ اور ایمان میں سبقت لے جانے والے سب سے پہلے مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ مہاجرین اور انصار میں سے وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

بِاِحْسَانٍ اورجنہوں نے ان کا اتباع کیا اخلاص کیساتھ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے وَاَعَدَّلَھُمْ تیار کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ باغات، جاری ہیں ان کے نیچے نہریں خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ہمیشہ رہا کریں گے ان میں ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہی بڑی کامیابی ہے۔

دیہاتی لوگ عموماً علمی طور پر کمزور ہوتے ہیں اور گفتگو کا انداز بھی عجیب ہوتا ہے۔ اس میں ادب واحترام کا پہلو کم ہوتا ہے اور موٹی زبان رکھتے ہیں۔ شہری لوگ شہر میں رہنے کی وجہ سے علم بھی حاصل کرتے ہیں اور تازہ تازہ خبریں بھی ان کو معلوم ہوتی رہتی ہیں اگر چہ دیہاتیوں کی طرح مخلص نہیں ہوتے۔ کیونکہ دیہاتی اپنے نظریئے میں پختہ ہوتے ہیں، جیسا بھی ہو اور بات کھری کر دیتے ہیں۔

دیہاتی چودھری کا کھرا پن :

اےواء میں جمعیت علماء اسلام نے قومی اور صوبائی اسمبلی کے الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا اور دو حلقوں گکھڑ، وزیر آباد کا حلقہ اور شہر گوجرانوالہ کے حلقہ میں استاد محترم حضرت مفتی عبد الواحدؒ صاحب کو کھڑا کیا گیا۔ ایک پر صوبائی کیلئے اور ایک پر قومی کیلئے۔ دیہاتی علاقوں میں ہمیں بھی جانا پڑتا تھا کیونکہ میں اس وقت جمعیت علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کا امیر تھا، جمعیت کیساتھ تعلق تھا اور ۱۹۹۰ء کے بعد بڑھاپے اور بیماریوں کی وجہ سے اور کچھ پالیسیوں کی وجہ سے جمعیت کیساتھ نہیں ہوں اور نہ ہی کسی اور جماعت کیساتھ ہوں۔ حضرت درخواستیؒ زندہ تھے میں نے ان کو اطلاع دے دی تھی کہ اب میرا کسی جماعت کیساتھ تعلق نہیں ہے۔ تو خیر الیکشن کے سلسلہ میں علی پور کے قریب ایک قصبہ میں

پہنچے۔ سورج طلوع ہوئے ایک گھنٹہ ہو چکا تھا چودھری بارے معلوم کیا۔ نام ان کا ڈائری میں درج ہے زبانی مجھے یاد نہیں ہے۔ چودھری صاحب آئے اور بڑے خوش ہوئے کیونکہ مجھے بھی جانتے تھے میری تقاریر بھی سنتے تھے اور مفتی عبدالواحد کو بھی جانتے تھے۔ کہنے لگے آج میرے لئے عید کا چاند ہے اور دو عیدیں ہیں دو بزرگ ہمارے قصبے میں تشریف لائے ہیں بڑی خوشی ہوئی ہے۔ ہمارے ساتھ دس بارہ رضا کار بھی تھے کہ ویگن بھری ہوئی تھی۔ چودھری صاحب نے پر تکلف ناشتہ کرانے کے بعد پوچھا کہ تم کس لئے آئے ہو؟ ہم نے بتایا کہ ہم الیکشن لڑ رہے ہیں اور مولانا کو اس حلقے میں کھڑا کیا ہے۔ آپ لوگوں کو اکٹھا کریں تا کہ ہم ان سے بات کریں چودھری صاحب نے لوگوں کو اکٹھا کیا جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو ہم نے تقریریں کیں بعد میں چودھری صاحب نے کہا علماء کرام جی اگر ناشتے میں کوئی کمی ہوئی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں دو پہر کا کھانا تم نے یہیں کھانا ہے انشاء اللہ کھانے پینے کی کمی پوری کر دیں گے مگر ووٹ ہم میں سے کسی ایک نے بھی تمہیں نہیں دینے۔

ہم بڑے حیران ہوئے کہ چودھری صاحب تو بڑے خوش تھے اور کہہ رہے تھے ہمارے لئے عید کا چاند چڑھ گیا ہے اور اب کہتے ہیں کہ ایک ووٹ بھی نہیں دینا۔ بڑا کھرا آدمی تھا کہنے لگا سنو! ہماری آپس میں لڑائیاں ہوتی ہیں۔ بنے پر، زمین پر، پرنالے پر، درخت پر، جانوروں پر، رشتوں پر، ہم سچے بھی ہوتے ہیں جھوٹے بھی ہوتے ہیں تم سارے کاموں میں ہمارا ساتھ دو گے؟ ہم نے کہا نہیں! تو کہنے لگا پھر ہم نے ووٹ ان کو دینے ہیں کہ اگر ہم جھوٹے بھی ہوں تو ہمارا ساتھ دیں۔ ہم نے قتل بھی کیا ہو تو ہمارے ساتھ جائے اور کہے یہ قاتل نہیں ہیں، چوری کی ہو تو کہے یہ تو بڑے پارسا ہیں، ڈاکہ ڈالا

ہوتو کہے یہ توڈاکو نہیں ہیں۔ہم نے تو ووٹ ایسے لوگوں کو دینے ہیں اسلئے ہم معذرت خواہ ہیں تمہیں مغالطے میں نہیں رکھنا چاہتے۔اور شہری لوگوں کا حال یہ ہے کہ ایک آیا تو اس کو قسم اٹھا کر تسلی دیدی دوسرا آیا تو اس کو قسم اٹھا کر تسلی دیدی۔ایک کے سامنے قرآن اٹھا لیتے ہیں اور دوسرے کیلئے بھی قرآن سر پر رکھ لیتے ہیں اندر میں کچھ اور ظاہر میں کچھ ہوتے ہیں۔تو دیہاتیوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ کفر اور نفاق میں پکے ہوتے ہیں۔

لطیفہ :

امام غزالیؒ نے ایک لطیفہ نقل کیا ہے کہ ایک امام تھا جس کو چند سورتیں یاد تھیں اور اسکو اس سورۃ کا اَشَدُّ کُفْرًا وَّنِفَاقًا والا رکوع بھی یاد تھا اور یہ رکوع وہ اکثر نماز میں پڑھتا تھا۔دیہاتی نے ایک بار سنا، دوسری بار سنا، تیسری بار سنا تو امام کو ڈنڈا مار کر کہا کہ تم ہمیشہ ہمارے پیچھے ہی لگے رہتے ہو اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْرًا وَّ نِفَاقًا تمہیں اور کوئی آیت نہیں آتی کچھ عرصہ بعد آیا تو امام صاحب مذکورہ آیت پڑھ چکے تھے اور وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ دیہاتیوں میں سے وہ بھی ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر وَیَتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ اور بناتے ہیں وہ اس چیز کو جو وہ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب کا ذریعہ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اور رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا ذریعہ، پڑھ رہے تھے۔وہ دیہاتی کہنے لگا اَلْآنَ نَفَعَکَ الْعَصَا میرا ڈنڈا کام آگیا ہے۔پہلے تو دیہاتیوں کی مذمت کرتا تھا اور اب تو نے تعریف شروع کر دی ہے۔تو سارے دیہاتی برے نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اور دیہاتیوں میں سے بعض وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر

وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ اور بناتے ہیں اس چیز کو جو وہ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب کا ذریعہ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اور رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا ذریعہ، یعنی وہ مال اس نظریئے سے خرچ کرتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہوگا اور آنحضرت ﷺ ہمیں دعائیں دیں گے اور آئندہ رکوع میں آ رہا ہے کہ جب لوگ آنحضرت ﷺ کے سامنے صدقہ خیرات پیش کرتے تھے تو آپ ﷺ ان کیلئے دعا فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ خبردار! بیشک یہ ان کے تقرب کا ذریعہ ہے۔ صدقات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے اَلصَّدَقَةُ تَدْفَعُ مَيْتَةَ السُّوْءِ جو شخص صدقہ خیرات کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بری موت سے بچائے گا۔ اور یہ بھی حدیث پاک میں آتا ہے اَلصَّدَقَةُ تَدْفَعُ الْبَلَاءَ صدقہ خیرات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مصیبت ٹال دیتا ہے۔ اور یہ بھی آتا ہے اَلصَّدَقَةُ تُطْفِیءُ غَضَبَ الرَّبِّ کہ صدقے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ یہ سب روایات اپنی جگہ صحیح ہیں لیکن عوام نے صدقے کا مفہوم نہیں سمجھا۔

صدقہ کا مفہوم :

عوام یہ سمجھتے ہیں کہ کالے بکرے کی سری دینا صدقہ ہے اور اس سے بڑی چھلانگ لگائی تو بکرا چھترا دیدیا۔ یہ صحیح معنٰی میں صدقہ نہیں ہے اس لئے کہ صدقے کا مفہوم ہے غریب کی ضرورت پوری کرنا۔ غریب کو آٹے دانے کی ضرورت ہے، جوتے کی ضرورت ہے، صابن تیل کی ضرورت ہے، اس کے بچوں کو فیس کی ضرورت ہے، کتاب کاپی کی ضرورت ہے یہ کالی سری کہاں کہاں کام آئے گی اس سے کون کونسی ضرورت پوری ہوگی؟ تو صدقے خیرات کا مفہوم ہے غریب کی ضرورت پوری کرنا۔ اس کا بہترین طریقہ ہے کہ

اس کونقد دیدوتا کہ اس کی جوضرورت ہواس سے وہ پوری کر لے۔ایسے لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سَیُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ عنقریب ان کوداخل کرے گا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں۔اللہ تعالیٰ ان پر اپنی خاص رحمت نازل فرمائے گا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔اگر نیکی کرنے والوں سے چھوٹی موٹی غلطی ہوگی تو معاف کردے گا۔پہلے تفصیل کیساتھ یہ بات بیان ہوچکی ہے کہ سورۃ توبہ میں غزوہ تبوک کا ذکر ہے جو ہجرت کے نویں سال رجب کے مہینے میں پیش آیا سخت گرمی کا موسم اور سفر لمبا تھا اور رومیوں کیساتھ مقابلہ تھا۔منافقوں نے حیلے بہانے کر کے جان چھڑائی سوائے چند منافقوں کے جو ساتھ جانے پر مجبور تھے اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کی مذمت اور برائی بیان فرمائی ہے۔

اب ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے دل و جان سے آنحضرت ﷺ کا ساتھ دیا اور ہر نیکی کے کام میں پیش پیش رہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ اور ایمان میں سبقت لے جانے والے سب سے پہلے اور عمل میں بھی مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ مہاجرین اور انصار میں سے وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اور جنہوں نے ان کا اتباع کیا اخلاص کیساتھ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ سے کون لوگ مراد ہیں؟

وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ سے کون لوگ مراد ہیں؟ مفسرین کرامؒ سے تین تفسیریں منقول ہیں۔پہلی تفسیر یہ ہے کہ وہ مہاجرین جو سب سے پہلے ایمان لائے یہ تو وہ ہوئے ایمان میں سبقت لے جانے والے اور وہ مہاجر جو دوسرے تیسرے چوتھے نمبر پر مسلمان ہوئے

وہ ان کی اتباع کرنے والے ہوئے۔اسی طرح وہ انصار جنہوں نے پہلے نصرت اور مدد کی وہ تو وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں ہوئے اور جنہوں نے دوسرے تیسرے نمبر پر مدد کی وہ ان کی اتباع کرنے والے ہوئے تو اس تفسیر کے مطابق تمام کے تمام مہاجرین اور انصار ہوئے یعنی والسبقون الاولون بھی اور ان کی اتباع اور پیروی کرنے والے بھی۔اور دوسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ والسبقون الاولون سے مراد تو صحابہ کرام ہیں ﷺ اِتَّبَعُوْهُمْ سے مراد تابعین ہیں اور تابعی اسے کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں صحابی کو دیکھا ہو آنحضرت ﷺ کو نہیں دیکھا۔جن لوگوں نے مہاجرین اور انصار کو دیکھا ہے وہ تابعین ہیں انہوں نے اخلاص کے ساتھ مہاجرین اور انصار کی پیروی کی ان سے بھی اللہ تعالیٰ راضی ہے۔

اور تیسری تفسیر یہ کرتے ہیں کہ اِتَّبَعُوْهُمْ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مہاجرین اور انصار کی ایمان میں عمل صالح میں ،جہاد میں ،ہجرت میں پیروی کرنے والے ہیں قیامت تک۔ان کیساتھ بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو مہاجرین انصار کا دامن تھامنے والے ہیں، پاؤں پکڑنے والے ہیں،ان کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں وَاَعَدَّلَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ تیار کئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے باغات، جاری ہیں ان کے نیچے نہریں۔ جنت کی نہریں دنیا کی نہروں کی طرح زمین کے پیٹ میں نہیں بہتیں بلکہ وہ سطح زمین کے اوپر چلتی ہیں اور دونوں طرف موتیوں کے بند بنے ہوئے ہونگے اور احادیث میں آتا ہے کہ جو آدمی چاہے گا کہ پانی کا رخ میری طرف ہو سونے کی چھڑی اس کے ہاتھ میں ہوگی اس کیساتھ اشارہ کریگا پانی کا رخ اس کی طرف ہو

جائے گا اور اردگرد بند بندھتا چلا جائے گا۔ وہاں کسی شی کی کمی نہیں ہوگی دنیا میں تو ہمارے پاس تھوڑی جگہ ہے اور جنت کے بارے میں حدیث پاک میں آتا ہے کہ ادنیٰ ترین جنتی کو اس دنیا سے دس گنا زیادہ جگہ ملے گی اور ہر ایک جنتی کا مکان موتی کا ہوگا جو ساٹھ میل میں پھیلا ہوا ہوگا۔ یہ چیزیں ہمیں یہاں سمجھ نہیں آسکتیں۔ جسطرح ماں کے پیٹ میں بچے کو یہ دنیا سمجھ نہیں آسکتی کیونکہ اس کیلئے ماں کا پیٹ ہی ساری دنیا ہے۔ اس کو وہاں کوئی سمجھائے کہ جب تو ماں کے پیٹ سے باہر آئے گا تو تجھے بڑی وسیع دنیا نظر آئے گی اور بہت اونچا آسمان نظر آئے گا باغات، دریا، درخت اور میدان ہوں گے تو ظاہر بات ہے کہ وہ نہیں سمجھ سکتا۔ اسی طرح یہاں دنیا میں ہوتے ہوئے ہمیں بھی آخرت سمجھ میں نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ہمیشہ رہا کریں گے ان باغوں میں ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ یہی بڑی کامیابی ہے۔ رب تعالیٰ تمام مومنین مومنات کو نصیب فرمائے۔

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اوران میں سے جو تمہارے اردگرد ہیں دیہاتوں میں رہنے والے لوگ مُنٰفِقُوْنَ منافق ہیں وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ اور

بعض مدینہ طیبہ میں سے بھی مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ جوڑے ہوئے ہیں منافقت پر لَا تَعْلَمُهُمْ اے نبی کریم ﷺ آپ ان کو نہیں جانتے نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ صرف ہم ہی ان کو جانتے ہیں سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ بتاکید ہم ان کو دو مرتبہ سزا دیں گے ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ پھر وہ لوٹائیں جائیں گے بڑے عذاب کی طرف وَاٰخَرُوْنَ اور کچھ دوسرے لوگ ہیں اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ جنہوں نے اعتراف کیا ہے اپنے گناہوں کا خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ملایا ہے انہوں نے نیک عمل اور دوسرا برا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رجوع کریگا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً آپ لیں ان کے مالوں میں سے صدقہ تُطَهِّرُهُمْ آپ پاک کریں ان کو وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا اور صاف کردیں ان کو اس صدقے کی وصولی کیساتھ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اور دعا کریں ان کیلئے اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ بیشک آپ کی دعا ان کیلئے تسکین کا باعث ہے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا کیا وہ نہیں جانتے اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ بیشک اللہ تعالیٰ ہی قبول کرتا ہے توبہ عَنْ عِبَادِهٖ اپنے بندوں سے وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ اور وہی وصول کرتا ہے صدقات وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے وَقُلِ اعْمَلُوْا اور آپ ان سے کہہ دیں عمل کرتے رہو فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

عنقریب دیکھے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول ﷺ بھی دیکھے گا اور مومن بھی دیکھیں گے وَ سَتُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ اور عنقریب تم لوٹائے جاؤ گے اس ذات کی طرف جو غیب اور حاضر چیزوں کو جاننے والی ہے فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس وہ ذات تمہیں بتادیگی وہ عمل جو تم کرتے تھے۔

آج کی آیات میں غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے والے منافقین اور وہ مسلمان جنہوں نے تن آسانی کی خاطر سفر اختیار نہیں کیا تھا کا رد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ اور ان میں سے جو تمہارے اردگرد ہیں مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ دیہاتوں میں رہنے والے لوگ منافق ہیں۔ اردگرد سے مراد وہ دیہات ہیں جو مدینہ طیبہ سے دو تین چار چھ دس بارہ میل کے فاصلے پر آبادیاں تھیں اور وہ سودا سلف خریدنے کیلئے مدینہ طیبہ آتے تھے وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ اور بعض مدینہ طیبہ میں سے بھی منافق ہیں مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ جوڑے ہوئے ہیں منافقت پر لَا تَعْلَمُهُمْ اے نبی کریم ﷺ آپ ان کو نہیں جانتے نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ صرف ہم ہی ان کو جانتے ہیں۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نہ تو عالم الغیب تھے اور نہ آپ ﷺ کو ما کان و مایکون کا علم حاصل تھا۔

کیونکہ یہ سورۃ توبہ قرآن کریم کی بڑی سورتوں میں سے آخری سورت ہے اس کے بعد صرف اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ نازل ہوئی ہے اور کوئی سورۃ نازل نہیں ہوئی۔ چنانچہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں روایت ہے کہ آخری سورت نَزَلَتْ سُوْرَةُ التوبة قرآن کریم کی سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت توبہ ہے۔ اور یہ آیت کریمہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ مدینہ طیبہ میں ان منافقوں کو جن کا نفاق حد کمال کو پہنچا ہوا تھا اور

جو نفاق پر اڑے ہوئے اور بضد تھے ان کو بھی جناب نبی کریم ﷺ نہیں جانتے تھے۔ ان کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو تھا۔ اگر آپ ﷺ عالم الغیب اور ما کان و ما یکون کے عالم ہوتے تو لامحالہ آپ ﷺ کو ان منافقوں کے حالات معلوم ہوتے اور اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتے کہ آپ ﷺ ان کو نہیں جانتے فقط ہم ہی جانتے ہیں۔ اور یاد رکھنا اہل بدعت میں جو ہوشیار قسم کے مولوی ہیں ان کے سامنے جب وہ آیات پیش کی جاتی ہیں جن میں آنحضرت ﷺ کے غیب کی نفی ہے تو وہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس وقت علم نہیں تھا بعد میں غیب حاصل ہو گیا تھا۔ عوام سطحی ہوتے ہیں مان لیتے ہیں کیونکہ قرآن کریم کا نزول تو ہوتا رہا ہے اگر پہلے آپ ﷺ کو غیب حاصل نہیں ہوا تو بعد میں حاصل ہو گیا ہوگا۔ لہذا آیات اچھی طرح سمجھ لیں اور ان کے داؤ میں نہ آنا کیونکہ یہ قرآن کریم کی بڑی سورتوں میں سے آخری سورت ہے اس کے بعد کوئی ایسی سورۃ نازل نہیں ہوئی جس میں اس بات کا ذکر ہو کہ بعد میں آپ ﷺ کو غیب حاصل ہو گیا تھا اور نہ ہی اس کے بعد کوئی ایسی آیت کریمہ نازل ہوئی کہ جس میں یہ ذکر ہو کہ آپ ﷺ کو عَالِمُ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ بنا دیا گیا ہے۔ اس سبق کو اچھی طرح سمجھ لو اور یاد کر لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ بتاکید ہم ان کو دو مرتبہ سزا دیں گے۔ ایک اس وقت جب فرشتے کافر منافق کی جان نکالتے ہیں تو ہتھوڑے سے مارتے ہیں يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ان کے چہروں پر مارتے ہیں اور پشتوں پر مارتے ہیں۔ [انفال: ۵۰] اور حدیث پاک میں آتا ہے ان کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے گیلی اون سے لوہے کی گرم سلاخ کو کھینچا جائے تو سی سی کرے گی۔ اور دوسری سزا قبر میں ہوگی ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ پھر وہ لوٹائیں جائیں گے بڑے عذاب کی طرف۔ یہ تیسرا عذاب آخرت کا ہوگا اور یہ سب سے بڑا اور ہمیشہ رہنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے

مومنوں کو اس سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے بخلاف اس کے مومن کی جان نکالنے کیلئے جب فرشتے اس کے سامنے آتے ہیں تو اس کو اس کا جنت کا مقام دکھاتے ہیں کہ تو نے اب وہاں جانا ہے۔ اس کو بڑا شوق پیدا ہوتا ہے اور کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو۔ اور مومن کی جان ایسے نکلتی ہے جیسے مشکیزہ کا منہ کھول دیا جائے تو پانی نکل جاتا ہے۔

عام اور خاص کا فرق :

آگے ان دس مخلص مومنوں کا ذکر ہے جو صرف گرمی سے بچنے اور تن آسانی کی وجہ سے غزوہ تبوک میں شریک نہ ہوئے ان میں سے سات عام اور تین خاص مخلص تھے۔ ان آیات میں سات عام کا ذکر ہے اور جو تین خاص تھے ان کا ذکر سورۃ کے آخر میں آئے گا وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا کے اندر۔ ان کی توبہ پچاس دن کے بعد قبول ہوئی۔ کیونکہ جس کو جتنا قرب زیادہ حاصل ہوتا ہے اس کا امتحان بھی اتنا زیادہ ہوتا ہے اور جس کی اتنی حیثیت نہیں ہوتی اس کیلئے زیادہ امتحان اور پابندی بھی نہیں ہوتی۔ چنانچہ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ صحابہ کرام ؓ کیساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے سب کے سامنے مسجد میں پیشاب کر دیا صحابہ کرام ؓ بازو چڑھا کر پکڑنے کیلئے اس کے پیچھے بھاگے آنحضرت ﷺ نے منع فرما دیا کہ اس کو نہ روکو۔ اس کے یہاں پیشاب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو پیشاب کی تکلیف ہے تم روکو گے تو تکلیف زیادہ ہوگی اب تو یہ ایک کونے میں پیشاب کر رہا ہے اس کا دھونا آسان ہے اگر تم اس کے پیچھے بھاگو گے وہ آگے بھاگے گا ساری مسجد پلید کرے گا تو آپ ﷺ نے اس جاہل کا پیشاب کرنا بھی گوارا کر لیا۔ اور دوسری ابوداؤد شریف کی روایت ہے کہ ایک چھوٹی سی مسجد کا امام تھا آپ ﷺ نے اس امام کو قبلے کی طرف تھوکتے دیکھا تو فرمایا کہ تا حکمِ ثانی یہ تمہیں امامت نہیں کروا سکتا حالانکہ

تھوک پلید نہیں ہے۔تو خاص کیلئے پابندیاں زیادہ ہوتی ہیں۔

؎ نیکاں را بیش بود حیرانی

جتنا قرب ہوگا اتنا امتحان اور پابندی زیادہ ہوگی۔اور جو سات عام تھے ان کی توبہ اللہ تعالیٰ نے فوراً قبول فرمالی اس کا ذکر ہے۔فرمایا وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ اور کچھ دوسرے لوگ ہیں جنہوں نے اعتراف کیا ہے اپنے گناہوں کا خَلَطُوْا عَمَلاً صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ملایا ہے انہوں نے نیک عمل اور دوسرا بُرا عمل کہ اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رجوع کریگا کہ ان کی توبہ قبول کرلیگا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔یہ سات آدمی زکوۃ لیکر آئے تو آنحضرت ﷺ نے گریز کیا کہ یہ لوگ غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوئے۔حالانکہ آپ ﷺ زکوۃ اپنے لئے نہیں لیتے تھے بلکہ جمع کر کے فقیروں، مسکینوں، ضرورت مندوں پر خرچ کرتے تھے۔تو حق تعالیٰ نے فرمایا خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً آپ لیں ان کے مالوں میں سے صدقہ زکوۃ تُطَهِّرُهُمْ آپ پاک کریں ان کو وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا اور صاف کردیں ان کو اس صدقہ زکوۃ کی وصولی کیساتھ۔بخل سے تطہیر سے مال پاک ہوگا اور تزکیہ سے دل پاک ہوگا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اور آپ دعا کریں ان کیلئے۔چنانچہ آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جو آدمی زکوۃ لاکر آپ ﷺ کو دیتا تھا آپ ﷺ اس کیلئے دعا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ بَنِي فُلَانٍ اے اللہ فلاں کی آل اولاد پر رحمت فرما اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ بیشک آپ کی دعا ان کیلئے تسکین کا باعث ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ بنسبت عام لوگوں کے نیکوں کی دعائیں زیادہ قبول کرتا ہے مگر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے پیغمبروں کی دعا قبول فرماتا ہے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ اور اللہ

تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ یہ نہ تو منافق ہیں اور نہ ہی ریاکار ہیں سستی سے غلطی ہوئی ہے اور اپنی کوتاہی کا اقرار بھی کر رہے ہیں کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا کیا وہ نہیں جانتے اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندوں سے۔ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ اللہ تعالیٰ کے سوا گناہ کون معاف کرسکتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے یٰبَنِیْٓ آدَمَ کُلُّکُمْ خَطَّاؤُوْنَ اے اولادِ آدم! تم سب خطاکار ہو وَخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ اور بہترین خطاکار وہ ہیں جو فوراً توبہ کرتے ہیں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ اور وہی وصول کرتا ہے صدقات یعنی قبول کرتا ہے۔ جو صدقہ اخلاص کے ساتھ دیا جاتا ہے اس کیلئے قبولیت ہوگی وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے وَقُلْ اور آپ ان سے کہہ دیں اِعْمَلُوْا عمل کرتے رہو فَسَیَرَی اللّٰهُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ عنقریب دیکھے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو اور اس کا رسول ﷺ بھی دیکھے گا اور مومن بھی دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو حقیقت جانتا ہے اور آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے جانتے ہیں اور عام مومن قرائن اور شواہد سے جانتے ہیں کہ یہ شخص مخلص ہے یا نہیں۔ باقی اندر کی بات کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اور عنقریب تم لوٹائے جاؤ گے اس ذات کی طرف جو غیب اور حاضر چیزوں کو جاننے والی ہے۔ یعنی جو چیزیں تمہارے سامنے حاضر ہیں رب تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے اور جو چیزیں تم سے غائب ہیں رب تعالیٰ ان کو بھی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز غائب نہیں ہے وہ مخلوق کی نسبت سے عالم الغیب ہے یعنی جو چیزیں مخلوق سے غائب ہیں

وہ ان کو بھی جانتا ہے فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس وہ ذات تمہیں بتا دیگی وہ عمل جو تم کرتے تھے۔ یعنی ان کا نتیجہ تمہارے سامنے آجائے گا۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا ۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝

وَاٰخَرُوْنَ اور بعض دوسرے لوگ ہیں مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ جنکو مہلت دی گئی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ یا تو اللہ تعالیٰ ان کو سزا دیگا وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ یا ان کی توبہ قبول کریگا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا اور وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے مسجد ضِرَارًا وَّكُفْرًا ضرر دینے کیلئے اور کفر کیلئے وَّتَفْرِيْقًا ۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور ایمان والوں کے درمیان تفریق ڈالنے کیلئے وَاِرْصَادًا اور اڈا بنانے کیلئے لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ اس شخص کیلئے جو لڑتا رہا اللہ

2

تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اس سے پہلے وَلَيَحْلِفُنَّ اور البتہ یہ لوگ قسمیں اٹھائیں گے اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى کہ ہم نے نہیں ارادہ کیا مگر نیکی کا وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ البتہ یہ لوگ جھوٹے ہیں لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا آپ نہ کھڑے ہوں اس مسجد میں کبھی بھی لَمَسْجِدٌ البتہ وہ مسجد اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ جس کی بنیاد رکھی گئی تقویٰ پر پہلے دن سے اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں فِيْهِ رِجَالٌ اس میں مرد ہیں يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا جو پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ وہ پاکیزگی حاصل کریں وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ اور اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے طہارت حاصل کرنے والوں کو۔

غزوہ تبوک کا ذکر چلا آ رہا ہے۔ منافقوں نے تو صرف منافقت کی وجہ سے شرکت نہیں کی تھی ورنہ انکو مالی اور بدنی کسی قسم کا عذر نہیں تھا اور دس مخلص صحابہ کرام ؓ نے محض گرمی اور لمبے سفر سے بچنے کیلئے غزوہ تبوک میں شرکت نہیں کی۔ ان میں سے سات تو عام تھے جن کی توبہ فوراً قبول ہوگئی جن کے متعلق تم سن چکے ہو اور تین خاص تھے۔ حضرت کعب ابن مالک ؓ، حضرت مرارہ ابن ربیع ؓ، اور ہلال ابن امیہ ؓ ان میں سے دو تو بدری صحابی تھے اور اصحاب بدر کا درجہ بہت بلند ہے۔ تیسرے بدری نہیں تھے مگر والسابقون الاولون میں سے تھے۔ چونکہ ان کا مقام بہت اونچا تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ فوراً قبول نہیں فرمائی۔ بخاری اور مسلم کی روایات میں بڑی تفصیل ہے مکمل پچاس دن ان کا بائیکاٹ رہا کوئی مسلمان ان کو نہ سلام کہتا تھا اور نہ ان کے سلام کا جواب دیتا تھا ان کا ذکر

ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اور بعض دوسرے ہیں جن کو مہلت دی گئی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ یا تو ان کو اللہ تعالیٰ سزا دیگا وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ یا ان کی توبہ قبول کریگا۔ آگے ذکر آئے گا کہ انہوں نے رورو کے اللہ تعالیٰ کو منایا پچاس دن کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

منافقوں کی سازش کا تذکرہ :

آگے منافقوں کی ایک سازش کا ذکر ہے۔ مدینہ طیبہ میں ابو عامر راہب نامی ایک آدمی تھا یہ پہلے یہودی تھا اس کی بری حرکتوں اور برُے اخلاق کی وجہ سے یہودی متنفر ہوئے تو یہ عیسائی بن گیا اور نجران چلا گیا۔ چونکہ وہاں کافی عیسائی آباد تھے اور وہ اس کے حالات سے ناواقف تھے۔ وہاں جاکر اس نے پیری مریدی شروع کردی۔ یہ بڑا خبیث قسم کا آدمی تھا غزوۂ بدر سے لے کر غزوۂ تبوک تک جتنی جنگیں ہوئیں ہیں تمام میں اس کا حصہ تھا یہ کافروں کو ابھارتا اور برانگیختہ کرتا تھا اور غزوہ تبوک بھی اسی کی شرارت کا نتیجہ تھا کہ روتا ہوا ہرقل روم کے پاس گیا کہ ہم مارے گئے ہیں ہم پر بڑے ظلم ہوئے ہیں ہمارے آدمی ماردیئے گئے علاقے ہمارے سے چھین لئے گئے روم ہمارا مرکز ہے وہ روم پر بھی حملہ کرنے کا پروگرام بنارہے ہیں ہرقل روم چونکہ عیسائی تھا اور یہ ان کا راہب اور پادری بنا ہوا تھا اُس نے اِسکے اکسانے پر فوجیں تبوک کے مقام پر بھیج دیں۔

غزوہ تبوک سے پہلے کا قصہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں اس کے خاص بارہ آدمی تھے ان کے ذریعے اس نے شرارت کا منصوبہ بنایا۔ ان میں سے ایک ثعلبہ ابن ابی حاطب بھی تھا جس کا ذکر پہلے سن چکے ہو۔ ابو عامر راہب نے ان بارہ منافقوں کیساتھ میٹنگ کر کے یہ

طے کیا کہ مسجد قبا سے الگ ایک مسجد بنائیں تاکہ مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کے پاس جانے کا موقع کم ملے اور دین نہ سیکھ سکیں۔ اور ان کی ایسی ذہن سازی کرو کہ ان کی پرانی لڑائیاں پھر تازہ ہو جائیں۔ کیونکہ اوس اور خزرج کے درمیان خاندانی رقابتیں تو پہلے تھیں ان کا ہمیشہ برادری مسئلہ رہا ہے اور ہم اپنا کفر خفیہ طریقے سے پھیلاتے رہیں اور مسلمانوں کو تقسیم کرتے رہیں۔ اور ابو عامر نے کہا کہ میرا اڈا بن جائے گا میں یہاں آ کر ٹھہرا کرونگا۔ یہ ان کے مقاصد تھے مسلمانوں کو ضرر پہنچانا، اپنا کفر پھیلانا، اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنی اور ابو عامر کیلئے اڈا بنانا۔

ان بارہ منافقوں نے ابو عامر راہب کے مشورے سے مسجد بنادی چونکہ بڑے مکار تھے انہوں نے سوچا کہ اگر آنحضرت ﷺ مسجد میں نہ آئے تو مسلمانوں نے اعتماد نہیں کرنا لہذا ایک وفد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں جائے اور گذارش کرے کہ حضرت مسجد قبا ہم سے دور ہے گرمی بھی ہوتی ہے، بارش بھی ہوتی ہے، کبھی آندھی اور طوفان بھی آجاتا ہے اندھیرا ہوتا ہے ہم میں سے بوڑھے بیمار اس مسجد تک نہیں پہنچ سکتے ان کی سہولت کیلئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہم نے مسجد بنائی ہے حضرت آپ ﷺ افتتاح فرمادیں کہ وہ مسجد ہی کیا ہوئی جس میں نماز نہ پڑھائیں اور بڑی قسمیں اٹھائیں کہ حضرت ہمارا مقصد اور کوئی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو سچا سمجھ کر وعدہ فرمالیا کہ تبوک کے سفر سے واپسی پر انشاء اللہ تعالیٰ آ کر تمہاری مسجد میں نماز پڑھوں گا کیونکہ اب تو میں تبوک کی تیاری میں مصروف ہوں اللہ تعالیٰ نے تبوک کے سفر سے واپس مدینہ طیبہ پہنچنے سے پہلے ہی یہ آیات نازل فرما کر بتا دیا کہ یہ نام نہاد مسجد اسلام کے خلاف سازش کرنے اور مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالنے کیلئے تیار کی گئی ہے لہذا اس میں کبھی نہ کھڑے ہونا۔

حضور ﷺ کا مسجد ضرار کو مسمار کروانا :

چنانچہ آنحضرت ﷺ نے چار صحابہ مالک ابن دُخشم، مَعْن ابن عدی، عامر ابن سکن اور وحشی ابن حرب جنہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ اس مسجد کو جا کر گرا دو چنانچہ یہ گئے اور جا کر مسجد کو آگ لگا کر راکھ کر کے رکھ دیا۔ پھر منافقوں نے یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ مسجد کو آگ لگا دی ہے مسجد نے کسی کا کیا بگاڑا تھا، شہتیروں اور دروازوں نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ کُفْرًا اور وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے مسجد ضرر دینے کیلئے مسلمانوں کو اور اپنے کفر کو پھیلانے کیلئے وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور ایمان والوں کے درمیان تفریق ڈالنے کیلئے وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ اور اڈا اور مورچہ اس شخص کیلئے جو لڑتا رہا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول ﷺ کیساتھ اس سے پہلے۔ وہ شخص کون ہے؟ جس کیلئے مورچہ بنا رہے تھے، ابو عامر راہب۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰی اور البتہ یہ لوگ قسمیں اٹھائیں گے کہ ہم نے نہیں ارادہ کیا مگر نیکی اور بھلائی کا۔ منافقین میں سے جو لوگ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تھے بڑی شکل وصورت قد وقامت والے اور گفتگو کے ایسے کاریگر کہ آدمی ان کی باتوں میں آجاتے تھے حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ جیسی ذہین فطین شخصیت بھی۔ ایسے ہی ایک منافق کے بارے میں آتا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُکَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَیُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰی مَا فِیْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں کہ دنیوی زندگی کے متعلق اسکی بات آپکو تعجب میں ڈالتی ہے اور اس چیز پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے جو اس کے دل میں ہے حالانکہ وہ شخص بہت جھگڑا کرنے والا ہے۔ [البقرہ: ۲۰۷] مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹی

قسمیں کھاتے ہیں وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ البتہ یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ انہوں نے مسجد اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے نہیں بنائی لَاتَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا اے نبی کریم ﷺ آپ نہ کھڑے ہوں اس میں کبھی بھی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد رکھی گئی تقویٰ پر پہلے دن سے اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں یعنی مسجد قبا۔

آنحضرت ﷺ جب ہجرت کر کے تشریف لائے تو مدینہ طیبہ سے پہلے قبا کا علاقہ تھا اب تو یہ مدینہ طیبہ میں داخل ہو گیا ہے اُس وقت یہ ملحقات اور مضافات مدینہ میں سے تھا۔ آنحضرت ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دو چار ساتھی اور تھے یہ حضرات چودہ یا بیس دن یہاں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت کلثوم ابن ہدم رضی اللہ عنہ کے گھر۔ آپ ﷺ بڑے پریشان اور مغموم تھے انہوں نے خیال کیا کہ شاید خدمت میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے۔ پہلے تو پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی لیکن بالآخر پوچھ لیا کہ حضرت ہم آپ ﷺ کو بڑا پریشان اور مغموم دیکھتے ہیں اگر مہمانی میں کوئی کمی ہوئی ہے تو ہمیں بے تکلف بتا دیں تا کہ ہم آپ ﷺ کی پسند کے مطابق خدمت کر سکیں۔ فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن آپ ﷺ کے دل میں جو بات تھی اس کو کھل کر بیان نہ کیا۔

ساتھیوں نے آپس میں بات کی کہ ہجرت بھی کوئی معمولی بات نہیں ہے گھر چھوڑنا، برادری چھوڑنا، بچوں کو چھوڑنا، ہوسکتا ہے آپ ﷺ اس وجہ سے پریشان ہوں۔ آپ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے حضرت شاید پریشانی کی وجہ ہجرت ہے کہ آپ ﷺ گھر بار چھوڑ کر آئے ہیں ہمیں بھی افسوس ہے مگر ہم کر کچھ نہیں سکتے۔ ہمارے جو اختیار میں ہے اس کا آپ ﷺ ہمیں حکم دیں ہم کرنے کیلئے تیار ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اس لئے

پریشان نہیں ہوں بلکہ میری پریشانی کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر اجتماعی نماز پڑھنے کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے۔حضرت کلثوم ابن ہدم ؓ نے کہا حضرت یہ سارا رقبہ میرا ہے بلا شرکت غیرے جتنا رقبہ آپ ﷺ کو چاہئے اتنے پر لکیر لگادیں ہم مسجد بنا دیتے ہیں۔تو قبا کی علاقہ میں مسجد تعمیر کی گئی اسی لئے اس کا نام مسجد قبا ہے۔ پہلے یہ چھوٹی سی تھی اب حکومت نے بہت بڑی بنادی ہے۔میں نے وہ چھوٹی بھی دیکھی ہے اس میں قبلے کے قریب ایک جگہ پر نوٹ لکھا ہوا ہے۔یہ وہ جگہ ہے جہاں جبرائیل علیہ السلام ایک آیت کریمہ لیکر آئے تھے۔ الحمد للہ وہاں مرد بھی جاتے ہیں عورتیں بھی جاتیں ہیں اور دو رکعت نفل پڑھتے ہیں۔آنحضرت ﷺ اکثر ہفتے والے دن وہاں پیدل تشریف لے جاتے اور دو رکعتیں پڑھ کر واپس تشریف لے آتے۔

چار بڑے درجے والی مسجدیں :

چار مسجدیں بڑے درجے والی ہیں۔ایک مسجد حرام، دوسری مسجد اقصیٰ، تیسری مسجد نبوی اور چوتھی مسجد قبا اور یہ چاروں مسجدیں پیغمبروں کے ہاتھ سے بنی ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فِيْهِ رِجَالٌ اس میں مرد ہیں يُحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا جو پسند کرتے ہیں اس بات کو کہ وہ پاکیزگی حاصل کریں۔ترمذی شریف اور دیگر احادیث کی کتابوں میں روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے قبا والوں کو بلا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی ہے بتاؤ وہ کون سی پاکیزگی ہے جو تم حاصل کرتے ہو؟ تو قبا والوں نے کہا حضرت ہم جب پیشاب پاخانے سے فارغ ہوتے ہیں تو پہلے ڈھیلے استعمال کرتے ہیں پھر پانی کیساتھ استنجا کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس بات پر تمہاری تعریف کی ہے لہذا اس عمل کو قائم رکھنا۔

اصل بات یہ ہے کہ عرب کے علاقہ میں پانی کی قلت ہوتی تھی عموماً لوگ استنجا کے لیے صرف ڈھیلا استعمال کرتے تھے اور قبا والے ڈھیلا اور پانی دونوں استعمال کرتے تھے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ اور اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے طہارت حاصل کرنے والوں کو۔ جتنا کوئی بدنی اور اخلاقی لحاظ سے پاک رہے گا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کو اتنا ہی تقرب حاصل ہوگا۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ ھَارٍ فَانْھَارَ بِہٖ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ o لَا یَزَالُ بُنْیَانُھُمُ الَّذِیْ بَنَوْا رِیْبَۃً فِیْ قُلُوْبِھِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُھُمْ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ o اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ ط یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ قف وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ ط وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ ط وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ o

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ کیا پس وہ شخص جس نے بنیاد رکھی ہے اپنی عمارت کی عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٍ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خَیْرٌ یہ بہتر ہے اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ یا وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی عَلٰی شَفَا جُرُفٍ گڑھے کے کنارے پر ھَارٍ جو گرنے والا ہے فَانْھَارَ بِہٖ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ پس وہ اس کو لے گرا جہنم کی آگ میں وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو لَا یَزَالُ ہمیشہ رہے گی

بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا ان کی عمارت جوانہوں نے تعمیر کی تھی رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ تردداور شک ان کے دلوں میں اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بیشک اللہ تعالیٰ نے خرید لی ہیں مومنوں سے اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ ان کی جانیں اوران کے مال بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ کہ اس کے بدلے میں ان کیلئے جنت ہے يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ پس وہ قتل کرتے ہیں دشمنوں کواور خود قتل کیے جاتے ہیں وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا یہ وعدہ ہے رب تعالیٰ کے ذمے سچا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ تورات میں اورانجیل میں اورقرآن میں وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ اورکون زیادہ پورا کرنے والا ہے عہدکو مِنَ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ سے فَاسْتَبْشِرُوْا پس تم خوش ہوجاؤ بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ اپنے اس سودے پر جوتم نے اپنے رب کیساتھ کیا ہے وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

یہ بات پچھلے درس میں بیان ہوچکی ہے کہ ابو عامر راہب جو پہلے یہودی تھا پھر عیسائیوں کا پادری بن گیا۔ یہ بڑا شریر خبیث اور اسلام کا سخت دشمن تھا اس کیساتھ ثعلبہ ابن ابی حاطب وغیرہ دس بارہ منافق تھے انہوں نے مشورہ کیا کہ مسجد قبا کے مقابلے میں ایک مسجد بنائی جائے تاکہ لوگوں کو مسجد نبوی اور مسجد قبا سے روکا جاسکے کہ لوگ یہاں آئیں گے تو ان کی اسلام کے خلاف ذہن سازی کی جاسکے اوراوس اور خزرج قبیلے جو زمانہ جاہلیت میں

ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ پرانی باتوں کو سامنے لا کر ان کو آپس میں لڑا دیا جائے اور ابو عامر راہب نے کہا کہ میرے لئے اڈا بن جائے گا میں یہاں آ کر رہا کرونگا۔ چنانچہ مسجد بنانے کے بعد وفد کی شکل میں آنحضرت ﷺ کے پاس آئے کہ حضرت آپ اس مسجد کا افتتاح فرمادیں۔ کیونکہ مسجد نبوی بھی ہم سے دور ہے اور مسجد قبا بھی فاصلے پر ہے۔ گرمی بھی ہوتی ہے، کچھ بوڑھے بھی ہیں، کچھ معذور بھی ہیں ان لوگوں کیلئے سہولت رہے گی۔

آں حضرت ﷺ نے وعدہ کرلیا کہ تبوک کے سفر سے واپسی پر تمہاری مسجد میں نماز پڑھاؤں گا۔ واپس آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آگاہ فرمادیا کہ یہ مسجد مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن کا اڈا اور مورچہ انہوں نے بنایا ہے۔ لہذا آپ وہاں کھڑے بھی نہ ہوں اور مسجد قبا میں کھڑے ہوں جس کی بنیاد تقویٰ اور پرہیزگاری پر ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی تَقْوٰی کیا پس وہ شخص جس نے بنیاد رکھی ہے اپنی عمارت کی تقویٰ پر مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے۔ زمین حضرت کلثوم ابن ہدم رضی اللہ عنہ نے دی تھی جو بڑے نیک صحابی تھے اور آنحضرت ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس کی بنیاد رکھی تھی خَیْرٌ یہ بہتر ہے اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ یا وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی گڑھے کے کنارے پر۔ شَفَا شین کے فتح کے ساتھ ہو تو اس کا معنٰی ہے کنارہ اور شین کے کسرے کیساتھ ہو شِفَا تو اس کا معنٰی ہے صحت یابی۔ جسطرح شہد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فِیْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ اس میں لوگوں کیلئے صحت یابی ہے۔ اور قرآن کریم کے بارے میں فرمایا شِفَاءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ کہ قرآن کریم دل کی بیماریوں کے لئے شفاء ہے۔ اور

جُــرُفٍ کا معنیٰ گڑھا۔ یوں سمجھو کہ بہت بڑا گڑھا ہو اور ہو بھی گرنے والا اور اس کے کنارے مکان ہو گڑھا گرا، مکان گرا اور مکان والے بھی گر گئے۔ یہ مثال ہے مسجد ضرار کی کہ اس کی بنیاد رکھی ایسے گڑھے کے کنارے پر کہ وہ خود گرنے والا ہے هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ جو گرنے والا ہے پس وہ اس کو لے گرا جہنم کی آگ میں۔ کہ وہاں سے سیدھا دوزخ میں چلا گیا وَاللّٰـهُ لَایَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ اور اللہ تعالیٰ (زبردستی) ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو لَایَـزَالُ بُـنْـیَـانُهُـمُ الَّـذِیْ ہمیشہ رہے گی ان کی مسجد ضرار کی عمارت بَـنَـوْا جو انہوں نے بنائی رِیْبَةً فِـیْ قُـلُـوْبِهِـمْ تردد اور شک ان کے دلوں میں۔ کیونکہ اگر کسی کا منصوبہ ناکام ہو جائے تو اس پر اس کا بڑا صدمہ ہوتا ہے لہذا یہ عمارت ان کو ہمیشہ کھٹکتی رہے گی کہ ہم نے تو کچھ اور سکیم بنائی تھی مگر ہو کچھ اور گیا یہ ناکامی ان کو ہمیشہ یاد رہے گی اِلَّآ اَنْ تَـقَـطَّـعَ قُلُوْبُهُمْ مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں کہ ان میں سمجھ کی صلاحیت ہی نہ رہے یعنی مر جائیں تو تردد ختم ہو گا اور بھول جائیں گے وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے حکمت والا ہے۔

مسلسل کئی رکوعوں میں غزوہ تبوک کا ذکر ہو چکا ہے کہ منافقوں نے مختلف بہانے کر کے جان بچائی لیکن مخلص مومنوں نے سوائے دس آدمیوں کے جن میں سے سات کی توبہ جلدی قبول ہو گئی، اور تین کا ذکر آگے آ رہا ہے، باقی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اِنَّ الـلّٰــهَ اشْتَرٰی مِـنَ الْـمُـؤْمِنِیْنَ اَنْـفُسَهُـمْ وَاَمْـوَالَهُـمْ بیشک اللہ تعالیٰ نے خرید لی ہیں مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال۔ یہ خریدنا مجازی طور پر کہا ہے اپنے لطف اور کرم کا اظہار کرتے ہوئے اس لئے کہ خریدی تو دوسرے کی چیز جاتی ہے مومنوں کے مال اور جانیں تو اللہ تعالیٰ کی اپنی ہیں۔ اپنے مال کو

خریدنے کا کیا معنٰی ہے؟ یہ صرف تشبیہ دی ہے سمجھانے کیلئے حقیقتاً سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے۔شاعر نے اسی کا مفہوم ادا کیا ہے......

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہو

تو رب تعالیٰ نے مجازاً فرمایا ہے کہ مومنوں کی جانیں اور مال خرید لئے ہیں اور کس چیز کے بدلے میں خریدے ہیں؟ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ اس کے بدلے میں ان کیلئے جنت ہے۔مومن کرتے کیا ہیں؟ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں۔دنیا میں لڑائیاں تو بہت ہیں کسی کا کوئی مقصد ہے کسی کا کوئی مقصد ہے، کوئی کسی شی کیلئے لڑتا ہے کوئی کسی شی کیلئے لڑتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ لڑائی پسندیدہ ہے جو فی سبیل اللہ لڑی جائے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ حضرت کچھ لوگ مال غنیمت کیلئے لڑتے ہیں اور کچھ لوگ بہادری کے جوہر دکھانے کیلئے لڑتے ہیں بعض کسی اور مقصد کیلئے لڑتے ہیں تو کیا یہ بھی فی سبیل اللہ کی مد میں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔بلکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں وہ ہے قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ الْعُلْيَا جو لڑتا ہے اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کیلئے۔اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے جو لڑتا ہے وہ فی سبیل اللہ ہے۔

شہادت کی اقسام :

اور شہادت کی بڑی قسم یہی ہے اس کے علاوہ اور بھی بڑی قسمیں ہیں۔حدیث پاک میں آتا ہے جو آدمی مکان سے گر کر مر جائے وہ بھی شہید ہے، جو پانی میں ڈوب کر مر جائے وہ بھی شہید ہے، آگ میں جل جائے وہ بھی شہید ہے، نمونیا سل میں مر جائے وہ

بھی شہید ہے، جو شخص اپنی جان کا دفع کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے، سواری سے گر کر مر جائے وہ بھی شہید ہے، جو سانپ ڈسنے کی وجہ سے مر جائے وہ بھی شہید ہے، اپنے مال کا تحفظ کرتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے، لیکن سب سے بلند مقام اس شہید کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے مارا جائے۔

پہلے لوگ بہت سمجھدار تھے وہ ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کے دین کو مقدم رکھتے تھے اور کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔ اب لوگوں نے دنیا کو مقصد بنالیا ہے یہ دیوانے لوگ ہیں ان کو کامیابی اور فتح بھی نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ پس وہ قتل کرتے ہیں دشمنوں کو اور خود بھی قتل کیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہوتے ہیں وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا یہ وعدہ ہے رب تعالیٰ کے ذمے سچا کہ ان کو جنت دیگا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں۔ اور قرآن پاک میں یہ بھی ہے وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات کہنے کے اعتبار سے [النساء: ۱۲۲] فرمایا وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ اور کون زیادہ پورا کرنے والا ہے عہد کو اللہ تعالیٰ سے۔ سب سے سچا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ہی ہے لہذا اس نے جو مجاہدین کے ساتھ وعدہ کیا ہے اس میں کوئی شک شبہ نہیں ہے۔ اس کیلئے وعدہ پورا کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ مخلوق سے وعدہ خلافی ہو سکتی ہے کہ مخلوق عاجز اور قاصر ہے۔ بعض دفعہ آدمی وعدے میں مخلص بھی ہوتا ہے مگر نباہ نہیں سکتا اور بعض لوگ وعدے کو داؤ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر تم نے کسی کیساتھ کسی چیز کا وعدہ کرنا ہے تو سوچ سمجھ کر کرو کہ میں اس پر پورا اتر سکوں گا، مجھ سے یہ ہو سکے گا یا نہیں، اگر وہ کام ہو سکتا ہے اور تمہاری نیت بھی صحیح ہے تو پھر وعدہ کرو ورنہ نہ کرو۔ حدیث میں وعدہ

خلافی منافق کی خصلت بتائی گئی ہے فرمایا اِذَا وَعَدَ خَلَفَ جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔ مومن کا کام ہے وعدے کو پورا کرنا۔

مولانا حسین احمد مدنی کا واقعہ :

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ نے ایک جگہ ٹائم دیا تھا جگہ اسٹیشن سے دور تھی تانگہ وغیرہ کوئی سواری انہوں نے لینے کیلئے نہ بھیجی مغالطے میں رہے حضرت نے دوڑ لگا دی خادم کو بھی دوڑنا پڑا۔ خادم نے کہا حضرت کیا دوڑ کر ٹائم پر پہنچ جائیں گے؟ حضرت نے فرمایا دوڑ رہے ہیں اگر گر گئے تو قیامت والے دن یہ تو کہہ سکیں گے کہ اے پروردگار وعدہ پورا کرنے کیلئے ہمارے اختیار میں اتنا ہی تھا ہم یہی کچھ کر سکتے تھے۔ اندازہ لگاؤ ان لوگوں کو وعدے کا کتنا احساس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ پس تم خوش ہو جاؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے اپنے رب کیساتھ کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے مال اور جانیں جنت کے بدلے خرید لی ہیں اور رب تعالیٰ کی کمال شفقت دیکھو کہ ہے بھی سب کچھ اس کا یعنی مال بھی اس کا جانیں بھی اسی کی پھر فرما رہے ہیں کہ میں نے تم سے خرید لی ہیں۔

ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں اسی لئے خودکشی حرام ہے اور اس پر گرفت ہے اگر انسان اپنے وجود کی حفاظت نہیں کرتا تو گنہگار ہے۔ گرمی میں گرمی سے نہیں بچتا اور سردی میں سردی سے نہیں بچتا، سڑک اور لائن کراس کرتے ہوئے بے احتیاطی کرتا ہے اور مر جاتا ہے تو گنہگار مرا ہے۔ خودکشی کرنے والے کے متعلق مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ اس کو حلال سمجھ کر کرتا ہے تو کافر ہے اس کا جنازہ جائز نہیں ہے۔ اگر حرام سمجھتا ہے اور جذبات میں آکر کر لیتا ہے تو گنہگار ہے اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ البتہ آنحضرت ﷺ نے

صاحب اقتدار اور حاکم وقت کو خودکشی کرنے والے کا جنازہ پڑھانے سے منع فرمایا ہے تاکہ خودکشی کا رجحان پیدا نہ ہو۔ آجکل اخبارات پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خودکشی کا سلسلہ ہی چل پڑا ہے۔ یہ گناہ کی بات ہے یہ جان رب تعالیٰ کی امانت ہے اور مال بھی رب تعالیٰ کی امانت ہے۔ اگر مال بھی بے جا خرچ کرے گا تو قیامت والے دن گرفت ہو گی یہانتک کہ ایک روپے کا پٹاخہ بھی چلائے گا تو قیامت والے دن اس کا حساب دینا ہوگا کہ اے بندے! یہ روپیہ تو نے بے جا کیوں خرچ کیا تھا۔ مگر آج شادیوں پر شرلی پٹاخوں کا اتنا زور لگا دیتے ہیں کہ توبہ توبہ۔ نہ محلے والوں کو سونے دیتے ہیں اور نہ خود سوتے ہیں۔ ان کو اگر کہو کہ اللہ کے بندو روپے کسی دینی مدرسے پر لگا دو، طالبعلموں پر خرچ کرو، کہیں مسجد بنا دو تو اس طرف نہیں آتے ان کو دلوں پر ایسی مار اور لعنت پڑی ہے کہ ٹھاہ ٹھاہ کی طرف جاتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ ان کے دلوں پر تالے لگ گئے ہیں اور خوش نصیب ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال اور جانیں خرچ کرتے ہیں وَذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ اور یہی ہے بڑی کامیابی۔ رب تعالیٰ ہر مسلمان کو نصیب فرمائے۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًاۢ بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

اَلتَّآئِبُوْنَ توبہ کرنے والے ہیں اَلْعٰبِدُوْنَ عبادت کرنے والے ہیں اَلْحٰمِدُوْنَ تعریف کرنے والے ہیں اَلسَّآئِحُوْنَ روزہ رکھنے والے ہیں اَلرّٰكِعُوْنَ رکوع کرنے والے ہیں اَلسّٰجِدُوْنَ سجدہ کرنے والے ہیں اَلْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ نیکی کا حکم کرنے والے ہیں وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور برائی سے روکنے والے ہیں وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور آپ خوشخبری سنا دیں ایمان والوں کو مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ نہیں تھا لائق نبی کریم ﷺ کے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اور نہ ان کیلئے جو ایمان لائے ہیں اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ کہ بخشش طلب کریں مشرکوں کیلئے وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی اور اگر چہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمْ بعد اس کے ان کے سامنے واضح ہو چکا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ کہ بیشک وہ دوزخ والے ہیں وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اور نہیں تھا بخشش مانگنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کیلئے اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِیَّاهُ مگر ایک وعدے کی بنا پر جو انہوں نے اپنے والد سے کر رکھا تھا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ پس جب واضح ہو گیا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ کہ ان کا باپ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تَبَرَّاَ مِنْهُ تو اس سے بیزار ہو گئے اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ بیشک ابراہیم علیہ السلام زاری کرنے والے تحمل والے تھے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِلَّ قَوْمًا اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسا کہ گمراہ کر دے کسی قوم کو بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ بعد اس کے کہ ان کی راہنمائی کی ہے حَتّٰی یُبَیِّنَ لَهُمْ مَّا یَتَّقُوْنَ یہاں تک کہ بیان کر دے وہ باتیں جن سے انہوں نے بچنا ہے اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی یُحْیِ

وَيُمِيتُ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے وَمَا لَكُم مِنْ دُونِ اللهِ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمہارا مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيرٍ کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

اس سے پہلی آیت کریمہ میں اس کا ذکر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال جنت کے بدلے خرید لی ہیں۔

مومنوں کے اوصاف:

آگے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی موٹی موٹی اوصاف بیان فرمائی ہیں۔ مومنوں کی پہلی صفت...... اَلتَّآئِبُوْنَ توبہ کرنے والے ہیں اگر ان سے گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرتے ہیں کیونکہ گناہ پر اصرار کرنا بڑا گناہ ہے۔ فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے یعنی بار بار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔ اور مومنوں کی صفت یہ ہے کہ گناہ کرنے کے بعد توبہ کرتے ہیں۔ دوسری صفت...... الْعٰبِدُوْنَ عبادت کرنے والے ہیں۔ نہایت اخلاص سے نماز ادا کرتے ہیں روزہ رکھتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، حج کرتے ہیں یہ بڑی بڑی عبادتیں ہیں۔ الْحٰمِدُوْنَ تعریف کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی ہر وقت اور ہر حال میں، راحت میں تکلیف میں، غمی میں، خوشی میں، سفر میں حضر میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وغیرہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں السَّآئِحُوْنَ. اس کا ایک معنٰی ہے روزہ رکھنے والے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اَلسَّيَاحَةُ اُمَّتِیْ الصِّيَامُ میری امت کی سیاحت روزہ رکھنا ہے۔ تو اس حدیث کی روشنی میں السَّآئِحُوْنَ کا ترجمہ ہوگا روزہ رکھنے والے ہیں۔ بعض مفسرین کرامؒ نے یہ لفظ سیر و سیاحت کے معنٰی میں لیا ہے تو اس وقت معنٰی ہوگا چلنے پھرنے کا کہ مومن اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیلئے چلتے پھرتے ہیں کیونکہ جہاد کیلئے بھی چلنا پڑتا ہے۔ بعض حضرات نے اس سے دینی طلباء مراد لئے ہیں

کہ وہ بھی سفر کر کے دینی مدارس میں پہنچتے ہیں دین حاصل کرنے کیلئے ۔بعض حضرات فرماتے ہیں کہ السَّآئِحُوْنَ سے مراد مہاجرین ہیں کہ جب کسی علاقے میں کفر کا غلبہ ہو جائے تو وہ وہاں سے ہجرت کر جاتے ہیں ۔بہر حال ان معانی میں کوئی تعارض نہیں ہے اس کا مصداق روزہ رکھنے والے بھی ہیں، طالب علم بھی ہیں، مہاجر بھی ہیں اور مجاہد بھی ہیں الرّٰکِعُوْنَ رکوع کرنے والے ہیں السّٰجِدُوْنَ سجدہ کرنے والے ہیں اطمینان سے ۔جس آدمی نے رکوع سجدہ اطمینان کیساتھ نہ کیا، رکوع سے اٹھ کر تھوڑا سا قومہ نہ کیا ،دونوں سجدوں کے درمیان قعدہ نہ کیا اس نے اپنا وقت ہی ضائع کیا ہے ۔نماز اس کے منہ پر ماری جائے گی الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ نیکی کا حکم کرنے والے ہیں، نیکی کی تعلیم دیتے ہیں وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور برائی سے روکنے والے ہیں وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں ۔یعنی صرف دوسروں کو ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے خود بھی ان چیزوں کی پابندی کرتے ہیں ۔رب تعالیٰ نے مومنوں کی موٹی موٹی اوصاف بیان کر کے فرمایا وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور آپ خوشخبری سنا دیں ایمان والوں کو اور اس کے بالمقابل مشرکوں کیلئے آپ ﷺ دعاء مغفرت بھی نہیں کر سکتے ۔

آنحضرت ﷺ کے مہربان چچا ابو طالب عبد ابن مناف نے آپ ﷺ کی بڑی خدمت کی ہے اور اس خدمت کا اس کو صلہ بھی ملا کہ جہنم کا سب سے ہلکا عذاب اس کو ہوگا کہ اس کو آگ کا جوتا پہنایا جائے گا جس سے اس کا دماغ اس طرح ابلے گا جسطرح تیز آگ پر ہانڈی ابلتی ہے ۔سمجھدار ہونے کے باوجود اس نے اپنا دھڑا نہیں چھوڑا۔ آنحضرت ﷺ اس کی وفات کے وقت اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ چچا جان

کلمہ پڑھ لوتا کہ میں آپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کچھ کہہ سکوں۔ کہنے لگا وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّةِ دِیْنًا اور البتہ تحقیق میں جانتا ہوں کہ تمہارا دین دنیا کے تمام دینوں سے سچا اور کھرا ہے مگر میں اپنا دھڑا چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوں۔ یہ خلاصہ ہے اس کے جواب کا۔ فوت ہو گیا تو آنحضرت ﷺ اس کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے لیکن مغفرت کی دعا کی کہ اے پروردگار! اس نے میری بڑی خدمت کی ہے تیرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں ہے اس کو بخش دے۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی اپنے بڑوں کیلئے جو شرک پر مرے تھے دعائیں شروع کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ نہیں تھا لائق نبی کریم ﷺ کے اور نہ ان کیلئے جو ایمان لائے اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ کہ بخشش طلب کریں مشرکوں کیلئے وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی اور اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں مِنْ بَعْدِ مَاتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ بعد اس کے کہ ان کے سامنے واضح ہو چکا کہ بیشک وہ دوزخ والے ہیں۔ کہ انہوں نے کلمے کا انکار کر دیا اور کفر پر مرے تو ان کیلئے مغفرت کی نہ نبی دعا کر سکتے ہیں اور نہ مومن کر سکتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد جن کا نام آذر تھا۔ ساتویں پارے میں ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر کو اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً تو بتوں کو معبود بناتا ہے اِنِّیْٓ اَرٰکَ وَقَوْمَکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ بیشک میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں [انعام: ۷۵] حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو بڑا سمجھایا مگر اس نے نہ مانا اور آخر دم تک شرک پر ڈٹا رہا تو اس کیلئے مغفرت کی دعا کیوں مانگی تھی؟ اللہ تعالیٰ اس کا جواب دیتے ہیں وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ اور نہیں تھا بخشش مانگنا ابراہیم

علیہ السلام کا اپنے باپ کیلئے اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ وَّعَدَھَآ اِیَّاہُ مگر ایک وعدے کی بنا پر جو انہوں نے اپنے والد سے کر رکھا تھا۔ جس کا ذکر سورۃ مریم آیت نمبر ۴۷ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو سمجھایا جب وہ نہ مانا تو کہا سَاَسْتَغْفِرُلَکَ رَبِّیْ اِنَّہٗ کَانَ بِیْ حَفِیًّا میں بخشش طلب کرونگا تیرے لئے اپنے پروردگار سے بیشک وہ میرے ساتھ بہت مہربان ہے۔ اور امید تھی کہ یہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے گا اور بخشش کا اہل ہو جائے گا۔ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗٓ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ پس جب واضح ہو گیا ابراہیم علیہ السلام کے سامنے کہ بیشک ان کا باپ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تَبَرَّاَ مِنْہُ تو اس سے بیزار ہو گئے۔ بیزاری کا اعلان کر دیا پھر ان کیلئے مغفرت کی دعا نہیں مانگی۔ اور مشرک کافر کیلئے اللہ تعالیٰ کا پیغمبر بھی دعا مانگے تو قبول نہیں ہوتی۔ آپ حضرات پہلے تفصیلاً پڑھ چکے ہو کہ آں حضرت ﷺ نے رئیس المنافقین عبداللہ ابن اُبی کو اپنا کرتہ بطور کفن کے پہنایا اپنا لعاب مبارک اس کے بدن پر ملا اور اس کا جنازہ پڑھایا، یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ستر مرتبہ بھی استغفار کریں تو لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ ان کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا۔ فرمایا اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ بیشک ابراہیم علیہ السلام زاری کرنے والے تحمل والے تھے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِلَّ قَوْمًا اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسا کہ گمراہ کر دے کسی قوم کو بَعْدَ اِذْ ھَدٰھُمْ بعد اس کے کہ ان کی راہنمائی کی ہے حَتّٰی یُبَیِّنَ لَھُمْ مَّا یَتَّقُوْنَ یہاں تک کہ بیان کر دے وہ باتیں جن سے انہوں نے بچنا ہے۔ ایک ہدایت تو فطری طور پر ہر آدمی میں موجود ہوتی ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ ہر بچے کو اللہ تعالیٰ فطرت اسلام پر پیدا فرماتے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بھیجے، کتابیں نازل فرمائیں اور حق کی آواز پہنچانے والے بھیجتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے

پروگرام کی خوب تشہیر کرتے ہیں خدا کی خوشی اور ناراضگی سے آگاہ رہتے ہیں۔اس کے بعد اگر کوئی گمراہ ہوتا ہے تو ہوتا رہے زبردستی اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا، ہدایت کے اسباب اس نے نازل اور پیدا کردیئے ہیں، حجت تمام کردی ہے اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے،اس کے علم سے کوئی شی باہر نہیں ہے۔اس کی شان یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیشک اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی۔خالق بھی وہی ہے مالک بھی وہی ہے، زمیں اور آسمانوں میں تصرف کا اختیار بھی صرف اسی کو ہے اس کے سوا یہ اختیارات اور کسی کو نہیں ہیں اور نہ ہی اس نے کسی کو دیئے ہیں یُحْیٖ وَیُمِیْتُ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔اس کے سوا اور کسی کے پاس موت وحیات کا اختیار نہیں ہے وَمَالَکُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے گرفت اور عذاب آئے گا تو تمہیں کوئی نہیں بچاسکے گا نہ زبانی طور پر حمایت کرسکے گا اور نہ عملی طور پر کوئی تمہاری مدد کرسکے گا اللہ تعالیٰ کی ذات ہی سب کچھ کرنے والی ہے۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ O

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ البتہ تحقیق رجوع فرمایا اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اور مہاجرین اور انصار پر الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ جنہوں نے نبی کا اتباع کیا تنگی کی گھڑی میں مِنْ بَعْدِ بعد اس کے مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جاتے دل ان میں سے ایک فریق کے ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ پھر اللہ تعالیٰ نے رجوع فرمایا ان پر اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ بیشک وہ ان کیساتھ شفقت کرنے والا مہربان ہے وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا اور ان تین پر بھی رب تعالیٰ نے رجوع فرمایا جنکا معاملہ پیچھے رکھا گیا تھا حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ یہانتک کہ جب تنگ ہوگئی ان پر زمین بِمَا رَحُبَتْ باوجود کشادہ ہونے کے وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ

اور تنگ ہوگئیں ان پر ان کی جانیں بھی وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ اور انہوں نے یقین کرلیا کہ کوئی جائے پناہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مگر اسی کی طرف سے ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رجوع فرمایا لِيَتُوْبُوْا تاکہ وہ توبہ کرلیں اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ بیشک اللہ تعالیٰ ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

مسلسل کئی رکوعوں میں غزوہ تبوک کا ذکر چلا آرہا ہے۔ سخت گرمی کا زمانہ تھا کھیت پکے ہوئے تھے مالی طور پر بھی تنگی تھی سفر بڑا مشکل تھا۔ آنحضرت ﷺ کے اعلان کے بعد جہاد کیلئے جانا فرض ہوگیا خود آنحضرت ﷺ بھی تیار ہوگئے۔ اس فرض میں جن لوگوں نے کوتاہی کی وہ دو قسم کے تھے۔ ایک تو منافق کہ جن کے دلوں میں آنحضرت ﷺ کی قدر و منزلت نہیں تھی انہوں نے حیلے بہانے کر کے رخصت لے لی اور آپ ﷺ نے ان کو رخصت دے بھی دی اور اس پر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ بھی فرمائی کہ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کردیا آپ نے ان کو چھٹی کیوں دی۔ جانا تو انہوں نے تھا ہی نہیں آپ ﷺ کی رخصت کو انہوں نے جواز کا راستہ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی اس سورۃ میں کافی تردید فرمائی۔ دوسرے پیچھے رہ جانے والے دس مخلص مسلمان تھے سات ان میں سے عام اور تین خاص تھے عام اور خاص کا فرق ہوتا ہے۔ عام اگر غلطی کرے تو اس کی غلطی کو برداشت کیا جاتا ہے خاص غلطی کرے تو اس کو تنبیہ ہوتی ہے کہ اس کا مقام بلند تھا اس کی شان بلند تھی اس نے یہ حرکت کیوں کی تو عام کی تو فوراً توبہ قبول ہوگئی اور وہ تین جو خاص تھے حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ غزوہ بدر کے علاوہ کسی غزوے میں پیچھے نہیں رہے اور غزوہ بدر میں اسلئے شریک نہ ہوسکے کہ اس موقع پر یہ سفر پر

تھے۔دوسرے مرارہ ابن ربیع ؓ یہ بدری صحابی ہیں اور تیسر ہلال ابن امیہ ؓ یہ بھی بدری صحابی ہیں۔اور بدر والوں کا مقام صحابہ کرام میں بہت بلند تھا۔

حضرت عمر ؓ کا بدریوں پر اہل بیت کو ترجیح دینا :

حضرت عمر نے اپنے دور خلافت میں بدریوں کا وظیفہ فی کس چھ چھ ہزار درہم سالانہ مقرر فرمایا اور حضرت عباس ؓ کا وظیفہ پچیس ہزار سالانہ تھا بعض حضرات نے اعتراض بھی کیا کہ حضرت ان کو آپ نے بدریوں پر ترجیح دی ہے حالانکہ یہ تو بدر میں قیدیوں میں سے تھے حضرت عمر نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ " چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔"اس نسبت کی وجہ سے میں ان کو اتنا وظیفہ دیتا ہوں۔اور حضرت حسن ؓ اور حضرت حسین ؓ کا وظیفہ بھی چھ چھ ہزار سالانہ تھا۔اس پر بھی بعض نے اعتراض کیا کہ حضرت بدر کے موقع پر تو ان کے ماں باپ کا نکاح بھی نہیں ہوا تھا۔حضرت علی ؓ کی شادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بدر کے بعد ہوئی ہے۔ ۴ ھ میں حضرت حسن پیدا ہوئے اور ۵ ھ میں حضرت حسین پیدا ہوئے۔ آپ نے ان کو بدریوں میں شامل کر دیا ہے ان کا تو اس وقت وجود ہی نہیں تھا۔حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ یہ آنحضرت ﷺ کے نواسے ہیں اس نسبت کی وجہ سے ان کا وظیفہ بدریوں کے برابر مقرر کیا ہے۔اندازہ لگاؤ ان کو اہل بیت کیساتھ کتنی محبت تھی اور غلط کاروں نے کچھ کا کچھ بنا دیا ہے کہ یہ اہل بیت کے دشمن تھے معاذ اللہ تعالیٰ۔دشمنی اس کا نام ہے؟

مہاجرین کا وظیفہ فی کس چار چار ہزار سالانہ تھا اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر ؓ کو ساڑھے تین ہزار سالانہ دیتے تھے۔لوگوں نے پوچھا کہ حضرت آپ نے مہاجرین کا

وظیفہ چار چار ہزار مقرر فرمایا ہے اور اپنے بیٹے کا پانچ سو کم حالانکہ وہ بھی مہاجر ہے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ دوسرے مہاجر تو از خود آئے تھے اور یہ اپنے باپ کیساتھ آیا تھا اس لئے اس کا وظیفہ کم مقرر کیا ہے۔ آج کل کا دور ہوتا تو کہتے کہ باپ کیساتھ آیا ہے اور صدر کا بیٹا ہے لہذا اس کا وظیفہ زیادہ ہونا چاہئے۔ تو خیر ان تین خاص میں سے دو بدری صحابی تھے اور حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ بھی بڑے بلند پائے کے صحابی تھے۔

آنحضرت ﷺ جب غزوہ تبوک سے واپس تشریف لائے تو یہ آپ ﷺ کے پاس چلے گئے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اس سفر میں تم ہمارے ساتھ کیوں نہیں شریک ہوئے؟ کھری کھری بات کہہ دی کوئی حیلہ بہانہ نہیں کیا کہ حضرت سواری بھی تھی، اسلحہ بھی تھا، سفر خرچ بھی تھا جانے میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں تھی صرف تن آسانی نے خراب کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ بائیکاٹ ہے ان کیساتھ کوئی میل جول نہ رکھے حتی کہ ان کو سلام بھی نہ کرے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی غستان کے بادشاہ کیساتھ دوستی تھی جو کہ کافر تھا۔ اس کو معلوم ہوا تو اس نے رقعہ دیکر قاصد بھیجا کہ تیرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو میرے پاس آجا۔ قاصد ناواقف تھا جس سے ان کے متعلق پوچھتا زبان سے کوئی نہ بتلاتا صرف اشارہ کرتے کہ اِس طرف جا اُسطرف جا۔ بالآخر وہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا اور رقعہ ان کے حوالے کیا وہاں تندور جل رہا تھا رقعہ پڑھ کر قاصد کے سامنے آگ میں پھینک دیا اور فرمایا کہ کافروں کو اتنی جرأت ہوگئی ہے کہ میرے ایمان پر ڈاکا ڈالنے لگے ہیں۔ میں نے غلطی کی ہے کہ غزوہ تبوک میں شریک نہیں ہوا ،خطا کار ہوں مگر رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو نہیں ہوں کہ کافروں سے جا ملوں۔ قاصد کو فرمایا کہ میرے دوست کو اسی طرح جواب دینا جسطرح میں نے تیرے

سامنے کیا ہے کہ اس کا رقعہ میں نے تندور میں ڈال دیا ہے اور یہ کہ میں نے غلطی کی ہے خطا کار ہوں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو نہیں ہوں۔ بائیکاٹ کی حالت میں پچاس دن اور پچاس راتیں گذر گئیں اور ان کی بیویوں کو بھی حکم ہو گیا کہ ان کے قریب نہیں جانا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی توبہ قبول ہوگئی اس کا ذکر ہے لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ البتہ تحقیق رجوع فرمایا اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ پر وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ اور مہاجرین اور انصار پر کہ ان کو ثابت قدم رکھا الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ جنہوں نے نبی کا اتباع کیا تنگی کی گھڑی میں۔ پیغمبر تو معصوم ہے اور مہاجرین وانصار نے بھی آپ کی پیروی کی مخالفت نہیں کی تو یہاں تاب کا معنیٰ ان کو توبہ پر قائم رکھا جو وہ پہلے سے کرتے ہیں۔ اس لشکر کو جیش العسرۃ تنگی کے وقت سفر کرنے والا لشکر کہتے ہیں۔ سفر لمبا تھا، گرمی کا موسم تھا دس دس آدمیوں کے پاس ایک سواری تھی ایک میل سوار اور نو میل پیدل چلنا ہوتا تھا اسی سفر میں آپ ﷺ نے ایک ایک کھجور دو دو آدمیوں کو دی، آدھی ایک کو آدھی دوسرے کو، یہ خوراک تھی۔ آدھا دانہ کیا کرے گا یہ تو بچے کو بھی کفایت نہیں کرتی۔

پیاس کی شدت کی وجہ سے صحابی کا بیہوش ہونا :

اس سفر میں یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ ایک ساتھی پیاس کی وجہ سے بیہوش ہو کر گر گیا۔ آواز لگائی گئی هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْ مَّاءٍ کسی کے پاس پانی ہے؟ ستر ہزار آدمیوں میں سے کسی کے پاس پانی نہیں تھا کیونکہ ایک روایت میں غزوہ تبوک میں شریک ہونے والوں کی تعداد ستر ہزار بتلائی گئی ہے، جان خطرے میں تھی اونٹ ذبح کیا گیا اس کی اوجھڑی نچوڑ کر اس کو پانی پلایا گیا تو اس کی جان بچی۔ ضرورت کے وقت اسکی اجازت ہے جان خطرے میں ہو تو اتنی شراب پی سکتے ہو کہ جان خطرے میں نہ رہے۔ خنزیر اور مردار حرام ہیں لیکن

اگر جان خطرے میں ہوتو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کھانے کی اجازت دی ہے کہ اتنا کھاسکتے ہو کہ جان بچ جائے۔تو فرمایا انہوں نے تنگی میں پیغمبر کی پیروی کی مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ بعد اس کے کہ قریب تھا يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ٹیڑھے ہو جاتے دل ان میں سے ایک فریق کے ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ پھر اللہ تعالیٰ نے رجوع فرمایا ان پر کہ توبہ پر قائم رکھا اِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ بیشک وہ ان کیساتھ شفقت کرنے والا مہربان ہے وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا اور ان تین پر بھی رب تعالیٰ نے رجوع فرمایا ان کی بھی توبہ قبول ہوگئی جنکا معاملہ پیچھے رکھا گیا تھا کعب ابن مالکؓ، مرارہ ابن ربیع، ہلال ابن امیہؓ حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ یہانتک کہ جب ان پر تنگ ہوگئی زمین بِمَا رَحُبَتْ باوجود کشادہ ہونے کے۔کوئی آدمی ان کیساتھ بات کرنے کیلئے تیار نہیں سلام کا جواب تک کوئی نہیں دیتا بیوی بھی بولنے کیلئے تیار نہیں ہے۔

حضرت کعب ابن مالکؓ کا چچا زاد بھائی ابو قتادہ ان کا بڑا گہرا دوست تھا آنحضرت ﷺ کے بائیکاٹ کے اعلان کے بعد یہ ان کے پاس گئے کہ بھائی تو تو میرے ساتھ بات کرے گا باقیوں نے تو بائیکاٹ کیا ہے اس نے کوئی جواب نہ دیا خاموش رہے جب انہوں نے بار بار کہا تو کہنے لگے آنحضرت ﷺ سے اجازت لے آؤ پھر بولوں گا ورنہ نہیں گہرے دوست بھی بولنے کیلئے تیار نہیں ہیں وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ اور تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں۔ان کی جانیں بھی ان کے لئے وبال بن گئیں کہ گھر کے افراد بھی سلام کلام کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں وَظَنُّوا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ اور انہوں نے یقین کرلیا کہ کوئی جائے پناہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آفت سے بچنے کیلئے مگر اسی کی طرف سے۔چونکہ ایمان پختہ تھا اس لئے سمجھتے تھے کہ رب تعالیٰ نے ہی معافی دینی

ہے اور کوئی حل نہیں ہے۔ حضرت کعب ابن مالک ﷛ کو بعض ساتھیوں نے کہا کہ آپ گفتگو کرنے کے ماہر تھے کوئی بہانہ ذکر کر دیتے معافی مل جاتی پھر توبہ کر لیتے یہ تمہارے لئے آسان تھا کہنے لگے توبہ توبہ آنحضرت ﷺ کے سامنے جھوٹ بولتا اور میرے جھوٹے ہونے پر آپ ﷺ کی گواہی ہوتی یہ میرے سے نہیں ہو سکتا تھا میں نے سچی بات کہہ دی ہے اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ اس سچائی کی بنا پر ان کی توبہ قبول ہوئی۔ فرمایا ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رجوع فرمایا لِيَتُوبُوا تاکہ وہ توبہ کر لیں۔ سچے دل سے توبہ کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

حضرت کعب ابن مالک ﷛ اچھے خاصے مالدار آدمی تھے یہاں بھی زمین تھی، خیبر میں بھی تھی اور مختلف جگہوں میں بھی تھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آکر کہنے لگے حضرت اللہ تعالیٰ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے اس پر میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنا سارا مال صدقہ کر دوں آنحضرت ﷺ نے فرمایا سارا مال صدقہ نہ کرو اپنی بھی ضروریات ہوتی ہیں کچھ اپنے لئے بھی رکھو یہ صدقہ اچھا نہیں ہے سارا مال صدقہ کر کے پھر دوسروں سے مانگتے پھرو۔

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک دبلا پتلا آدمی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے آیا اس نے سوال کیا اس کی حالت کو دیکھ کر آپ ﷺ کو ترس آ گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی مدد کرو مختلف ساتھیوں نے اس کی مدد کی۔ ایک ساتھی نے سونے کی ڈلی دیدی کسی اور نے دیکھا کہ یہاں تو سونا مل رہا ہے اس نے بھی سوال کر دیا کہ میں بھی غریب آدمی ہوں میری بھی مدد کرو پہلے سوالی نے وہ سونے کا ٹکڑا نکال کر آنحضرت ﷺ کو دیا کہ حضرت یہ اس کو دیدو یہ میرے سے زیادہ مستحق ہے۔ آپ ﷺ نے وہ سونے کا ٹکڑا

اس کو زور سے مارا اور فرمایا کہ ابھی تو مانگ رہا تھا اور اب دینے والا بن گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب آدمی خود ضرورت مند ہو تو آگے صدقہ نہ کرتا پھرے۔ اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ اپنے گھر کی ضروریات پوری ہوں تو پھر صدقہ کرنا چاہئے۔ اور اگر گھر کے افراد مشکل میں ہوں تو سخی نور بننے کی ضرورت نہیں اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ بیشک اللہ تعالیٰ ہی ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

يَآيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ تعالیٰ سے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ نہیں تھا مناسب مدینہ طیبہ والوں کیلئے وَمَنْ حَوْلَهُمْ اور نہ ان لوگوں کیلئے جو مدینہ طیبہ کے ارد گرد رہتے ہیں مِّنَ الْاَعْرَابِ دیہاتیوں میں سے اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ کہ وہ پیچھے رہ جاتے اللہ تعالیٰ کے رسول سے وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ اور نہ یہ مناسب تھا کہ وہ عزیز سمجھتے اپنی جانوں کو عَنْ نَّفْسِهٖ اس کی

جان سے ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ یہ اس لئے کہ بیشک وہ لَا یُصِیْبُھُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ جن کو نہیں پہنچے گی پیاس اور نہ تھکاوٹ وَّ لَا مَخْمَصَۃٌ اور نہ بھوک فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَلَا یَطَئُوْنَ مَوْطِئًا اور نہ وہ روندیں گے کسی راستے کو یَّغِیْظُ الْکُفَّارَ جو کافروں کو غصے میں ڈالے وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اور نہیں پائیں گے وہ دشمن سے کوئی غنیمت کا مال اِلَّا کُتِبَ لَھُمْ بِہٖ عَمَلٌ صَالِحٌ مگر یہ کہ ان سب کے بدلے میں لکھا جائے گا نیک عمل اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَۃً اور نہیں خرچ کریں گے کوئی خرچہ صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً چھوٹا اور نہ بڑا وَّلَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا اور نہ طے کریں گے وہ کسی میدان کو اِلَّا کُتِبَ لَھُمْ مگر ان کیلئے نیکی لکھی جائے گی لِیَجْزِیَھُمُ اللّٰہُ تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ تعالیٰ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بہتر اس کام کا جو وہ کرتے رہے۔

کافی تفصیل سے تم سن چکے ہو کہ ۹ھ رجب کے مہینے میں غزوہ تبوک کا سفر پیش آیا۔ گرمی کا موسم تھا فصل پکی ہوئی تھی سفر لمبا تھا روم کی تجربہ کار فوج کیساتھ مقابلہ۔ اس زمانے میں دو ہی بڑی حکومتیں تھیں روم اور ایران، روم کے بادشاہ کا لقب قیصر ہوتا تھا اور یہ عیسائی تھے اور ایران کے بادشاہ کا لقب کسریٰ ہوتا ان دو حکومتوں کے علاوہ جو حکومتیں تھیں وہ سب ان کی حاشیہ بردار اور ان کی دم چھلہ تھیں۔ اس سفر میں منافقین نے مختلف حیلوں بہانوں سے جان چھڑائی سوائے چند منافقوں کے وہ مجبوراً گئے اور مخلص مسلمانوں میں سے دس آدمی تن آسانی اور سستی کی وجہ سے نہیں گئے جن میں سے سات کی توبہ فوراً

قبول ہوگئی اور تین کی توبہ کا ذکر تم گذشتہ درس میں سن چکے ہو کہ ان کی توبہ پچاس دنوں کے بعد قبول ہوئی۔انہوں نے نہ جانے پر کوئی حیلہ بہانہ نہیں کیا بلکہ سچ کہہ دیا کہ ہم نے تن آسانی کی وجہ سے سستی کی ہے۔

سچوں کا ساتھ دو :

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یٰۤاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اے ایمان والو اتَّقُوا اللّٰہَ ڈرو اللہ تعالیٰ سے،اس کے احکام مانو نافرمانی نہ کرو وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔جن لوگوں نے سچ بولا اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان سے راضی ہوگیا اور جنہوں نے جھوٹ بولا ان کے متعلق فرمایا یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ لِتَرْضَوْا عَنْھُمْ منافق تمہارے سامنے جھوٹی قسمیں اٹھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْھُمْ پس اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَرْضٰی عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا فاسق قوم سے۔قرآن کی یہ آیت کریمہ بتلا رہی ہے کہ جو لوگ سچے ہیں عقیدے کے لحاظ سے،عمل کے لحاظ سے،اخلاق کے لحاظ سے،سیاسی لحاظ سے ان کا ساتھ دینا چاہئے اور جھوٹوں کا ساتھ نہیں دینا چاہئے۔مگر آج مصیبت یہ ہے کہ لوگوں نے دھڑے بازی برادری سسٹم کو اپنایا ہوا ہے اور حق باطل کی تمیز نہیں کرتے۔

غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے والوں کو تنبیہ :

آگے اللہ تعالیٰ نے غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے والوں کو تنبیہ فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے مَا کَانَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ نہیں تھا مناسب مدینہ طیبہ میں رہنے والوں کیلئے وَمَنْ حَوْلَھُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اور نہ ان لوگوں کیلئے مناسب تھا جو مدینہ طیبہ کے ارد گرد رہتے ہیں دیہاتیوں میں سے اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ کہ وہ پیچھے رہ جاتے

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر تو اس لمبے سفر میں تکالیف برداشت کرے اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والے، آپ ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے مخلص ہو کر گھروں میں بیٹھیں آپ ﷺ جہاد کیلئے جائیں اور تم گھروں میں آرام کرو یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں تھا وَلَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ اور نہ یہ مناسب تھا کہ وہ عزیز سمجھتے اپنی جانوں کو آپ ﷺ کی ذات سے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ''تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا یہانتک میں اس کو زیادہ محبوب ہو جاؤں اس کی اولاد سے اس کے ماں باپ سے اور تمام انسانوں سے۔'' اور محبت کا پتہ ٹکراؤ میں لگتا ہے کہ ایک طرف آنحضرت ﷺ کا ارشاد اور فعل ہو دوسری طرف ماں باپ ہوں یا اولاد جو اس کے خلاف چاہتے ہوں تو پتہ چلے گا کہ آنحضرت ﷺ کے قول فعل کو ترجیح دیتا ہے یا ان کی بات مانتا ہے۔ اگر ماں باپ کے وغیرہ کے طریقے پر چلتا ہے تو مسلمان نہیں ہے۔ ایک طرف آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی اور آپ ﷺ کا فعل ہے اور دوسری طرف دوسرے لوگ ہیں اگر آپ ﷺ کے مقابلے میں ان کی بات مانے گا یا ان کے طریقے پر چلے گا تو مومن نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے قسم اٹھا فرمایا ہے وَاللّٰهِ لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد بیشک وہ اپنے آپ کو مومن کہلاتا پھرے۔

مجاہد کا ہر فعل اور حرکت نیکی ہوتا ہے :

ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ یہ اس لئے کہ بیشک وہ لَایُصِیْبُهُمْ ظَمَاٌ نہیں پہنچے گی ان کو پیاس وَّلَا نَصَبٌ اور نہ سفر کی تھکاوٹ وَّ لَامَخْمَصَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور نہ بھوک اللہ تعالیٰ کے راستے میں وَلَایَطَئُوْنَ مَوْطِئًا اور نہ وہ روندیں گے کسی راستے کو ایسا روندنا یَّغِیْظُ

اَلْکُفَّارَ جو کافروں کو غصے میں ڈالے۔ظاہر بات ہے کہ مومن جہاد کیلئے راستے پر چلیں گے تو کافروں کو دکھ ہوگا وَلَا یَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّیْلًا اورنہیں پائیں گے وہ دشمن سے کوئی غنیمت کا مال اِلَّا کُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ مگر یہ کہ ان سب کے بدلے میں لکھا جائے گا نیک عمل۔ جہاد کے راستے میں جو پیاس لگے گی یہ ان کی نیکی ہے، چلنے سے جو تھکاوٹ ہوگی وہ نیکی ہے، بھوک لگے گی وہ بھی نیکی ہے۔کافروں کیساتھ جہاد کیلئے سفر کافروں کو ناگوار ہے، یہ چلنا بھی باعث ثواب ہے اور کافروں سے جو مال غنیمت حاصل کیا اس پر بھی ثواب ملے گا۔مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جب ایک قدم رکھتا ہے تو اس کی ادنیٰ ترین نیکی سات سو ہے وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ اور اللہ تعالیٰ بڑھادے گا جس کیلئے چاہے گا عام حالات میں مومن کیلئے ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے۔قرآن کریم میں ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا جو شخص لایا ایک نیکی اس کیلئے دس گنا اجر ہے [الانعام:۱۶۰] مثلاً ایک شخص سلام کہتا ہے **السلام علیکم** اس پر اس کو دس نیکیاں ملیں گی ایک درجہ بلند ہوگا ایک صغیرہ گناہ خود بخود معاف ہو جائے گا اور **وعلیکم السلام** کہنے والے کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا۔وضوء کی برکت سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے آنے پر ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں ہیں اور اگر یہ نیت کر کے آئے کہ میں نے قرآن وحدیث کا درس سننا ہے تو پھر ہر ہر قدم پر سات سات سو نیکیاں ملیں گی لیکن......

ہر عمل کی قبولیت کیلئے تین شرائط :

ہر عمل کی قبولیت کیلئے تین شرطیں ہیں۔۱)ایمان......۲)اخلاص......۳)اتباع سنت۔ اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو نیکی کی کوئی حیثیت نہیں ہے،اخلاص نہیں ہے ریا دکھلاوے

کیلئے عمل کیا ہے تو ضائع ہو گیا، خلاف سنت کیا ہے تو بھی قبول نہیں ہوگا اور جتنا ثواب آنے پر ملتا ہے اسی طرح واپسی پر بھی ہر ہر قدم پر اتنا ہی ثواب ملتا ہے۔ اندازہ لگاؤ کتنا ذخیرہ ہو گیا مسجد سے جتنا بھی دور ہو ہر ہر قدم پر ثواب اتنا ہی ملے گا۔ مسجد نبوی کے آس پاس یہودیوں کے مکانات تھے جب مسجد نبوی میں اذان شروع ہوئی تو یہ بڑے پریشان ہوئے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه کی آواز جب ان کے کانوں میں پڑتی تو ان کے کلیجے پھٹتے۔ آپس میں انہوں نے مشورہ کیا کہ جس چیز کو ہم گوارہ نہیں کرتے وہ چیز یہ ہمارے کانوں میں ڈالتے ہیں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه پھر یہ نماز کیلئے اکٹھے ہوتے ہیں تب ہمارے سینے جلتے ہیں پھر وہاں بیٹھ کر دین کی باتیں کرتے ہیں اور باہر سے وفد آتے جاتے ہیں اس سے ہمیں بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ چونکہ یہودی امیر لوگ تھے کہنے لگے یہ مکانات کرائے پر دیدو اور دوسرے مکانوں میں چلے جاتے ہیں جو یہاں سے ذور ہیں نہ ان کی اذان کی آواز سنیں گے اور نہ ہی نماز پڑھتے دیکھیں گے چنانچہ مشورے کے بعد یہودی دوسرے محلوں میں منتقل ہو گئے۔

مسجد نبوی سے دور جہاں مسجد قبلتین ہے یہاں دو قبیلے بنو حارثہ اور بنو سلمہ آباد تھے یہ وہاں سے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کیلئے آتے تھے انہوں نے خیال کیا کہ مسجد نبوی کے پاس مکان کرائے پر مل رہے ہیں تو ہم وہاں جا کر رہیں مسجد قریب ہوگی نماز کی پریشانی نہیں ہوگی پھر کہنے لگے آنحضرت ﷺ سے پوچھ لو آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے ان کی رضا کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہئے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے کہنے لگے حضرت آپؐ کے علم میں ہے کہ ہم نماز میں شرکت کیلئے دور دور سے آتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ شدید گرمی میں اور بارش ہو تو رات کو آنا جانا مشکل ہوتا ہے۔ بوڑھوں کیلئے اگرچہ جوانوں

کیلئے تو مشکل نہیں ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی میں میں مَیں اپنے گھر سے چل کر دس منٹ میں نارمل سکول کی مسجد میں پہنچ جاتا تھا اور اب بوڑھا ہو گیا ہوں نہیں پہنچ سکتا۔ تو انہوں نے کہا حضرت ہمیں اجازت دیدیں کہ ہم مسجد کے قریب رہائش کر لیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ جتنا دور سے آؤ گے اتنے قدم زیادہ ہونگے نیکیاں زیادہ ملیں گی تو میں کم نیکیوں کا مشورہ کیوں دوں اور دوسری بات یہ ہے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی محلہ مسلمانوں کے وجود سے خالی ہو کوئی علاقہ کوئی محلّہ مسلمانوں کے وجود سے خالی نہیں ہونا چاہئے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہیں جتنی بھی تکلیفیں پیش آئیں گی اللہ تعالیٰ کے راستے میں بھوک لگے گی پیاس لگے گی تھکاوٹ ہوگی یہ تمہارے نامۂ اعمال میں نیکی لکھی جائے گی یہانتک کہ زمین کا روندنا اور مالِ غنیمت کا حاصل کرنا بھی تمہارا ایک عمل تحریر ہوگا اِنَّ اللّٰهِ لَایُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ بیشک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر نیکی کرنے والوں کا وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً اور نہیں خرچ کریں گے کوئی خرچہ صَغِیْرَةً وَّلَا کَبِیْرَةً چھوٹا اور نہ بڑا وَّلَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیًا اور نہ طے کریں گے وہ کسی میدان کو اِلَّا کُتِبَ لَهُمْ مگر ان کیلئے نیکی لکھی جائے گی جس کا ادنیٰ ترین سات سو ہے لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ تاکہ بدلہ دے ان کو اللہ تعالیٰ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ بہتر اس کام کا جو وہ کرتے رہے۔

مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے بڑا مقام عطا فرمایا ہے اور فی سبیل اللہ کی کئی مدیں ہیں۔ ایک کافروں کے ساتھ جہاد کرنا ہے اور ایک دین کا علم حاصل کرنے کیلئے سفر کرنا ہے اور دین کی تبلیغ کیلئے سفر کرنا ہے اور حدیث پاک میں آتا ہے کہ صحیح العقیدہ نماز روزے کا پابند آدمی رزق حلال کیلئے سفر کرتا ہے وہ بھی فی سبیل اللہ کی مد میں ہے۔ رزق کمانے کیلئے

دوکان میں جاتا ہے، کارخانے جاتا ہے، ملازمت پر جاتا ہے، مزدوری کیلئے جاتا ہے اس کا ہر قدم فی سبیل اللہ کی مد میں ہے۔ اور عقیدہ صحیح نہیں ہے نماز روزے کا پابند نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ایمان بنیادی شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَاعْلَمُوْآ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور مناسب نہیں مومنوں کیلئے لِيَنفِرُوْا كَآفَّةً کہ کوچ کر جائیں سارے کے سارے فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ پس کیوں نہیں کوچ کیا ہر خاندان میں سے مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ ایک گروہ ان میں سے لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اور تاکہ وہ ڈرائیں اپنی قوم کو اِذَا رَجَعُوْآ اِلَيْهِمْ جس وقت کہ وہ واپس لوٹیں ان کی طرف لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ تاکہ وہ بچ جائیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے لوگو جو ایمان لائے ہو قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ لڑو ان لوگوں کیساتھ جو تمہارے قریب ہیں کافروں میں سے وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً اور چاہیے کہ وہ پائیں تمہارے اندر سختی وَاعْلَمُوْآ اور تم جان لو اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ کہ بیشک اللہ تعالیٰ پرہیز

گاروں کیساتھ ہے وَاِذَا مَآ اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ اور جس وقت اتاری جاتی ہے کوئی سورۃ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ پس بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں اَيُّكُمۡ زَادَتۡهُ هٰذِهٖۤ اِيۡمَانًا تم میں سے کس کا زیادہ کیا ہے اس سورۃ نے ایمان فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا پس بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں فَزَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا پس وہ سورۃ ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہے وَّهُمۡ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ اور وہ خوش ہوتے ہیں۔

فقہ مطلوب ہے، فقہ کے بغیر چارہ نہیں :

اس سے قبل مسلسل کئی رکوع گزر چکے ہیں جن میں غزوہ تبوک کا ذکر تھا جو ۹ھ کو پیش آیا اور آنحضرت ﷺ خود اس کی قیادت فرمائی۔ اس سورۃ میں منافقوں کی بڑی تردید فرمائی کہ طاقت اور اسلحہ ہوتے ہوئے بھی تم نے جہاد میں کیوں شرکت نہیں کی حالانکہ اپنے آپ کو مومن کہتے ہو۔ مومن ہو تو پھر حکم کیوں نہیں مانا اور جو مخلص مومن شریک نہیں ہوئے تھے ان کو بھی بڑا سخت سست کہا۔ غزوہ تبوک کے بعد ایک چھوٹا سا غزوہ پیش آیا تھا اس میں مورخین کا اختلاف ہے کہ وہ غزوہ بنو جذیمہ تھا یا کوئی اور۔ اس غزوہ میں آنحضرت ﷺ خود تشریف نہیں لے گئے کہ ضرورت نہیں تھی اس غزوہ میں ضرورت سے زیادہ لوگ چلے گئے تھے حالانکہ اتنے آدمیوں کے جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ جب آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو آدمی بہت تھوڑے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ جس طرح جہاد میں نہ جانا گناہ ہے اسی طرح ضرورت سے زیادہ آدمیوں کا جانا بھی اچھی بات نہیں ہے [illegible] تے ہیں وَمَا كَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِيَنۡفِرُوۡا كَآفَّةً اور مناسب نہیں ہے

مومنوں کیلئے کہ کوچ کر جائیں جہاد کیلئے سارے کے سارے فَلَوْ لَا نَفَرَ پس کیوں نہ کوچ کیا مِنْ کُلِّ فِرْقَةٍ ہر خاندان میں سے مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ ان میں سے ایک گروہ۔ ہر خاندان میں سے کچھ آدمی چلے جاتے باقی رہ جاتے لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ تا کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں رہنے والے دین کی سمجھ حاصل کرتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی مجلس میں ہر وقت دین کی باتیں ہوتی تھیں اگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دین نہ سیکھتے اور نہ پہنچاتے تو کلمہ دین کسی تک نہ پہنچتا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تفقہ فی الدین کا سبق دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ فقہ بھی بڑی چیز ہے سطحی قسم کے لوگ ہیں جو فقہ کی سخت مخالفت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تفقہ فی الدین مطلوب ہے۔ بخاری شریف اور دیگر حدیث کی کتابوں میں بھی یہ روایت موجود ہے، آنحضرت نے فرمایا مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ اللہ تعالیٰ جس شخص کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ دین کی فقاہت عطا فرماتے ہیں۔ جس کو دین کی سمجھ ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں۔

ایک موقع پر آنحضرت ﷺ قضا حاجت کیلئے تشریف لے گئے حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ کی عمر اس وقت آٹھ نو سال تھی۔ ان کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ آپ ﷺ واپس تشریف لائیں گے تو طہارت کریں گے۔ انہوں نے پانی کا ایک لوٹا لاکر رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ باپردہ جگہ پر لوٹا رکھا ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مَنْ يَّضَعُ هٰهُنَا یہ لوٹا یہاں کس نے رکھا ہے؟ حضرت عبداللہ ابن عباس نے عرض کیا حضرت میں نے رکھا ہے۔ آپ ﷺ کے دل میں رقت پیدا ہوگی کہ بچے کو کیسا خیال آیا ہے کہ لوٹا مہیا کیا، پانی مہیا کیا پھر باپردہ جگہ پر رکھا آپ ﷺ نے اس کیلئے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ

عَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ اے اللہ! اس بچے کو قرآن پاک کی تفسیر کا علم عطا فرما وَفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ اور اس کو دین کی سمجھ عطا فرما، فقاہت عطا فرما۔ لہٰذا فقہ کا انکار قرآن کا انکار ہے اور حدیث کا انکار ہے۔ یاد رکھنا! سارے مسئلے قرآن پاک میں موجود نہیں ہیں۔ قرآن پاک میں اصول موجود ہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے نماز کا مسئلہ ہی لے لو قرآن کریم میں پانچ نمازوں کی تفصیل موجود نہیں ہے کہ فجر کے دو فرض ہیں، ظہر کے چار فرض ہیں، عصر کے چار فرض ہیں، مغرب کے تین فرض ہیں، عشا کے چار فرض ہیں، فجر کی دو سنتیں ہیں اور ظہر کے فرضوں سے پہلے چار سنت مؤکدہ ہیں اور دو بعد میں ہیں اور مغرب کے فرضوں کے بعد دو سنتیں مؤکدہ ہیں اور عشاء میں دو سنت مؤکدہ اور تین وتر واجب ہیں باقی نفل ہیں۔ یہ تفصیل قرآن پاک میں کسی جگہ بھی موجود نہیں ہے۔ اگر حدیث کی طرف رجوع نہیں کروں گے تو قرآن سمجھ نہیں آئے گا اور اگر فقہ کی طرف رجوع نہیں کرو گے تو حدیث سمجھ نہیں آئے گی نہ تمام مسائل صراحت کیساتھ قرآن میں اور نہ حدیث میں ہیں قرآن وحدیث سے قیاس کے ذریعے جو مسئلہ نکلے گا وہ بھی دین ہے۔

۱۰ھ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کے ایک صوبے کا گورنر بنا کر بھیجنا چاہا کیونکہ یمن کے دو صوبے تھے ایک صوبے کا گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بنایا گیا تھا یہ معمر آدمی تھے حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نو عمر صحابی تھے انہوں نے معذرت کی کہ حضرت گورنری کا عہدہ بڑا اہم عہدہ ہے اور میں نوجوان آدمی ہوں اور یمن میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں یہودی، عیسائی، مجوسی اور مسلمان، ایسے علاقے میں فیصلے اور حکمرانی کرنا مشکل کام ہے۔ سب فرقوں کو مطمئن کرنا آسان کام نہیں ہے۔ جہاں ایک ذہن کے لوگ رہتے ہوں وہاں حکمرانی آسان ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا

کہ تجھے میں نے منتخب کیا ہے جانا پڑے گا پھر تکرار نہیں کیا تیار ہو گئے۔ رخصت کرتے وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تیرے سامنے کوئی جھگڑا آئے تو تو اس کا فیصلہ کیسے کریگا؟ قَالَ اَقْضِیْ بِکِتَابِ اللّٰہِ انہوں نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرونگا قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تجھے نہ ملے تو پھر تو کیا کرے گا قَالَ فَبِسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ انہوں نے کہا کہ پھر میں سنتِ رسول ﷺ کے مطابق فیصلہ کرونگا قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فِیْ سُنَّۃِ رسول اللہ ﷺ وَلَا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ آپ ﷺ نے فرمایا اگر سنت رسول اللہ ﷺ اور کتاب اللہ میں تجھے نہ مل سکے تو پھر کیا کرے گا قَالَ اَجْتَھِدُ بِرَائِیْ وَلَا آلُوْا انہوں نے فرمایا کہ پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرونگا فَضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ صَدْرَہٗ آپ ﷺ نے حضرت معاذ کی چھاتی پر (رضا اور شفقت کا) ہاتھ مارا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ لِمَا یَرْضٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ہے جس نے جناب رسول اللہ ﷺ کے قاصد کو اس چیز کی توفیق عطا فرمائی جس پر اللہ تعالیٰ کا رسول راضی ہے۔

اس حدیث سے صراحت کیساتھ یہ بات ثابت ہوئی کہ جو پیش آمدہ مسئلہ قرآن وحدیث میں نہ مل سکے اس میں مجتہد کا اجتہاد وقیاس کرنا اور اپنی رائے سے اس کو حل کرنا آنحضرت ﷺ کی رضا کا سبب ہے اور اسی کا نام فقہ ہے۔ ان لوگوں کو بلا وجہ فقہ سے چڑ ہے فقہ کے بغیر بات ہی نہیں بنتی۔ جو مسئلہ قرآن اور حدیث میں نہیں ہے اس کے بارے میں فقاہت سے کام لینا پڑے گا صحابہ کرام ؓ، تابعین، تبع تابعین سب نے فقاہت سے کام لیا۔ تمام صحابہ کرام ؓ میں سے سب سے بڑے، فقیہ حضرت عبد اللہ ابن

مسعود ﷺ تھے ان کے شاگرد ہیں ابراہیم نخعیؒ اور ان کے شاگرد ہیں امام ابوحنیفہؒ۔ تمام آئمہ کرامؒ ان کی فقاہت کے قائل ہیں اور فقہ مطلوب ہے مبعوض نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں...... مناسب نہیں تھا ایمان والوں کیلئے کہ کوچ کر جائیں سارے کے سارے پس نہ کوچ کیا ہر خاندان میں سے ایک گروہ نے تاکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کریں آپ کی خدمت میں رہ کر وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ اور تاکہ وہ ڈرائیں اپنی قوم کو۔ جنھوں نے دین کی سمجھ حاصل کی ہے ڈرائیں رب تعالیٰ کی مخالفت سے۔ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ جس وقت کہ وہ واپس لوٹیں جہاد سے ان کی طرف کہ تمہاری غیر موجودگی میں آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا ہے لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ تاکہ وہ بھی بچ جائیں اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے۔ تو تفقہ فی الدین ازروئے قرآن، ازروئے حدیث، ازروئے عقل بہت بلند چیز ہے۔

بخاری شریف میں روایت ہے آنحضرت ﷺ نے سمجھانے کیلئے فرمایا زمین تین قسم کی ہے۔ ایک وہ زمین ہے کہ جس پر بارش برستی ہے تو وہ بارش کے پانی کو جذب کر لیتی ہے۔ اس زمین سے درخت، سبزیاں، پھل، اناج پیدا ہوتا ہے۔ دوسری وہ ہے کہ جس میں پیداوار کی استعداد نہیں ہے اس سے کوئی چیز پیدا نہیں ہوسکتی البتہ پانی اس میں کھڑا ہو جاتا ہے جمع ہو جاتا ہے انسان پانی پیتے ہیں، جانور پانی پیتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں اور تیسری قسم کی وہ زمین ہے کہ نہ تو وہ پانی کو جذب کر کے کوئی چیز اگاتی ہے اور نہ پانی اس میں جمع ہو کر ٹھہرتا ہے سارا پانی بہہ جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ان تینوں زمینوں میں سے اچھا ٹکڑا کون سا ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا حضرت سب سے اچھا ٹکڑا وہ ہے جس میں سبزیاں، پھل، فصلیں، اناج پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس سے ضرورت پوری ہوتی ہے۔ اور فی الجملہ وہ بھی اچھا ہے جسمیں پانی رکا ہوا ہے۔ لیکن اس

کا اتنا فائدہ نہیں ہے جتنا پہلی کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلی مثال فقہاء کی ہے کہ قرآن وحدیث ان میں جمع ہوتا ہے اور اس سے آگے نئے نئے مسائل نکالتے ہیں اور دوسری مثال محدثین کی ہے کہ پانی کو پانی کی شکل میں رکھا اور تیسری مثال عام لوگوں کی ہے کہ پانی آیا اور بہہ گیا۔ تو فقہاء کرام کا مقام بہت بلند ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے فَقِيهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ ایک فقیہ زیادہ سخت اور بھاری ہے شیطان پر ہزار عابد سے بس۔ شیطان جتنا ایک فقیہ سے گھبراتا ہے ہزار عابد سے نہیں گھبراتا۔ تو جو لوگ فقہ کی مخالفت کرتے ہیں وہ بڑے بے وقوف اور احمق ہیں۔

بہر حال جہاد کا ذکر چلا آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو! قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ لڑو ان لوگوں کیساتھ جو تمہارے قریب ہیں کافروں میں سے۔ جیسے بھارت ہمارے قریب ہے وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً اور چاہئے کہ وہ پائیں تمہارے اندر سختی، نرمی نہ کرو اور سختی بھی ایسی کرو کہ ان کو پتہ چل جائے کہ لڑنا کسے کہتے ہیں۔ الحمد للہ! چند سو مجاہدین اپنے مورچوں میں ڈٹے ہوئے ہیں اور کافروں کے دانت کھٹے کئے ہوئے ہیں وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اور تم جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کیساتھ ہے ان کی امداد فرمائے گا۔

تردید منافقین :

آگے اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی تردید فرمائی ہے۔ فرمایا وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اور جس وقت اتاری جاتی ہے کوئی سورۃ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ پس بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا تم میں سے کس کا زیادہ کیا ہے اس سورۃ نے ایمان۔ یہ بات وہ تمسخر کے طور پر کہتے تھے کہ اس سورۃ نے کس کا ایمان بڑھا

دیا ہے۔اور مومن جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تھی تو اس پر ایمان لاتے تھے اور پڑھتے تھے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پس بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے فَزَادَتْھُمْ اِیْمَانًا پس وہ سورۃ ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہے۔چونکہ اس سے پہلے اتنی چیزوں پر ایمان تھا جتنی نازل ہو چکی تھیں اور سورۃ جب اتری تو اس کو بھی مانا اس میں جو احکامات نازل ہوئے ان کو بھی مانا تو ایمان بڑھ گیا اسی طرح جوں جوں سورۃ نازل ہوتی جاتی ایمان بڑھ جاتا وَّھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ اور وہ خوش ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تازہ حکم ہماری طرف نازل ہوا ہے اور ہمارا اللہ تعالیٰ کیساتھ رابطہ ہے۔آگے ذکر آرہا ہے کہ جب کوئی سورۃ نازل ہوتی ہے تو منافق کڑھتے ہیں کہ یہ حکم کیوں نازل ہوا ہے؟!

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ○ اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور بہر حال وہ لوگ جن کے دلوں میں (منافقت کی) بیماری ہے فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ پس زیادہ کرتی ہے یہ سورۃ ان کیلئے گندگی کو ان کی گندگی کیساتھ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ اور مرتے ہیں اس حال میں کہ وہ کفر کرنے والے ہوتے ہیں اَوَلَا يَرَوْنَ کیا اور وہ دیکھتے نہیں ہیں اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ کہ بیشک وہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں فِيْ كُلِّ عَامٍ ہر سال مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ پھر وہ توبہ نہیں

کرتے وَلَاھُمْ یَذَّکَّرُوْنَ اور نہ وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے نَّظَرَ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ دیکھتے ہیں ان میں سے بعض بعض کی طرف ھَلْ یَرٰکُمْ مِّنْ اَحَدٍ کہ کیا تم کو کوئی دیکھ رہا ہے ثُمَّ انْصَرَفُوْا پھر وہ کھسک جاتے ہیں صَرَفَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ پھیر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّایَفْقَھُوْنَ بیشک وہ قوم ہے جو فقاہت سے محروم ہے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس رسول مِّنْ اَنْفُسِکُمْ تم میں سے عَزِیْزٌ عَلَیْہِ گراں گذرتی ہے اس پر مَاعَنِتُّمْ وہ چیز جو تمہیں مشقت میں ڈالے حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بہت ہی حریص ہے تم پر بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ مومنوں کیساتھ شفقت کرنے والا مہربان ہے فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر یہ لوگ پھر جائیں فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ پس آپ کہہ دیں مجھے اللہ کافی ہے لَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَ نہیں ہے کوئی الٰہ مگر وہی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اور وہ رب ہے بہت بڑے عرش کا۔

پچھلے درس میں آپ نے یہ آیات پڑھیں کہ وَاِذَامَآاُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ فَمِنْھُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ اَیُّکُمْ زَادَتْہُ ھٰذِہٖٓ اِیْمَانًا اور جس وقت اتاری جاتی ہے کوئی سورۃ پس بعض ان منافقوں میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں تم میں سے کس کا زیادہ کیا ہے ایمان اس سورۃ نے۔ یہ بات وہ مذاق کے طور پر کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ مومنوں کا ایمان بڑھا دیتی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں۔

نزولِ قرآن سے منافقت کی گندگی اور زیادہ ہو جاتی تھی :

2 اب منافقوں کے بارے میں فرمایا وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ اور بہر حال وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے منافقت کی فَزَادَتْھُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِھِمْ پس زیادہ کرتی ہے یہ سورۃ ان کیلئے گندگی کو گندگی کیساتھ۔ پہلے بھی ان کے دل گندے ہیں سورۃ نازل ہوئی اس کا انکار کیا اور گندے ہو گئے گندگی بڑھ گئی، یہ مطلب ہے گندگی کے زیادہ کرنے کا ورنہ قرآن کریم تو نورِ ہدایت ہے یہ گندگی کیسے بڑھاتا ہے؟ اس بات کو سمجھانے کیلئے شیخ سعدیؒ نے گلستان میں فرمایا ہے......

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست

در باغ لالہ روید و در شورہ بوم و خس

''بارش کہ اس کی طبیعت کے پاک ہونے میں اختلاف نہیں ہے باغ میں گلِ لالہ اگاتی ہے اور خراب زمین میں کانٹے دار گھاس'' بارش کا پانی تو بڑا صاف ستھرا ہوتا ہے وہ کسی اچھی زمین پر برسے تو اس میں پھل، سبزیاں، پھول اور عمدہ عمدہ چیزیں پیدا ہوتیں ہیں اور اگر وہی بارش روڑی پر نازل ہو تو بدبو پھیلتی ہے، خراب زمین پر نازل ہو تو کانٹے دار گھاس اور پڑ بھیڑے اگتے ہیں بارش میں تو کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی بارش ہے اچھے دلوں تک پہنچے تو ایمان بڑھتا ہے وہ خوش ہوتے ہیں اور برے دلوں پر پہنچے جو پہلے سے منکر ہیں مزید انکار کر کے کفر کی گندگی و نجاست بڑھالی۔ فرمایا وَمَاتُوْا وَھُمْ کٰفِرُوْنَ اور مرتے ہیں اس حال میں کہ وہ کفر کرنے والے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے تکلیف میں مبتلا کرنا :

اَوَلَا يَرَوْنَ کیا اور وہ منافق دیکھتے نہیں ہیں اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِىْ كُلِّ عَامٍ کہ بیشک وہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں ہر سال مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔ یہ آزمائش کیا ہوتی تھی؟ یہ کبھی سیلاب کی شکل میں، کبھی گرمی کی شکل میں، کبھی قحط کی شکل میں، کبھی دشمن کی طرف سے حملے کی شکل میں ہوتی، کبھی وبا اور طاعون کی شکل میں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جھنجوڑتا ہے کہ وہ سمجھ جائیں اور سنبھل جائیں۔ آج کل آپ اخبارات میں پڑھ رہے ہو کہ فلاں جگہ گرمی کی وجہ سے اتنے آدمی فوت ہو گئے ہیں، فلاں جگہ اتنے فوت ہو گئے ہیں اور جب بارشیں شروع ہونگی تو سیلاب میں مریں گے یہ سب آزمائشیں ہیں مگر لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے حالانکہ یہ سب کچھ انسان کی تنبیہ کیلئے ہوتی ہیں۔ آدمی کو جب بھی کوئی تکلیف آئے تو سمجھے کہ یہ میرے لئے تنبیہ ہے۔ لیکن فرمایا جن کی فطرت مسخ ہوگئی ہو وہ توبہ نہیں کرتے :

ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ پھر وہ توبہ نہیں کرتے وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ اور نہ وہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اور مومن کو جو تکالیف آتی ہیں وہ اس کے گناہ کا کفارہ بنتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن کو جو تکلیف آتی ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ اور حدیث پاک میں یہ بھی آتا ہے بخاری شریف کی روایت ہے اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا يُّصِبْهُ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کیساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ بدنی تکلیف، مالی تکلیف، اہل کانہ کی طرف سے پریشانی، اولاد کی نافرمانی مومن آدمی جب ان چیزوں کو برداشت کرتا ہے تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے اور منافق کسی تکلیف سے کوئی اثر نہیں لیتا جیسے اونٹ کو باندھ دیا اور کھول دیا اس کو نہیں

پتہ کہ مجھے باندھا کیوں ہے اور کھولا کیوں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ تو دیکھتے ہیں ان میں سے بعض بعض کی طرف۔ کیونکہ قرآن کریم کی سورتوں میں توحید کا مسئلہ بیان ہوتا قیامت کا مسئلہ بیان کیا جاتا آنحضرت ﷺ کی رسالت اور صداقت کا مسئلہ بیان ہوتا اور یہ سارے مسئلے ان کو چبھتے تھے اور کڑھتے تھے کیونکہ دل میں منافقت تھی مجبوراً زبانی طور پر کلمہ پڑھتے تھے کہ اسلام کا غلبہ تھا، مالِ غنیمت، زکوٰۃ کا مال، بیت المال سے حصہ ملتا تھا۔ بس اس خوف اور لالچ کیوجہ سے کلمہ پڑھتے تھے جب کوئی سورت نازل ہوتی تو ایک دوسرے کو دیکھتے تھے هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ کیا تم کو کوئی دیکھ رہا ہے۔ ان کا مطلب یہ ہوتا کہ مجلس میں موجود مخلص مسلمانوں میں سے اگر کوئی نہیں دیکھ رہا تو بادل نخواستہ بیٹھے رہتے اگر سمجھتے کہ مسلمان ان کی طرف متوجہ نہیں ہیں تو ثُمَّ انْصَرَفُوْا پھر وہ کھسک جاتے ہیں۔ جوتی اٹھاتے اور چل پڑتے کیونکہ قرآن کو سننا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ عربی تھے اسلئے مطلب سمجھتے تھے ہماری زبان چونکہ عربی نہیں ہے اسلئے ہم نہیں سمجھتے صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ پھیر دیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى ہم اس کو پھیر دیں گے جس طرف کا اس نے رخ کیا ہے۔ [النساء: ۱۱۵] جس طرف کوئی جانا چاہتا ہے اس طرف چلنے کی توفیق دے دیتے ہیں۔ ایمان کے راستے پر چلنا چاہے تو ایمان کی توفیق دیدیتے ہیں کفر کی طرف چلنا چاہے تو کفر کے راستے پر چلنے کی توفیق دیدیتے ہیں فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ پس جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔ [کہف: ۲۹] مجبور کسی شی پر نہیں ہے۔ یہ منافقت کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ

اس وجہ سے کہ بیشک وہ قوم ہے جو فقاہت اور سمجھ سے محروم ہے۔ اور دین کی سمجھ تو بڑی چیز ہے۔ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ اللہ تعالیٰ جس کیساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں۔ وہ دین کیساتھ تعلق، دین کے کاموں کو پسند کرتا ہے، دینی کاموں میں اس کا وقت گزرتا ہے اور منافق کی مثال ایسی ہے جیسے آزاد پرندے کو پنجرے میں بند کر دو تو وہ پھڑکتا رہتا ہے۔ چونکہ منافقوں کو دین کی سمجھ نہیں ہے اسلئے ان کو دین سے دلچسپی نہیں ہے وہ پنجرے میں قید ہیں دوڑ نہیں سکتے۔

مسئلہ بشریتِ پیغمبر ضروریاتِ دین میں سے ہے :

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس رسول مِنْ اَنْفُسِکُمْ تم میں سے یعنی تمہاری ہی جنس بشر اور انسانوں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام رسول بشر اور انسان تھے اور اس کے متعلق تم کئی دفعہ پڑھ چکے ہو اور میں سمجھا چکا ہوں کہ بشریتِ رسول کوئی فرعی مسئلہ نہیں ہے، یہ عقیدے کا بنیادی مسئلہ ہے۔ فقہاء کرامؒ کا طبقہ دین کے معاملے میں بڑا محتاط طبقہ وہ بشریت رسول کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ چنانچہ روح المعانی، فتاویٰ عالمگیری، بحر الرائق اور متعدد کتابوں میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ کیا یہ جاننا کہ آنحضرت ﷺ بشر اور عربی ہیں صحتِ ایمان کیلئے شرط ہے یا یہ فرض کفایہ ہے؟ تو انہوں نے اس کا جواب دیا کہ یہ صحتِ ایمان کیلئے شرط ہے۔ سو اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کو تمام مخلوق کیلئے مانتا ہوں لیکن میں یہ نہیں مانتا کہ آپ بشر تھے یا فرشتہ یا جن، یا یہ کہا کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ عربی تھے یا عجمی تو اس شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ اس نے قرآن پاک کی تکذیب کی ہے تو صرف اتنا کہنے سے کہ لَا اَدْرِیْ میں نہیں جانتا یَکْفُرُ کافر ہو گیا نکاح ٹوٹ گیا کیونکہ یہ جاننا ضروریات دین

میں سے ہے دین کا بنیادی عقیدہ ہے کہ جانے کہ آپ ﷺ بشر ہیں عربی ہیں کیوں کہتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں ہے؟ مسلمان نہیں ہے؟ اس کو ضروریاتِ دین کا علم کیوں نہیں ہے۔

کافی عرصے کی بات ہے مجھے ساتھیوں نے کہا کہ علامہ خالد محمود صاحب کی تقریر کرانی ہے۔ علامہ خالد محمود ہماری جماعت کے محقق عالم ہیں بہت کام کر رہے ہیں مجھ سے کافی چھوٹے ہیں اسوقت انگلستان میں ہیں۔ میں نے کہا بڑے شوق سے تقریر کراؤ مگر لاؤڈ سپیکر کی اجازت لے لو کیونکہ لاؤڈ سپیکر پر پابندی ہے۔ نوجوان تھے تجربہ نہیں تھا درخواست دیدی لیکن منظوری نہ ہوئی ان نادانوں نے سمجھا کہ درخواست دینے سے ہی منظوری ہو جاتی ہے۔ اسی مسجد میں تقریر ہوئی میں اس مسجد کا تقریباً ساٹھ سال سے خطیب ہوں۔ مجھ پر مقدمہ ہو گیا پہلے وزیر آباد پھر سیشن کورٹ گوجرانوالہ منتقل ہو گیا ابرار احمد ہمارا وکیل تھا جج نے پوچھا مولانا جب لاؤڈ سپیکر پر پابندی تھی تو تم نے کیوں چلایا؟ وکیل نے وکیلانہ شوشہ چھوڑا کہ بوڑھے آدمی ہیں بزرگ ہیں ان کو معلوم نہیں تھا کہ قانون کیا ہے۔ جج نے بڑی معقول بات کہی کہ وکیل صاحب ملک میں رہ کر ملکی قانون سے بے خبر رہنا یہ کوئی وجہِ جواز نہیں ہے بہرحال اس نے ہمیں رہا کر دیا۔

تو ساتھیو! خدا کے ملک میں رہ کر، خدا کی زمین پر رہ کر، اس کے آسمان کی چھت کے نیچے رہ کر، اس کی پیدا کردہ خوراک کھا کر، اس کا پانی پی کر، اس کی ہوا اندر کھینچ کر زندہ رہے اور بنیادی عقیدے کے متعلق یہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے یہ کیسے حجت ہوگا؟ فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ بالغ بچی کا نکاح ہو گیا اس مجلس میں دو تین منٹ بعد اس سے پوچھا گیا کہ بیٹی ایمان کسے کہتے ہیں؟ وَقَالَتْ لَاأَدْرِیْ اور اس نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے تو نکاح ٹوٹ گیا۔ اس کو بالغ ہوتے ہی ایمان کی تیاری کرنی چاہئے تھی کہ ایمان کیا ہوتا

ہے۔ اور یہاں تو یہ حال ہے دادی نانی کو بھی پتہ نہیں ہے کہ ایمان کسے کہتے ہیں تو یاد رکھنا آنحضرت ﷺ کے بارے میں یہ جاننا ضروری ہے کہ آپ انسان ہیں، بشر ہیں، آدمی ہیں، عربی ہیں، ہاشمی قریشی ہیں اور نہ جاننے والا کافر ہے، نکاح ٹوٹ گیا عَزِیْزٌ عَلَیْهِ گراں گذرتی ہے اس پر مَاعَنِتُّمْ وہ چیز جو تمہیں مشقت میں ڈالے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ ﷺ جمعہ والے دن جمعہ کی تیاری کر رہے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی آیا جس کا خستہ لباس اور بری حالت تھی آنحضرت ﷺ نے اس کو دیکھا تو پریشان ہو گئے خطبہ موقوف کر کے اس کو فرمایا قُمْ فَصَلِّ رَکْعَتَیْنِ اٹھ کر دو رکعت پڑھو۔

ابو داؤد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے یہ دو رکعتیں اس لئے پڑھوائیں تا کہ لوگ اس کو دیکھ لیں۔ ویسے خطبے کے وقت کوئی نماز درست نہیں ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب امام آ کر خطبہ شروع کر دے تو خاموشی کیساتھ بیٹھو، تو لوگوں نے جب اس کی خستہ حالت کو دیکھ لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی حالت تمہارے سامنے ہے اس کی امداد کرو۔ تو ساتھیوں کی تکلیف اور مشقت کو دیکھ کر آپ ﷺ پریشان ہو جاتے تھے حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بہت ہی حریص ہے تم پر ایمان اور نیکی کیلئے بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ مومنوں کیساتھ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ آپ ﷺ کا رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ہونا مخلوق کے اعتبار سے ہے کہ مخلوق میں سے آپ ﷺ بندوں پر زیادہ شفقت کرنے والے ہیں۔ خالق والی شفقت خالق کیساتھ خاص ہے فَاِنْ تَوَلَّوْا پس اگر یہ لوگ پھر جائیں، پیغمبر کی اطاعت سے اعراض کریں فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ آپ کہہ دیں مجھے اللہ کافی ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہیں ہے کوئی الہ مگر وہی اللہ تعالیٰ۔ اس کے سوا کوئی الہ

نہیں، کوئی معبود نہیں، کوئی سجدے کے لائق نہیں ہے، کوئی حاجت روا نہیں ہے، کوئی مشکل کشا نہیں ہے، کوئی فریادرس نہیں ہے، کوئی رزق دینے والا نہیں ہے، کوئی بیماروں کو شفا دینے والا نہیں ہے، کوئی اولاد دینے والا نہیں، کوئی مارنے اور زندہ کرنے والا نہیں کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں مگر صرف اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے۔ ابو داؤد شریف میں روایت ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح سات مرتبہ یہ دعا پڑھے حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ تو اللہ تعالیٰ سارا دن اس کے کاموں کی کفایت کریگا اور جو رات کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ رات کو اس کیلئے کفایت فرمائے گا۔ لہذا یہ دعا سات دفعہ صبح کو پڑھا کرو اور سات دفعہ رات کو پڑھا کرو۔ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اور وہ رب ہے بہت بڑے عرش کا۔ اللہ تعالیٰ کا عرش جسم اور حجم کے لحاظ سے ساری مخلوقات سے بڑا ہے جس کے اندر آسمان، زمین، کرسی سب کچھ ہے لیکن درجے، رتبے اور شان کے لحاظ سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سب سے بلند ہیں نہ اِس جہان میں آپ ﷺ کے درجے کا کوئی ہے اور نہ اُس جہان میں آپ ﷺ کے درجے کی کوئی مثال ہے۔ یہ دعا یاد کرو حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سات دفعہ صبح اور سات دفعہ رات کو پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمام مہمات میں کامیابی اور ضروریات پوری فرمائے گا۔

آج بروز اتوار ۱۸ مئی ۱۱ جمادی الاول ۱۴۲۹ھ کو یہ سورۃ مکمل ہوئی۔

بتوفیق اللّٰہ تعالیٰ وعونہ

(مولانا) محمد نواز بلوچ

مہتمم: مدرسہ ریحان المدارس، جناح روڈ گوجرانوالہ۔

○○ ... ۞ ... ○○